تبلیغی جماعت
کا تحقیقی جائزہ
عبید الرحمن محمدی

تبلیغی جماعت
کا تحقیقی جائزہ
عبید الرحمن محمدی
دار العلوم

نام کتاب

تبلیغی جماعت

تالیف

عبید الرحمٰن محمدی

ناشر

دار الاندلس
4۔ لیک روڈ چوبرجی لاہور پاکستان
Ph: 92-42-7230549 Fax: 92-42-7242639

ڈسٹری بیوٹر

دار العلوم الندیہ
المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

فہرست

﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ■﴾ [هود-١١:٨٨]

"جہاں تک مجھ سے ہو سکے (تمہارے معاملات کی) اصلاح چاہتا ہوں اور اس بارے میں مجھے توفیق کا ملنا اللہ ہی کے فضل سے ہے میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُطْبَةُ الْحَاجَةِ

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ، نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ، وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ))

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَ لَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۰۲]

﴿ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ ﴾ [النساء : ۱]

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○ ﴾ [الأحزاب : ۷۰-۷۱]

((أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))

❀❀❀❀❀❀
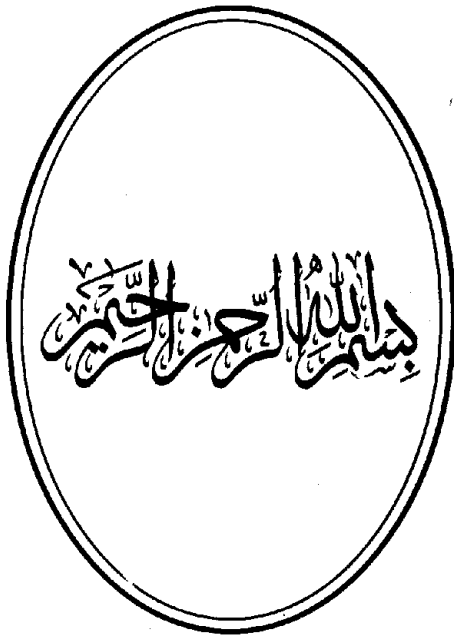
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبب تالیف

رائیونڈ تبلیغی اجتماع ۱۹۹۲ء میں راقم الحروف تحقیقی غرض سے شریک ہوا۔ تبلیغی جماعت کے بزرگوں کو قریب سے دیکھنے اور ان کے خیالات معلوم کرنے کا موقعہ ملا' بہت حیرت ہوئی کیونکہ عام حالات میں تبلیغی بھائی لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے۔"

لہٰذا شہر شہر' بستی بستی' گلی گلی پہنچ کر لوگوں کو اسی بات کی دعوت دینے کے لیے آپ ہمارے ساتھ نکلیں۔ اس دعویٰ کی سچائی ڈھونڈنے کے لیے جب ہم تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر مولانا انعام الحسن کی خصوصی مجلس میں شریک ہوئے تو لوگوں سے بیعت لیتے وقت انہوں نے کہا۔

"بیعت کی ہم نے مولانا محمد الیاس کے ہاتھ پر انعام کے واسطے سے۔"

اس بیعت میں تعجب کی بات یہ تھی کہ مولانا الیاس ۱۹۴۴ء میں فوت ہوئے۔ گویا اڑتالیس سال قبل فوت ہونے والے مردہ شخص کے ہاتھ پر یہ بیعت کی گئی۔ اسی موقعہ پر شرکاء بیعت کو پانچ چیزوں کا وظیفہ بتلا کر اس پر ہمیشہ چلنے کی تلقین کی گئی ان میں چوتھی چیز فضائل کی کتابوں کو ہر نماز کے بعد سننے سنانے کی پابندی بھی شامل تھی۔

چنانچہ اس اہمیت کے پیش نظر میں نے فضائل اعمال کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ مصنف نے اس کتاب پر اس وقت کام شروع کیا جب انہیں دماغی کام سے روک دیا گیا تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں قرآن وحدیث کے خلاف بے شمار قصے من گھڑت کہانیاں اور مصنف کے اپنے موقف میں بہت زیادہ تضاد پایا جاتا ہے۔ مصنف "فضائل اعمال" مولانا محمد زکریا لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندے اور میرے مربی و محسن کا ارشاد ۱۳۵۳ھ میں ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند قصے بالخصوص کم سن صحابہ اور عورتوں کی دینداری کے کچھ حالات اردو میں لکھی جائے ...... اس ارشاد کی تعمیل بہت ضروری تھی کہ احسانات میں ڈوبے ہوئے ہونے کے علاوہ اللہ والوں کی خوشنودی دو جہاں میں فلاح کا سبب ہوتی ہے۔ مگر اس کے باوجود اپنی کم مائیگی سے یہ امید نہ ہوئی کہ میں اس خدمت کو مرضی کے موافق ادا کر سکتا ہوں۔ اس لیے چار برس تک اس ارشاد کو سنتا رہا اور اپنی نااہلیت سے شرمندہ ہوتا رہا کہ صفر ۱۳۵۷ھ میں ایک مرض کی وجہ سے چند روز کے لیے دماغی کام سے روک دیا گیا۔ تو مجھے خیال ہوا کہ ان خالی ایام کو اس بابرکت مشغلہ میں گزار دوں کہ اگر یہ اوراق پسند خاطر نہ ہوئے تب بھی میرے یہ خالی اوقات تو بہترین اور بابرکت مشغلہ میں گزر ہی جائیں گے۔ [فضائل اعمال = رحمانیہ: ۷ 'فیضی: ۸ 'قدیمی: ۶ ' عبد الرحیم: ۵ 'خواجہ محمد اسلام: ۷ ' مدنیہ: ۶ 'مدینہ: ۷]

قارئین کرام! چنانچہ مولانا زکریا نے انہی ایام میں جب دماغی کام کرنے سے انہیں روکا گیا تھا ''فضائل اعمال'' پر کام شروع کر دیا۔

زیر نظر کتاب میں ہم اپنے چار سالہ مشاہدات تبلیغی بزرگوں سے ملاقات ...... ان کے بیانات ...... لوگوں کے تاثرات ...... اور مقررین کے تضادات ...... فضائل اعمال میں درج بعض جھوٹے واقعات ...... بے عملی کی شفارشات ...... بدعات اور رسومات کی ترغیبات ...... اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عملیات ...... پر تبصرہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

تبلیغی جماعت اور فضائل اعمال کے اصلاح طلب پہلوؤں پر قلم اٹھانا اور قرآن و حدیث سے موازنہ کرنا مجھ جیسے ایک ادنا طالب علم کے لیے بہت مشکل کام تھا۔ محترم الشیخ حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ (مدیر المعہد العالی للدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ اہلحدیث مرید کے) نے میری

حوصلہ افزائی، خصوصی تعاون اور رہنمائی فرمائی بعض مقامات پر ترامیم و اضافہ کے لیے دلائل اور معلومات بھی فراہم کیں۔ جزاہم اللہ خیرا۔ جس سے یہ کتاب اصلاحی اور معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ مدلل بھی ہوگئی ہے۔ (الحمدللہ)

عبید الرحمن محمدی

۴ شوال ۱۴۱۵ھ مطابق ۵ مارچ ۱۹۹۵ء

حرف تمنا

ہر قسم کی تعریف کے لائق اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ جس نے مجھے کفر کی گمراہی' شرک کی پلیدی اور بدعات ورسومات کی بیماریوں سے بچایا۔ الحمد للہ علی ذالک

بے شمار رحمتیں اور سلام ہوں نبی اکرم ﷺ پر کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی اور رسول بنا کر بھیجا۔ کامل دین اور قرآن کا معجزہ عطا فرمایا تاکہ آپ ﷺ...... لوگوں کو کفر کی گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں...... اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے یہ کتاب ''تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ'' لکھنے کی توفیق بخشی۔ اس کتاب میں اس بات کو بطور خاص پیش نظر رکھا گیا ہے کہ کوئی بات بھی خلاف حقیقت نہ ہو حتی الامکان اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ تبلیغی اکابرین کے بیانات اور فضائل اعمال کے واقعات میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں من وعن وہی درج ہوں اور کتاب میں درج واقعات کا ثبوت مانگنے والے احباب کو ٹھوس دلائل بھی فراہم کئے جائیں۔

اس کتاب کو پڑھنے والے تمام احباب سے بالعموم اور اہل علم حضرات سے بالخصوص درخواست ہے کہ اگر وہ اس میں کوئی علمی خامی' حوالہ جات کی غلطی' استدلال کی خطا کو محسوس کریں تو ازراہ شفقت مجھے اس سے ضرور آگاہ کریں تاکہ آئندہ اصلاح کی جا سکے۔

اس کتاب میں تبلیغی بھائیوں کے جذبات' محنت اور خلوص کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے حتی المقدور یہ کوشش کی ہے کہ ان کی دل آزاری' اہانت اور گستاخی نہ ہو۔ تاہم حقائق واقعات کو پیش کرتے ہوئے یا اپنی رائے کے اظہار میں بتقاضائے بشری کہیں ناروا تنقید اور بے جا سختی ہو تو اس کمزوری سے مجھے آگاہ کر کے عند اللہ اجر کے مستحق ہوں تاکہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ اصلاح کا ذریعہ بن سکے۔

بس یہی دل کی خواہش یہی آرزو ہے

اکابرین تبلیغی جماعت کا مختصر تعارف:

آیئے آپ کو رائیونڈ اجتماع لے چلیں اور دکھائیں کہ دعوت وتبلیغ کا فریضہ کس طرح انجام دینے کے لیے تبلیغی بزرگ مصروف عمل ہیں۔

❁ رائیونڈ میں ہر سال تبلیغی جماعت کا مرکزی سالانہ اجتماع منعقد ہوتا ہے اس اجتماع میں شرکاء کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے۔ اور اسے حج کے بعد سب سے بڑا اجتماع کہا جاتا ہے۔ تو پھر کون شخص ہوگا جو اس اجتماع کو دیکھنے کی خواہش نہ رکھتا ہو۔ چنانچہ تبلیغی جماعت سے وابستہ لوگوں کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد اس اجتماع کو دیکھنے کے لیے ضرور وہاں پہنچتی ہے۔ یہاں تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ جن میں مذہبی' سیاسی' سرکاری' غیر سرکاری' فلمی' اخباری اور تعلیمی اور دیگر اداروں سے تعلق رکھنے والے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو لانے میں تبلیغی بھائیوں کی محنت کا بڑا دخل ہوتا ہے۔

چنانچہ زیر نظر کتاب میں ہم اپنے چار سالہ تاثرات و مشاہدات کو پیش کریں گے جو ہم نے رائیونڈ اجتماعات ۹۲' ۹۳' ۹۴ اور ۹۵ میں شرکت کے دوران دیکھے اور تبلیغی جماعت کی دعوت اور فضائل اعمال پر کتاب وسنت کی روشنی میں مختصر تبصرہ بھی پیش کریں گے۔ ان شاء اللہ

آیئے پہلے تبلیغی جماعت کے اکابرین اور قائدین کا مختصر تعارف۔

''مولانا محمد الیاس بانی امیر تبلیغی جماعت:

⬅ مولانا محمد الیاس کاندھلوی ۱۳۰۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۴۴ء میں فوت ہوئے۔ یہ تبلیغی جماعت کے بانی امیر تھے ان کی قبر بستی نظام الدین دہلی ہندوستان میں ہے۔ انہوں نے دعوت وتبلیغ کے محدود سلسلے کو ناکافی سمجھا اور عام لوگوں تک اپنی دعوت پہنچانے کے لیے تبلیغی

جماعتوں کی شکل میں قافلے نکالنے کا آغاز کیا۔ شروع میں یہ نہایت مختصر سلسلہ تھا جو اب پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔

مولانا محمد یوسف:

مولانا محمد یوسف بن مولانا محمد الیاس جن کو چھوٹے ''حضرت جی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۲۰ مارچ ۱۹۱۷ء کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔ اور ۲ اپریل ۱۹۶۵ء کو بلال مسجد لاہور میں فوت ہوئے ان کی میت کو بستی نظام الدین ہندوستان لیجا کر دفن کیا گیا۔

مولانا انعام الحسن امیر تبلیغی جماعت:

مولانا محمد یوسف کی وفات کے بعد ان کے ہم زلف مولانا انعام الحسن کو تبلیغی جماعت کا امیر بنایا گیا۔ وہ بستی نظام الدین میں قیام پذیر تھے...... مولانا تبلیغی جماعت کے امیر کی حیثیت سے ہر سال رائیونڈ اجتماع کے موقع پر پاکستان آتے تھے۔

جہاں ہر روز بعد نماز مغرب ان کے واسطے سے تبلیغی جماعت کے فوت شدہ بانی امیر مولانا محمد الیاس کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ اجتماع کے آخری دن اختتامی دعا بھی کراتے ......اور دعوت و تبلیغ کے لیے نکلنے والے قافلوں کے امیروں سے مصافحہ بھی کرتے۔ اجتماعی نکاحوں کے لیے خطبہ اور چند ایک جوڑوں کا ایجاب و قبول بھی حضرت جی ہی کراتے تھے۔

۱۰ محرم ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۰ جولائی 1995ء کو فوت ہوئے۔

''تبلیغی جماعت کا مرکز رائیونڈ'':

لاہور سے تیس پینتیس کلومیٹر جنوب مغرب میں ایک چھوٹا سا شہر ''رائیونڈ'' ہے۔ پہلے تو یہ نہایت غیر معروف تھا مگر اب یہ عالمی شہرت یافتہ شہر ہے۔ کیونکہ یہاں تبلیغی جماعت کا مرکز ہے۔

رائیونڈ میں پہلا اجتماع:

مولانا محمد یوسف امیر ثانی تبلیغی جماعت کی کوششوں سے پہلا اجتماع ۱۹۴۹ء میں رائیونڈ میں اسی جگہ پر ہوا جہاں اب مرکز قائم ہے۔ جوں جوں شرکاء اجتماع کی تعداد میں اضافہ ہوتا

گیا۔ضروریات بڑھتی چلی گئیں اور شرکاء کے لیے یہ جگہ ناکافی ہوگئی۔تو رائیونڈ شہر سے تین میل دور شمالی جانب ایک وسیع میدان جو کہ بنجر زمین کی شکل میں تھا۔اجتماع کے لیے مخصوص کیا گیا۔ یہ بنجر زمین سال میں ایک دفعہ بہت بڑے شہر کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

اجتماع کے انتظامات:

بالعموم اجتماع سے دو تین ہفتے قبل سینکڑوں تبلیغی رضا کار انتظامات کے لیے رائیونڈ پہنچتے ہیں۔ جو کہ سٹیج' لاؤڈ سپیکر' پنڈال کے اوپر سائبان' پانی اور بجلی وغیرہ کے انتظامات کو آخری شکل دیتے ہیں۔اجتماع کے دنوں میں لاکھوں شرکاء کے لیے انتظامات ناکافی ہو جاتے ہیں بالخصوص صفائی کے ناقص انتظامات کی وجہ سے بد بو پھیل جاتی ہے۔اس ناقابل برداشت مصیبت سے جان چھڑانے کے لیے بعض مخیر" حضرات نے پختہ بیت الخلاء تعمیر کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے مگر فی الحال اس جدت کے لیے تبلیغی بزرگوں نے اجازت نہیں دی ورنہ یہ کوئی بڑا مسئلہ نہ تھا کیونکہ اجتماع کے دنوں میں مختلف تنظمیں اور سرکاری ادارے شرکاء اجتماع کی سہولت کے لیے انتظامات کرتے ہیں۔اس سلسلہ میں ایک اخباری رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

''امسال تبلیغی اجتماع ۱۱' ۱۲' ۱۳' نومبر ۱۹۹۴ء کو منعقد ہو رہا ہے۔اجتماع کے انتظامات کو بطریق احسن تکمیل تک پہنچانے کے لیے جہاں تبلیغی جماعت کے وسیع تر رضا کار مصروف ہیں وہاں محکمہ جات کی طرف سے بھی خاصے انتظامات کیے گئے ہیں۔ بالخصوص محکمہ صحت نے گزشتہ سالوں کی نسبت دوگنی سہولتیں فراہم کی ہیں۔ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر عملہ کے ساتھ رات دن مصروف ہیں۔ یہاں اس دفعہ چار بہت بڑی فری ڈسپنسریوں پر ۳۰ ڈاکٹرز اور ۸۰ کے قریب پیرا میڈیکل سٹاف مصروف عمل ہیں۔ ناگہانی آفت کے لیے آٹھ (۸) ایمبولینس گاڑیاں تیار کھڑی ہیں۔نظم وضبط کی بحالی کے لیے سرکل ڈی ایس پی اور انسپکٹر پولیس کی بھاری نفری اجتماع کے چاروں اطراف موجود نظر آتے ہیں۔دیگر ضلعی انتظامیہ کے افسر بھی وقتاً فوقتاً چکر لگا رہے ہیں۔ایڈمنسٹریٹر بلدیہ گزشتہ تین برس سے اجتماع کے انتظامات کی نگرانی پر مامور چلے آ رہے ہیں ان کے ساتھ چیف آفیسر بلدیہ عملہ کے ساتھ صحت وصفائی کے بہتر انتظام کے

لیے تگ و دو کر رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے رہنما بھی اپنے دوستوں کی پرائیویٹ فورس کے ساتھ اجتماع کے انتظامات کی نگرانی میں مصروف ہیں۔ رائے ونڈ کا سوشل ویلفیئر کا سب سے بڑا ''ادارہ عوامی بہبود'' کئی سالوں سے فری ڈسپنسری کا اہتمام کر رہا ہے۔ ادارہ عوامی بہبود کے جنرل سیکرٹری کے مطابق اس دفعہ ادارہ اجتماع کے لیے مثالی خدمت انجام دے گا۔ ادارہ کی فری ڈسپنسری میں عملہ کے ارکان رات دن موجود ہیں۔ ریلے اور ٹیلی کیمونی کیشن کارپوریشن بھی اپنی اپنی جگہ بہتر سہولتوں کے لیے پیش پیش ہیں۔ اجتماع کے مندوبین کی سہولت کے لیے متعدد لوکل ٹرینوں کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اجتماع کے دنوں میں تمام گاڑیوں کے سٹاپ رائے ونڈ بحال کر دیئے گئے ہیں۔ محکمہ ٹیلی فون نے اپنے کیمپ میں متعدد لائنوں کے ساتھ ٹیلی پرنٹر اور فیکس کا انتظام بھی کیا ہے۔ [۱۲ نومبر ۱۹۹۴ء ''روز نامہ خبریں'']

پنڈال کے گرد مختلف سٹال:

لوگوں کی سہولت کے لیے پنڈال کے چاروں طرف مختلف اشیاء ضروریہ کے سٹال بھی لگائے جاتے ہیں مگر ان میں افسوسناک یہ بات ہوتی ہے کہ اس دینی اجتماع میں سگریٹ' نسوار' پان اور حجام وغیرہ کے سٹال بھی ہوتے ہیں۔ ان سٹالوں پر ہمارا تعجب اس لیے ہے کہ یہ اجتماع خالصتاً اسلام کی دعوت و تبلیغ کے نام پر ہوتا ہے۔ اس لیے ایسی تمام اشیاء کی خرید و فروخت ممنوع ہونی چاہئیں۔ مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر سمیت بہت سے تبلیغی بزرگ پان سگریٹ نسوار کے دلدادہ اور عادی ہیں۔ اس لیے ایسے تمام سٹال تبلیغی اکابرین سمیت اکثر تبلیغی بھائیوں کی ضروریات فراہم کرنے کے لیے لگانے ضروری ہوتے ہیں۔ ہماری اس حیرت اور تعجب کا ازالہ ۹۴ء کے اجتماع میں تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر مولانا انعام الحسن نے یہ کہہ کر کر دیا کہ نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنا ہمارا کام نہیں ان کی اس تقریر کی تفصیلات آئندہ صفحات میں ہم پیش کریں گے۔ ان شاء اللہ

اجتماع ۹۲ء کے مشاہدات:

❁ ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء کو مرکز الدعوۃ کے چند مجاہد نوجوانوں کے ہمراہ رائیونڈ کے سالانہ اجتماع

میں شرکت کا موقعہ ملا۔ راقم الحروف نے مجلّہ الدعوۃ ۱۹۹۱ء کے ذریعے اس اجتماع کے متعلق رپورٹ پڑھ رکھی تھی جس میں سب سے بڑا مسئلہ بیعت کا تھا جس میں مولانا انعام الحسن کے ذریعے مولانا محمد الیاس کے ہاتھ پر لوگوں سے بیعت لی گئی تھی۔ اب یقین حاصل کرنے کے لیے میں نے اپنی کوششیں شروع کر دیں اور عام لوگوں کے یقین کے لیے ٹیپ ریکارڈر کا انتظام بھی رکھا۔ ہم نے پانچ دن رائیونڈ اجتماع گاہ میں رہ کر کافی معلومات حاصل کیں اور ٹیپ کر کے بطور ثبوت محفوظ کر لیں۔ مرکز الدعوۃ لاہور دفتر پہنچ کر رپورٹ مرتب کی جو دسمبر ۱۹۹۲ء کے مجلّہ ''الدعوۃ'' میں چھپی چند دن بعد خطوط کا سلسلہ شروع ہوا بعض خطوط میں کیسٹ بھیجنے کو کہا گیا اور لکھا گیا کہ ہم حقیقت جاننا چاہتے ہیں۔ کچھ خطوط میں مجھے تبلیغ کی گئی کہ ان کے اچھے کاموں کو دیکھو اور ان کی برائیوں کو نظر انداز کر دو۔ چند ایک خطوط ایسے بھی موصول ہوئے جن میں ننگی گالیاں دی گئی تھیں۔ مجھے خیال آیا کہ بہت لوگ ایسے ہیں جو حقیقت سے ناواقف ہیں اور وہ تبلیغی بھائیوں کی باتوں سے متاثر ہو کر ان کے پیچھے چل رہے ہیں۔ اور کچھ لوگ انہیں بے ضرر سمجھ کر ان کو عقیدت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس لیے عام مسلمانوں کو حقائق سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ فضائل اعمال کو تبلیغی جماعت کے اکابرین نے اس قدر اہمیت دے رکھی ہے کہ تبلیغ کے لیے نکلنے والی ہر جماعت کے لیے اس کو لازم قرار دے دیا گیا ہے اور ہر سال رائیونڈ کے اجتماع میں اس کو پڑھنے اور لوگوں سے سننے سنانے کی بیعت لی جاتی ہے۔ میں نے اجتماع ۱۹۹۲ء کا آنکھوں دیکھا حال اور فضائل اعمال پر مختصر رسالہ لکھنے کا پروگرام بنایا۔ میرے ذہن میں یہ خیال بار بار آتا رہا کہ تبلیغی جماعت کے کسی بزرگ سے تفصیلی ملاقات کر لی جائے۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کے لیے کچھ ملاقاتیں رائیونڈ مرکز میں اور کچھ ملاقاتیں لاہور کے تبلیغی مرکز بلال پارک میں بعض علماء سے کیں ان تمام لوگوں نے اپنے مخصوص طریقہ سے مجھے بزرگوں سے ملنے کا مشورہ دیا اور میرے سوالات کے جوابات دینے سے گریز کیا۔ جس کا مختصر تذکرہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔ ان شاء اللہ

''اجتماعی نکاح''

بیعت کہاں ہوتی ہے؟:

✿ بیعت کہاں ہوتی ہے کس وقت ہوتی ہے؟ میں اس تلاش اور جستجو میں تھا کہ سٹیج پر اجتماعی نکاحوں کی نشست کے آغاز کا اعلان مولوی سلیمان نے کیا۔ میں سمجھا کہ شاید بیعت بھی...... یہیں ہوگی اس لیے میں سٹیج کے قریب جا پہنچا۔ اجتماعی نکاح شروع ہو چکے تھے۔

تبلیغی جماعت کے لوگ اپنے رشتے طے کرتے وقت کئی باتوں کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ رشتے کے خواہش مند یہ شرط لگاتے ہیں کہ تبلیغ کے لیے کچھ وقت لگائیں۔ رشتہ بعد میں ہوگا۔ جب آپس میں رشتے طے ہو جاتے ہیں تو نکاح کے لیے رائیونڈ اجتماع کی تاریخ طے کر لی جاتی ہے۔ اور ایسے تمام رشتوں کی فہرست مرتب کر کے حضرت جی مولانا انعام الحسن امیر تبلیغی جماعت کو تھما دی جاتی ہے۔ خطبہ کے بعد وہ ہر جوڑے کا ایجاب وقبول کرا کے رشتہ ازدواج میں جوڑتے چلے جاتے ہیں۔ ایسے سینکڑوں نکاح نہایت سادہ خوشگوار انداز اور بغیر کسی فضول خرچی اور رسومات کے ہو جاتے ہیں۔

ایک تبلیغی نوجوان سے یہاں میری ملاقات ہوئی' میں نے پوچھا بیعت کب ہوگی اس نے کہا کیوں؟ میں نے بتایا کہ اس میں شریک ہونا چاہتا ہوں اس نے کہا پنڈال سے کچھ فاصلے پر ایک حویلی میں حضرت جی کا قیام ہے اور بیعت بھی وہاں ہوتی ہے مگر آپ کو شریک نہیں ہونے دیا جائے گا۔ میں نے اس کی بات کو اہمیت نہ دی اور تیزی سے راستہ معلوم کرتے ہوئے حویلی کے گیٹ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ تو اس وقت تک بیعت ہو چکی تھی۔ لوگ باہر آ رہے تھے میری طرح دیر سے پہنچنے والے بہت سے لوگ بڑے گیٹ پر اندر جانے کے لیے موجود تھے۔ گیٹ پر موجود نوجوان لوگوں کو واپس چلے جانے کا حکم دے رہا تھا۔ میں نے اچھے انداز میں نوجوان سے کہا'' بھائی ہم لوگ بہت دور سے آئے ہیں ہمیں اندر جانے دیں۔'' اس نے کہا۔ حضرت جی کے معمولات طے شدہ ہیں اب اندر جانا ممکن نہیں اگر آپ چاہتے ہیں تو کل مغرب کی نماز گیٹ کے قریب ہی ادا کریں میں آپ کو اندر بھیج دوں گا۔ میں نے کہا کل اجتماع

ختم ہو جائے گا ہم نے واپس جانا ہے۔

دربان نے کہا: ’’جس کو حضرت جی سے عشق ہے وہ تو رہے گا‘‘ :

ع جس کو حضرت جی سے عشق ہے وہ تو رہے گا اور جو جانا چاہتا ہے اس کی مرضی۔ دربان نے مزید بتایا کہ حضرت جی جب تک یہاں ہیں ہر روز بعد نماز مغرب لوگوں سے بیعت لیتے ہیں۔

اب میں سوچنے لگا کہ لاکھوں لوگ پنڈال میں موجود ہیں مگر حضرت جی سے بیعت ایک چھوٹی سی حویلی میں آخر کیوں؟ اس راز سے ایک تبلیغی بھائی نے پردہ اٹھایا۔ وہ بڑی رازداری سے کہنے لگا: ’’بھائی! آپ کو معلوم نہیں کہ اس طریقہ پر ہونے والی بیعت کو بعض لوگ پسند نہیں کرتے اور عربی لوگ تو اس کو حرام سمجھتے ہیں۔‘‘

چنانچہ اگلے دن بعد از نماز مغرب میں اور شیخ محمد ایوب حویلی میں داخل ہو گئے تو ہم نے بھائی عبدالرحمن شاد کی رپورٹ جو کہ مجلہ الدعوۃ ۱۹۹۱ء میں چھپی تھی کو سچا پایا۔

بیعت خانہ کی طرف:

بیعت کے حوالہ سے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ہماری اس تحریر کے ثبوت میں کیسٹ موجود ہے جو مرکز الدعوۃ لاہور کے دفتر سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ ۹۲ ۱۹۹۳ء اور ۹۴ء کے اجتماعات کے مواقع پر ہم نے یہ ریکارڈ کی ہیں۔

آیئے بیعت کا آنکھوں دیکھا حال ملاحظہ فرمائیں۔

چھوٹی سی حویلی' جو اس مقصد کے لیے مخصوص ہے اجتماع کے دنوں میں ہر روز بعد از نماز مغرب لوگوں سے کھچا کھچ بھر جاتی ہے۔ حضرت جی کے خادم مولوی محمد سلیمان مائیک پر آتے ہیں اور لوگوں کو ہدایات دیتے اور آداب بتاتے ہوئے کہتے ہیں۔

بیعت میں شرکت کے آداب:

- کوئی عذر نہ ہو تو تشہد کی حالت میں بیٹھ جائیں۔
- ایک رسی کرسی کی جانب سے لوگوں کی طرف پھیلائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اپنے

رومال، چادریں اور صافے اس سے باندھ لیں۔

- اس رسی کو پکڑے رکھیں۔
- رسی تمام شرکاء تک پہنچنے کی تسلی کی جاتی ہے۔
- اور کہا جاتا ہے کہ اگر کسی کے پاس رسی نہ پہنچ سکے تو دل سے ارادہ کرلیں۔

بعد ازاں حضرت جی تشریف لائے اور بغیر السلام علیکم اور خطبہ مسنونہ کے اپنی گفتگو کا آغاز کیا ۹۲ء، ۹۳ء اور ۱۹۹۴ء میں اسی طرح کیا گیا ہے۔ بہر حال حضرت جی نے کہا:

- ''جو میں کہوں دھیان سے سنتے رہنا اور زبان سے کہتے جانا۔''

''اے اللہ تیرے حکموں پر چلیں گے۔ تیرے نبی (ﷺ) کے طریقوں کو اپنائیں گے اپنی من مانی سے تیری نافرمانی سے بچیں گے۔ اس عہد نے کے قابل نہیں، اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ، اللہ کے سچے رسول اور پاک بندے ہیں۔'' ایمان لائے ہم...... اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رکو نبھانا ہے، اس عہد کو پورا کرنا ہے جتنا اس کو پورا کریں گے اللہ کو اتنا پائیں گے، نہیں کریں گے تو ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اس لیے سچے دل سے عہد ہو، پکے دل سے اقرار ہو۔ باقی ماندہ زندگی میں پوری کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی، نبی کریم ﷺ کے طریقوں پر چلنے کی، اللہ تعالیٰ مجھے بھی نصیب فرمائے اور تجھے بھی چلنے کی توفیق نصیب فرمائے...... اس کے بعد ''حضرت جی'' نے خطبہ پڑھا۔

خطبہ کے بعد:

- حضرت جی جو کچھ کہتے جاتے ہیں لوگ بھی پیچھے پیچھے کہتے رہتے ہیں۔ کیونکہ حضرت جی کہتے ہیں جو میں کہوں دھیان سے سنتے رہنا اور زبان سے کہتے رہنا۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' کوئی عبادت کے لائق نہیں، کوئی جی لگا سولوں پر، قیامت کے دن پر، تقدیر پر، بری ہو یا بھلی، سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر۔ ایمان لائے ہم اللہ تعالیٰ پر جیسا کہ وہ اعلیٰ ذات میں ہے اور پاک صفات میں ہے۔ اور قبول کیا ہم نے اس کے سارے حکموں کو اور توبہ کی ہم نے شرک سے، جھوٹ سے بدعات سے، پرایا مال

ناحق کھانے سے' ناحق خون سے' چوری سے' زنا سے' شراب سے' جوئے سے' جھوٹ سے' غیبت سے' بہتان سے' دین پھیلانے میں کمی کرنے سے' دین سیکھنے میں سستی کرنے اور چھوٹے بڑے گناہوں سے اور عہد کرتے ہیں ہم شرک نہیں کریں گے۔ ہم غیبت نہیں کریں گے۔ ان شاء اللہ ۔تمام گناہوں سے بچیں گے۔ اے اللہ توبہ ہماری قبول فرما۔ بیعت کی ہم نے حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر''انعام'' کے واسطے سے۔ بھائیو! جن چیزوں سے توبہ کی ہے ان سے ہمیشہ بچتے رہیں۔ یہ ہیں بڑے بڑے گناہ۔ اور پانچ باتیں بتلائی جائیں گی۔

ان پانچ پر ہمیشہ چلتے رہیں یہ وظیفہ ہے۔

- پہلی بات' مسلمان کے لیے فرض نماز پانچ وقت باجماعت پڑھنے کا اہتمام اور چار وقت کی نماز نفل تہجد' اشراق' چاشت اور اوابین جہاں تک ہو کوشش کریں۔

- (حالانکہ اشراق' چاشت اور اوابین ایک ہی نماز ہے۔ جس کے یہ مختلف نام ہیں مگر حضرت جی نے ان کو الگ الگ ظاہر کیا)

- دوسری چیز' اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ اس میں تین تسبیح صبح کو' تین تسبیح شام کو دھیان سے دل سے پڑھیں' الحمد للہ۔ ایک تسبیح ایک تسبیح درود شریف کی۔
- اور تیسری چیز' قرآن پاک کی تلاوت روزانہ کریں جو نہیں سیکھے ہوئے وہ کوشش کریں۔
- چوتھی چیز' فضائل کی کتابوں میں سے اپنی اپنی مسجد میں نماز کے بعد تھوڑا تھوڑا ان سے سنتے رہیں۔
- پانچویں چیز گشت کرتے رہنا ہے اپنے اپنے حلقوں میں اور مسجدوں میں گشت کرتے رہنا۔ مہینہ میں تین دن کی جماعت بنا کر' آس پاس کی بستیوں میں' گشت کرتے رہیں اور سال میں کم سے کم چلے کے لیے بھی نکلتے رہیں اور جن چیزوں سے توبہ کی ہے اس سے بچتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔''

بیعت کے ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد آخر میں دعا مانگی گئی اور یہ مجلس برخواست کر دی گئی۔

تبلیغی مرکز رائیونڈ میں ملاقاتیں

بیعت کا یہ انوکھا انداز دیکھ کر حیرت بھی تھی اور ریکارڈ کر کے خوشی بھی' کیونکہ اب اعتراض کرنے والوں اور حقائق جاننے کے خواہشمند احباب کے لیے دلیل مہیا ہو گئی تھی۔ اگلے روز صبح ناشتے کے لیے رائیونڈ اسٹیشن پر ایک ہوٹل جو ہمارے دوست مولانا عبداللہ اشرف کے عزیز دوں کا ہے۔ پر پہنچا تو ہمارے ایک دوست فوجی عبدالرحمٰن کے بھائی جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے' بھی یہاں پر ملے۔ انہوں نے گذشتہ رات والی مولوی سلیمان کی ناصحانہ گفتگو کا تذکرہ شروع کر دیا۔ میں نے کہا چوہدری صاحب حضرت جی نے جو کچھ کہا وہ بھی بیان کریں میری یہ بات سن کر وہ حضرت جی کی تعریف کرنے لگے۔ اور بیعت والی گفتگو سنائی...... میں نے کہا حضرت جی نے ایک مردہ شخص کے ہاتھ پر بھی بیعت کرائی ہے۔ چوہدری صاحب نے کہا ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔

میں نے ٹیپ ریکارڈ آن کیا اور حضرت جی کے الفاظ ہوٹل میں موجود تمام لوگوں کو سنا کر کہا بتایئے یہ گفتگو حضرت جی کی ہے؟؟؟

چوہدری صاحب کچھ پریشان تو ہوئے مگر فوراً ہی کہنے لگے مجھے بھی تھوڑا سا شک گزرا تھا آؤ مرکز چلتے ہیں بزرگوں سے اس کی وضاحت پوچھتے ہیں۔ میں نے اپنی موٹر سائیکل پر ان کو بٹھایا اور مرکز جا پہنچے۔ بڑی محنت کے بعد ہم مولانا سعید خان تک پہنچے گفتگو شروع ہونے سے پہلے چوہدری صاحب غائب ہو گئے۔

تبلیغی مرکز رائیونڈ میں جب ہم پہنچے تو لودھراں کے ایک اور نوجوان سے ملاقات ہو گئی۔ نوجوان نے مسرت کا اظہار کیا اور ہماری خدمت کے لیے ٹھنڈا یا گرم؟ کے لیے پوچھا ہم نے کہا آپ ہماری ملاقات بزرگوں سے کرا دیں یہی آپ کا حسن سلوک اور تعاون ہے اور اس وقت اس سے بڑی خدمت اور کوئی نہیں۔

نوجوان نے ملاقات کا مقصد پوچھا تو ہم نے اپنی تشویش سے اسے آگاہ کیا۔

شیخ اعجاز نے کہا بزرگوں کے معاملات میں دخل دینے سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟ لہٰذا آپ اس معاملہ میں پریشان نہ ہوں۔ ہمارے اطمینان کے لیے اس نے دو فوت شدہ بزرگوں کے جھگڑے کی کہانی سنائی لیجئے! آپ بھی پڑھیں ...... اس نوجوان نے کہا۔

بڑا بزرگ کون؟:

⊂ رابعہ بصری اور اویس قرنی میں جھگڑا ہو گیا۔ وہ کہتیں میں بڑی ''ولیہ'' ہوں۔ اور اویس قرنی کہتے میں بڑا ''ولی'' ہوں بحث تکرار کافی دیر تک جاری رہی بالآخر جھگڑا ختم کرنے اور برتری منوانے کے لیے ''رابعہ بصری'' نے اپنی جائے نماز سمندر کی لہروں پر بچھائی اور نماز شروع کر دی۔ ''اویس قرنی'' نے فوراً اپنا مصلی فضا میں سیدھا کیا اور اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

یہ واقعہ سنا کر یہ نوجوان کہنے لگا دیکھئے بزرگ تو یہ دونوں بہت بڑے تھے مگر ایک کو پانی پر تسلط حاصل تھا تو دوسرے کو ہوا پر۔

اسی طرح ''حضرت جی'' اپنے مریدوں کا تعلق مولانا الیاس کے ساتھ جوڑتے ہیں یہ ان کی کرامت ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں بلکہ جماعت کے ساتھ وقت لگائیں تمام اشکال دور ہو جائیں گے۔

⊂ اس نوجوان نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں زیر تعلیم تھا جب بات سمجھ آ گئی تو یونیورسٹی کو چھوڑ کر ''رائیونڈ'' مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ اور یہاں چھ سال سے زیر تعلیم ہوں۔

✿ میں نے اس نوجوان سے پوچھا ان چھ سالوں میں آپ نے قرآن وحدیث کی کافی تعلیم حاصل کر لی ہوگی؟

نوجوان نے بتایا کہ قرآن وحدیث کی تعلیم کے لیے پہلے چند علوم کا جاننا ضروری ہے اور بزرگوں نے بیان اور تفسیر قرآن کے لیے پندرہ علوم ضروری قرار دیئے ہیں۔ اس لیے فی الحال صرف، نحو، منطق، فقہ، فلسفہ، وغیرہ پڑھ رہا ہوں۔

❁ قارئین کرام! اس تعلیم سے جو قران وحدیث سے اجتناب پر مبنی ہو۔ عقائد کی اصلاح کیسے ممکن ہے؟ اور یہی وجہ ہے کہ صرف ایک طالب علم ہی نہیں بلکہ لاکھوں لوگ انہی کرامتوں اور مصنوعی جکڑ بندیوں کی وجہ سے قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ اور فضائل اعمال کی تعلیم کے لیے سرگرداں ہیں۔

قارئین کرام! تبلیغی بھائیوں سے ہماری کوئی ذاتی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق کہ: ((بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً)) ''میری طرف سے کوئی ایک آیت بھی معلوم ہو تو اسے لوگوں تک پہنچاؤ۔''

ہماری سب گذارشات اسی جذبے کے تحت ہیں۔ تبلیغی بھائیوں کا یہ عام کہنا ہوتا ہے کہ ہم سب کی کامیابی اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں پر چلنے میں ہے۔ اس لیے ہماری گذارشات ان کے اپنے ہی قول کے مطابق ہیں۔

تبلیغی بھائیو! آیئے دیکھیں کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اپنے کام اور طریقہ کار میں کچھ ایسی چیزیں بھی شامل کر لی ہوں جو نہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو اور نہ نبی ﷺ کا طریقہ۔ اب یہ جو بیعت کی جاتی ہے' ایک فوت شدہ بزرگ کے ہاتھ پر جو ۱۹۴۴ء میں فوت ہو چکے ہیں۔ اور یہ بیعت ایک' زندہ بزرگ کے واسطے سے آخر ایسی بیعت کی شریعت نے کہاں اجازت دی ہے۔

اگر اسلام میں ایسی بیعت کی گنجائش ہوتی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے اس طرح بیت لیتے۔'' بیعت کی ہم نے ...... محمد ﷺ کے ہاپر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے مسلمان بیعت کرتے اور علی ہذا القیاس۔ لیکن امت نے کبھی کہیں اس نوع کا سلسلہ شروع نہیں کیا۔ اس قسم کی بیعت کا سلسلہ صرف تبلیغی جماعت والوں نے ایجاد اور اختیار کیا ہے۔

بیت لیتے وقت:

☚ فضائل کی کتابیں پڑھ کر سنانے اور سننے کا عہد لیا گیا فضائل اعمال میں درج واقعات جو شرک پر مبنی ہیں بدعات کو تقویت دیتے ہیں۔ بے عملی کو رواج دیتے ہیں۔

- نبی ﷺ کی اتباع ناممکن بنا کر اپنے بزرگوں کی اتباع کی دعوت دیتے ہیں۔
- قبروں پر بیٹھ کر مرادیں پوری کرائی جاتی ہیں۔
- جاگتے جاگتے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لینے کے دعاوی موجود ہیں۔
- اور حالت بیداری میں رسول ﷺ کی زیارتیں ہو رہی ہیں۔
- نبی ﷺ کو یا محمدؐ کہہ کر پکارا جا رہا ہے۔
- اعمال کو مرنے والوں پر پیش کیا جا رہا ہے۔
- روزہ، قرآن اور جنت کی توہین کی جا رہی ہے۔

فضائل اعمال میں درج بالا عقائد کی خرابیوں کے ساتھ نیک اور صالح لوگوں کی طرف منسوب واقعات میں بے پناہ مبالغہ آرائی کی جا رہی ہے۔ جس کو قرآن میں غلو کہا گیا ہے۔ اور یہ مرض یہود و نصاریٰ میں بہت تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ﴾

[النساء = ٤ : ١٧١]

”اے اہل کتاب! اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو اور اللہ تعالیٰ پر حق کے سوا دوسری باتیں منسوب نہ کرو۔“

اجتماع ۹۳ء کا آنکھوں دیکھا حال

❁ حسب سابق تبلیغی جماعت کا یہ سالانہ سہ روزہ مرکزی اجتماع مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۳ء بروز جمعرات مولانا محمد عمر پالن پوری کی تقریر سے شروع ہوا۔ کہتے ہیں کہ پاکستان کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا اجتماع تھا۔ اخبارات کی اطلاع کے مطابق کم و بیش (سات) لاکھ افراد اس میں شریک تھے۔ اس اجتماع میں شرکت کے لیے مرکز الدعوۃ سے راقم الحروف کے علاوہ شیخ محمد یعقوب، بھائی ابوالہاشم اور دیگر چند مجاہدین رائے ونڈ پہنچے۔ اجتماع میں یوں تو کئی خوبیاں

موجود تھیں مگر ان پر بعض غلط کاموں نے اپنی گرفت مضبوطی سے اس بار بھی قائم رکھی۔

- مثلاً دینی سوالات پوچھنے والوں سے علماء کی ملاقات پر پابندی موجود تھی۔ اگر کسی نے سوال کر بھی دیا تو عملاً جواب دینے سے گریز کیا جاتا رہا۔
- علماء کی مجلس میں مولانا محمد عمر پالن پوری نے عقیدہ وحدۃ الوجود پر تقریر کی جو عقیدہ توحید کے سراسر خلاف تھی۔
- ۱۹۴۴ء میں فوت ہو جانے والے بزرگ کے ہاتھ پر بدعیہ طریق کی بیعت کا نظام موجود تھا جو ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی ہر روز بعد نماز مغرب ہوتی رہی۔
- مولانا محمد زکریا نے فضائل کی تمام کتابوں میں شرک کی بھرپور تبلیغ کی ہے ان کو ہر روز پڑھنے، سننے، سنانے کی بیعت اس مرتبہ بھی مولانا انعام الحسن لیتے رہے۔

یہی وجہ ہے کہ فضائل اعمال کی تبلیغ ...... جماعت کے ہر فرد پر لازم ہے۔

- کشمیر وبوسنیا وغیرہ کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے کوئی لفظ سننے کو نہ ملا۔ اس مسئلے پر گذشتہ سال مجلہ الدعوۃ اور نوائے وقت نے بھی اپنے اداریئے میں تبلیغی جماعت سے شدید شکایت کا اظہار کیا تھا۔ مولانا انعام الحسن پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا ایسے لگتا ہے کہ کسی ملک کے مظلوم مسلمانوں کا نام لے کر ان کی آزادی کی دعا کرنا یا مجاہدین کے لیے کلمہ خیر کہنا تبلیغی جماعت کی پالیسی کے خلاف ہے۔ کیونکہ تبلیغی جماعت عدم مداخلت کے اصول پر کاربند ہے اور اس وجہ سے اسے اسرائیل تک تبلیغ کی آزادیاں بھی حاصل ہیں۔
- چنانچہ کافروں سے جہاد وقتال اور شہادت کے فضائل سننے کو کوئی بات نہ ملی اور اس سلسلے میں یہ اجتماع، قرآن وحدیث کی ایسی بے شمار ترغیبات سے خالی اور عاری تھا۔ حالانکہ جہاد اسلام کی کوہان ہے اور اسے چھوڑ کر ہی امت ذلت وپستی میں گرفتار ہوئی ہے کہ:

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

تبلیغی بھائیوں کا اس سلسلے میں دیگر منکرین جہاد کی طرح موقف یہ ہے کہ ہم ابھی مکی دور میں ہیں۔ جبکہ جہاد مدنی دور میں فرض ہوا۔ اس لیے ابھی ہمیں مکی سے مدنی دور میں آنے کے

لیے دعوت کے ذریعے محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اس دلیل کو مان لیا جائے تو پھر روزہ، حج، زکوٰۃ اور اسلام کے دیگر احکام کا بیشتر حصہ مدنی دور میں فرض ہوا تو پھر یہ بھائی صرف جہاد سے کیوں انکاری ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دین رسول اللہ ﷺ پر مکمل ہو چکا ہے۔

﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ﴾[المائدہ=۵:۳]

''آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔''

اب کوئی شخص دین کو مکی یا مدنی حصوں میں تقسیم کر کے بعض احکام کو جاری اور بعض کو معطل نہیں کر سکتا۔ اب دین ہر مسلمان پر پورے کا پورا فرض ہے۔

- اجتماع گاہ میں سگریٹ، نسوار وغیرہ پر کوئی پابندی نہ تھی۔ جبکہ ابھی ہم نے مرکز الدعوۃ کا بھی سالانہ اجتماع مرید کے میں دیکھا۔ وہاں کسی کو سگریٹ پینے، بیچنے کی تو کیا کسی کو سگریٹ وغیرہ اجتماع گاہ کے اندر لے جانے کی بھی اجازت نہ تھی۔ حالانکہ یہ بھی اخباری اطلاع کے مطابق تقریباً ایک لاکھ کا عظیم اجتماع تھا۔
- یہاں اوقات نماز میں سٹال بند کرانے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جبکہ مرکز الدعوۃ کے اجتماع میں نماز اور دیگر مخصوص اوقات میں سٹال فوراً بند کرا دیئے جاتے تھے۔
- داڑھی مونڈنے کے لیے حجام جگہ جگہ پر موجود تھے لیکن مرید کے اجتماع میں ایسے حجام کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔
- دونوں اجتماعات کے فرق کو سمجھنے کے لیے اتنا کافی ہے کہ:

ملا کی اذاں اور ''مجاہد'' کی اذاں اور

تبلیغی اکابرین سے ملاقاتیں:

- گذشتہ سال ۱۹۹۲ء کے اجتماع کی رپورٹ پر تبلیغی جماعت کے ایک ساتھی اور ہمارے دوست مولوی محمد اقبال نے اعتراض کیا تھا۔ چنانچہ میں نے اس مرتبہ ان سے ملاقات کی اور کہا کہ آپ میری ملاقات اپنے تبلیغی علماء سے کرائیں تاکہ مجلہ الدعوۃ کے لیے غیر متنازعہ رپورٹ

مرتب کی جا سکے۔ انہوں نے کہا' آپ کیا سوال کریں گے؟ میں نے کہا مولانا محمد الیاس کے ہاتھ پر جو بیعت کی جا رہی ہے۔ اس کا کیا جواز ہے؟ وہ کہنے لگے۔ یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔ آپ نے خواہ مخواہ اس کو بڑا بنا دیا ہے۔ اپنے دوست سے میں نے پھر کہا' آپ میری ملاقات حضرت جی سے کرائیں تا کہ یہ مسئلہ میں ان سے پوچھ لوں' وہ کہنے لگے۔ ان سے ایسے سوال کرنے کی کسی کو مجال نہیں اور وہاں کون ہے جو دم مارے۔ میں نے کہا بھائی ملاقات آپ کرا دیں۔ باقی کام میں خود کر لوں گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ لٹھ برادر نوجوان کس مرض کا علاج ہیں۔ میں نے ان کے اس ''مثالی اخلاقی انداز'' سے قطع نظر پھر کہا۔ آپ مولانا سعید خان سے ہی ملاقات کرا دیں جو بالکل قریب بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا۔ اس وقت مولانا کی طبیعت کچھ خراب ہے۔ تاہم میں ان سے بات کروں گا۔ اب آپ علماء کی مجلس میں پہنچیں' مولانا محمد عمر پالن پوری کا خطاب سنیں۔ میں نے کہا چلیں اچھا موقعہ ہے۔ علماء کی مجلس ہے۔ مولانا سے سوال کا مزہ آئے گا۔ میرے دوست نے کہا' بھائی وہاں سوالات کی اجازت ہرگز نہیں۔ آپ وہاں صرف بیان سنیں۔ چنانچہ ہم ان کے ہمراہ علماء کی مجلس میں پہنچے تو مولانا کا خطاب جاری تھا...... یہ بیان کیا تھا؟ آئندہ صفحات پر اس کا تذکرہ آنے والا ہے۔ ان شاء اللہ

ہم دوبارہ مولانا سعید خان کے مسکن میں آ پہنچے۔ میں مولانا کے قریب ہوا۔ اپنا تعارف مرکز الدعوۃ والارشاد کے جہادی حوالے سے کرایا اور سوالات شروع کر دیئے۔

مولانا سعید خان سے چند سوال:

- پہلا سوال:...... آپ کے اجتماع میں تین سال سے مسلسل ہم دیکھ رہے ہیں کہ مولانا انعام الحسن کے واسطہ سے مولانا محمد الیاس کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی ہے۔ جبکہ مولانا محمد الیاس ۱۹۴۴ء میں فوت ہو گئے تھے۔ اگر اس قسم کی بیعت درست ہوتی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔
- دوسرا سوال:...... آپ ہمیشہ دعوت و تبلیغ کے لیے قافلے روانہ کرتے ہیں اور جہاد کے لیے آپ کی طرف سے کسی ایک آدمی کو بھی شرکت کے لیے نہیں بھیجا جاتا۔ جبکہ رسول

اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہادی قافلے روانہ فرمایا کرتے تھے۔

❁ تیسرا سوال آپ لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے'' تو پھر نبی ﷺ کے طریقہ مبارک کے مطابق جہادی قافلے کیوں نہیں بھیجے جاتے؟

مولانا سعید خان میرے سوالات کو غور سے سنتے رہے اور پھر کہا:

مولانا سعید خان کا جواب: ''میں صرف کاشتکار ہوں۔''

⊂ بیعت والا مسئلہ حضرت جی سے پوچھیں۔ میں نے کہا: ''کافی کوشش کے باوجود ہم حضرت جی سے ملاقات کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ مولانا نے کہا: بہر حال یہ مسئلہ آپ انہی سے پوچھیں۔ میں نے کہا آپ جہاد کی بابت کچھ فرمائیں۔ کہنے لگے میں مجاہد نہیں ہوں۔ میں نے اصرار کیا کہ میری دیرینہ خواہش تھی کہ آپ سے مل کر معلومات حاصل کروں۔ آپ ان سوالات میں میری رہنمائی فرمائیں۔ مولانا نے پھر کہا کہ علم کی باتیں علماء سے پوچھیں۔ حدیث کی بابت محدثین سے رابطہ کریں اور جہاد کے متعلق مجاہدین کچھ فرمائیں گے۔ میرا ایمان کمزور ہے اور میں عالم بھی نہیں ہوں، محدث بھی نہیں اور مجاہد بھی نہیں ہوں۔ میں صرف کاشتکار ہوں۔

❁ ان کا یہ ''کاشتکارانہ'' جواب سن کر بے اختیار مجھے وہ حدیث رسول ﷺ یاد آ گئی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''جب تم سودی قسم کا کاروبار کرو گے بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے۔ کاشتکاری تمہارا پسندیدہ مشغلہ ہوگا اور جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت کو مسلط کر دے گا۔''

[احمد۔ ابو داؤد]

میرے تبلیغی دوست محمد اقبال مولانا سعید خان کے خصوصی معاون بھی ہیں۔ میں نے ان کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ہم نے تو آپ سے ملنے کے لیے ان کے ذریعے وقت لیا تھا۔ یہ اہم سوالات ہیں۔ ہمیں آخر کون جواب دے گا؟ مولانا تو خاموش رہے۔ مگر ان کے ساتھ بیٹھنے والوں نے کہا کہ مولانا کو تنگ نہ کریں مولانا کے ایک اور خادم نے مجھے کندھے سے پکڑا اور سخت

لب ولہجہ میں مجھے باہر چلے جانے کو کہا مگر ہمارے دوست مولوی محمد اقبال نے کہا ان کو بیٹھنے دیں اور ہم چند منٹ مزید وہاں بیٹھ کر اپنے دوست سے یہی باتیں کرتے رہے۔ اور وہ مجھے یہی کہتے رہے کہ یہ بیعت والا مسئلہ کوئی بڑی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ ہم نے سٹیج پر اس کی کبھی ترغیب نہیں دی...... گویا چھپ چھپ کر کسی غلط مسئلے کی ترغیب دی جاتی رہے تو وہ صحیح ہے۔

مولانا محمد عمر پالن پوری کا خطاب

✿ ہم جب مولانا کا خطاب سننے کے لیے پہنچے تو سب سے پہلے اپنا ٹیپ ریکارڈر آن کیا...... مولانا کا خطاب دین کو کوئی حصوں میں تقسیم کرنے کا کارنامہ تھا اور ایسی تاویلات پر مبنی کہ آدمی حیران رہ جائے۔

انہوں نے سامعین سے سوال کیا کہ اب ہم کس دور سے گذر رہے ہیں؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ...... یہ دور صدیقی ہے...... فاروقی...... عثمانی...... یا علوی ہے؟ پھر بتایا کہ ہر دور میں ہمیں مختلف طریقوں پر کام کرنا ہوگا...... مولانا نے بڑی لفاظی سے دین کے کئی ٹکڑے کیے اور ہر دور کے لیے الگ ترکیبیں بیان کرتے ہوئے علماء کو اپنے بزرگون والا نقطہ نظر اور آئندہ کا لائحہ عمل اور پروگرام دیتے ہوئے کہا کہ ہر چیز کی نفی کریں۔

زوردار طریقے سے کریں۔ اتنے زور سے کریں کہ اپنی بھی نفی ہو جائے اور پھر لا الہ الا اللہ کی تشریح کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

جو لا کہا وہ لا ہوا وہ لا بھی اس میں لا ہوا
جز لا ہوا کل لا ہوا پھر کیا ہوا اللہ ہوا

✿ قارئین کرام! جونہی مولانا نے یہ شعر پڑھا تو میں فوراً مجمع سے اس کے ساتھ باہر نکل آیا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ آجائے۔ کیونکہ بیان کیا جانے والا یہ عقیدہ وحدت الوجود کا ہے۔ جس میں ہر چیز کی نفی کر کے اس کو اللہ تعالیٰ کا حصہ بتایا جاتا ہے۔ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا عقیدہ ہوتا ہے۔ اور اس کو فنا فی اللہ کا نام دیا جاتا ہے اس شعر پر غور کریں کس قدر عقیدے کی خرابی اس میں موجود ہے۔ یعنی اس ''لا'' کا بھی بالاخر انکار کریں جو کلمہ طیبہ کے

شروع میں ہے۔ پھر اگلے مصرعے میں کہا کہ جز "لا" ہوا' کل "لا" ہوا پھر کیا ہوا؟ اللہ ہوا۔

مقصد یہ ہوا کہ ہر چیز کی نفی ہو گئی۔ مثلاً عبد کی نفی ہو گئی۔ تمام مخلوق کے وجود کی بھی نفی ہو گئی۔ انس و جن کی نفی ہو گئی۔ دریاؤں اور پہاڑوں کی نفی ہو گئی' زمین اور آسمان کی نفی ہو گئی۔ اور اس نفی میں خود محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی نفی ہو گئی۔ غرض ہر جز اور کل کی نفی کے بعد یہ سب کچھ اللہ بن گئے' نعوذ باللہ' ثم نعوذ باللہ

❁ مولانا نے متعدد آیات قرآن کی تلاوت کی مگر ترجمہ کی ضرورت محسوس کیئے بغیر اپنا منطقی بیان جاری رکھا۔ اپنی تقریر میں کئی دفعہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق کہا کہ آپ اس دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں۔ یہ پردہ فرمانے والی اصطلاح نامعلوم کہاں سے لی ہے جبکہ قرآن نے رسول اللہ ﷺ پر موت کے آنے کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی بات کے قائل تھے اور محدثین نے بھی وفات النبی ﷺ کے ابواب کتب احادیث میں قائم کیے ہیں۔ مگر یہ تبلیغی جماعت کے بزرگ اس حقیقت کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور ان کا خیال ہے کہ آپ نے اس دنیا سے صرف پردہ فرمالیا ہے۔ جو شرک و بدعت کے مرتکب لوگوں کا عقیدہ ہے۔ جن کے نزدیک آپ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ ہیں اور دنیا سے صرف پردہ کیے ہوئے ہیں۔ ان کی طرح تبلیغی حضرات کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ آپ اب بھی لوگوں کے سلام کا جواب روضہ مبارک سے دیتے ہیں اور اگر کوئی بہت خاص بزرگ پہنچ جائے تو قبر مبارک سے ہاتھ نکال کر مصافحہ بھی فرماتے ہیں۔ بعض اوقات اس ہاتھ کے نکلنے میں فتنہ بھی ہوتا ہے۔ [فضائل اعمال رحمانیہ صفحہ:۸۰۲+فیضی:۸۴۱-۷۳۹-۱۱۷]

⬅ مولانا محمد عمر پالن پوری نے اپنی تقریر میں اس طرف بھی اشارہ کیا کہ ہم نے دعوت بھی دینی ہے' تبلیغ بھی کرنی ہے اور فتنوں سے بھی بچنا ہے اس لئے کہ:

﴿ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ﴾ [البقرہ۔۲:۱۹۱]

"فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔"

لیکن تبلیغی بھائیوں کے ہاں اس سے مراد وہ فتنے نہیں جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے۔ بلکہ تبلیغی حضرات کے نزدیک فتنوں سے بچنے سے مراد صرف اتنا ہے کہ ایسی کوئی بات یا ایسا کوئی کام نہ کر بیٹھیں جس سے لوگ ان کے مخالف ہو جائیں۔ اگر فتنوں سے بچنے سے مراد کفر و شرک اور بدعات سے بچنا ہوتا تو وہ لوگوں کو کافروں سے جہاد کا درس دیتے اور آیت کا حقیقی مفہوم بیان کرتے جیسا کہ قرآن نے ان فتنوں سے بچنے کا واضح اصول یہ دیا ہے کہ:

﴿ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ﴾[البقرہ:۱۹۳]

''اور ان (کافروں) سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین قائم ہو جائے۔''

گویا قرآن نے فتنوں کے خاتمے اور ان سے بچنے کے لیے کافروں سے قتال کا حکم دیا ہے لیکن تبلیغی جماعت والے قرآن کے اس واضح حکم کی طرف توجہ ہی نہیں دے رہے۔

قارئین کرام! حیرت کی بات تو یہ تھی کہ مولانا محمد عمر پالن پوری نے رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے ادوار کا بھی ذکر کیا۔ احد، بدر، خندق وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کس طرح اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد آئی۔ لیکن یہ بات ہر جگہ گول کر گئے کہ یہ مدد میدان جہاد میں آئی۔ آخر یہ تبلیغی بھائی جہاد کا نام لینے سے گھبراتے کیوں ہیں؟ اس سوال کا جواب اجتماع میں کوئی بھی دینے کو تیار نہ تھا۔ غرض تبلیغی جماعت کے ایسے عجیب و غریب عقائد موجود ہیں۔ اگر ان کو سمجھنے کے لیے فضائل اعمال اور ان کے اکابرین کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو انتہائی عجیب صورتحال نظر آتی ہے۔

عقیدہ قرآن و حدیث کے منافی چند مثالیں:

(۱) تبلیغی جماعت کے امیر مولانا انعام الحسن صاحب کا نام ہی شرکیہ ہے اور اس دعویٰ کی نفی کر رہا ہے......''اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیروں سے کچھ نہ ہونے کا یقین''

اگر اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین پختہ ہے اور بیٹے جیسی بڑی نعمت صرف اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔ تو پھر انعام الحسن نام کیوں؟ قرآنی آیت پر غور کریں:

﴿ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ﴾[الشوری=۴۲:۵۰]

''اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے''

تو پھر امیر تبلیغی جماعت پر حسن کا انعام کیسا؟

ہمارا مشورہ ہے حضرت جی اپنا نام ''انعام اللہ'' رکھ لیں اور اپنے دعویٰ میں سچائی کا ثبوت مہیا کریں۔

(۲) ہر سال رائیونڈ اجتماع کے موقع پر ۱۹۴۴ء میں فوت ہونے والے مولانا محمد الیاس کے ہاتھ پر بیعت ہوتی ہے۔ اس کے طریقہ پر غور فرمائیں۔ بیعت گاہ میں حضرت جی مولانا انعام الحسن تشریف لاتے ہیں۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے وہ ایک رسی کے دوسرے کنارے پھیلاتے ہیں اس رسی سے لوگ اپنے رومال' پگڑیاں' چادریں باندھ لیتے ہیں۔ ادھر سے ''حضرت جی'' بھی رسی کو پکڑتے ہیں۔ اس طرح حضرت جی کا تمام شرکاء سے رابطہ ہو جاتا ہے مگر مولانا محمد الیاس سے وہ کس طرح قبر تک رابطہ کرتے ہیں؟ یہ کوئی مواصلاتی لہروں سے ہوتا ہوگا یا کوئی دوسرا خفیہ طریقہ ہوگا۔ بہرحال عام لوگ اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ کوئی تبلیغی بزرگ اس کی وضاحت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ یہ رابطہ کیسے ہوتا ہے؟ اس تفصیل پر گھپ اندھیرا ہے۔ جس کی تہہ میں بڑا دھوکہ موجود ہے۔ کاش کوئی سمجھے!!!۔

❁ تاہم ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ''حضرت جی'' کا رابطہ براہ راست مولانا محمد الیاس سے ہے اور ان کی راہنمائی میں وہ سب کام انجام دے رہے ہیں۔ اس طرح کے واقعات ان کے بزرگوں سے بھی ثابت ہیں۔ ایک حیرت انگیز واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

کتاب ارواح ثلاثہ'' صفحہ ۲۶۵ طبع دار الاشاعت کراچی مرتب مولانا اشرف علی تھانوی سن اشاعت ۱۹۷۶ء حکایت نمبر ۳۰۶ پر لکھا ہے۔

➲ ''خان صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ جوش میں تھے اور تصور شیخ کا مسئلہ درپیش تھا۔ فرمایا کہ ''کہہ دوں۔'' عرض کیا گیا کہ ''فرمائیے۔'' پھر فرمایا کہ ''کہہ دوں

۔’’عرض کیا گیا’’کہیے۔‘‘پھر فرمایا:’’کہہ دوں۔‘‘عرض کیا گیا:’’فرمائیے۔‘‘پھر فرمایا:’’تین سال کامل’’حضرت امداد‘‘ کا چہرہ میرے قلب میں رہا اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔‘‘ پھر اور جوش آیا۔ فرمایا:’’کہہ دوں‘‘ عرض کیا گیا کہ:’’حضرت ضرور فرمائیے۔‘‘ فرمایا:(اتنے) سال حضرت محمد ﷺ میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات آپ ﷺ سے پوچھے بغیر نہیں کی۔ یہ کہہ کر اور جوش ہوا۔ فرمایا:’’کہہ دوں۔‘‘ عرض کیا گیا کہ ’’فرمائیے۔‘‘ مگر خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا کہ:’’بس رہنے دو۔‘‘

بیعت خانہ میں:

۞ قارئین کرام بات ہو رہی تھی اجتماع ۹۳ کے پہلے دن جس میں ہم نے مولانا سعید خان سے ملاقات کی اور مولانا پالن پوری کا خطاب سنا جس کا خلاصہ ابھی آپ نے پڑھا چنانچہ اگلے دن راقم الحروف نے ۱۲ نومبر ۱۹۹۳ء کو نماز مغرب ’’حضرت جی‘‘ کے اہم مہمانوں کے لیے مخصوص کیمپ میں ادا کی اور پھر بیعت خانہ میں دیگر چند ساتھیوں کے ہمراہ داخل ہو گئے......

یہ بیعت خانہ جب لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا تو حضرت جی کے خادم خاص مولوی سلیمان صاحب مائیک پر آئے اور حسب معمول کہا کوئی عذر نہ ہو تو تشہد کی حالت میں بیٹھ جائیں۔ عربوں سے بیعت کو چھپانے کی خاطر انہوں نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا...... آپ لوگ وعدہ کریں کہ کل نہیں آئیں گے۔ تو یہ کہیں کہ ہم کل نہیں آئیں گے۔ ان شاء اللہ۔ اگر آپ کل بھی آئے تو پریشانی ہو جاتی ہے۔ رش بڑھ جاتا ہے۔ یہاں عرب لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ہاں! تو یہ بہت نازک کام ہے۔ ہاں! تو یہ شاید آپ لوگوں کے علم میں نہ ہو۔ یہ بہت نازک کام ہے۔ اگر تھوڑے آدمی آئے ہوں تو حضرت جی اپنے کمرے میں بیعت لے لیتے...... تو ہاں! وعدہ رہا۔ کل نہیں آئیں گے۔ ہاں! اگر کل بھی آئے تو ارادہ کر لو کہ تین چلے لگاؤں گا۔ ہاں! اچھی بات ہے۔

بیعت کے وقت رسی کیوں پھیلاتے ہیں؟

مولوی سلیمان حسب معمول اپنے ہمراہ ایک لمبی رسی بھی لائے تھے جو انہوں نے لوگوں کی طرف پھیلائی اور وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ایک دن حضرت جی سے کہا کہ یہ رسی جو ہم پھیلاتے ہیں اگر نہ پھیلائیں تو بہت اچھا ہے۔ حضرت جی نے فرمایا کہ مجھے مولانا محمد الیاس نے فرمایا تھا کہ جب دعا کیا کرو اور توبہ کیا کرو تو رسی وغیرہ ضرور ڈال لیا کرو۔

بیعت سے فارغ ہوتے ہی ہم مولوی سلیمان سے ملنے کے لیے آگے بڑھے مگر وہ نہ مل سکے اور پھر ہم نے لوگوں سے یہ سوال شروع کر دیا کہ کیا یہ نبی ﷺ کا طریقہ ہے تعجب ہے کہ ایک فوت شدہ کے ہاتھ پر بیعت ہو رہی ہے۔ کچھ لوگ حیران بھی ہوئے اور ہمیں مشورہ دیا کہ حضرت جی سے پوچھیں۔ چنانچہ ہم حضرت جی کی قیام گاہ کے دروازے پر جا پہنچے اور اس سوال کی وضاحت کے لیے وقت مانگا جو نہ مل سکا اور پھر تمام لوگوں کو بیعت گاہ سے چلے جانے کے لیے کہا جانے لگا اور جلد جگہ خالی کرنے کی تلقین کی گئی...... اکثر لوگ چلے گئے مگر چند ایک رکے رہے تو مجھے شک گذرا کہ ابھی پروگرام کا خاص حصہ باقی ہے میں اس جستجو میں تھا کہ مجھے باہر نکال دیا گیا۔

دلچسپ انکشاف......عورتوں والی بیعت:

۱۳ نومبر ۹۳ء کو پھر بیعت خانہ میں بعد نماز مغرب جا پہنچے۔ حسب پروگرام مولوی سلیمان آئے۔ لوگوں کو ہدایات دیتے ہوئے تشہد کی حالت میں بیٹھنے کی تلقین کی اور وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ ''یہ بیعت جو ہم کرتے ہیں' عورتوں والی بیعت ہے۔ مردوں والی بیعت جو صحابہ رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے۔ وہ تھی:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں مردوں والی بیعت کی توفیق دے۔

❁ اب نجانے تبلیغی بھائیوں کو مردوں والی بیعت جو بقول خود ان کے جہاد والی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیعت تھی' اسے چھوڑ کر عورتوں والی بیعت کیوں کرتے ہیں۔اس کی انہیں آخر کس نے اجازت دی ہے؟ بیعت کی مجلس کے اختتام پر میں نے مولوی سلیمان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اس قسم کی بیعت کا کیا ثبوت ہے؟......تو وہ ہاتھ چھڑا کر فوراً حضرت جی کے کمرہ میں داخل ہو گئے اور حسب معمول لوگوں کو بیعت گاہ سے نکالا جانے لگا مگر میں اگلے مرحلہ تک پہنچنے کی کوشش میں تھا کہ...... میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کو جب کہا گیا کہ باہر چلے جائیں تو اس نے کہا: ''میں وظیفہ والا ہوں۔'' تو اس کو ایک طرف چلے جانے کے لیے کہا گیا...... مجھے بھی کہا گیا کہ تشریف لے جائیں تو میں نے بھی کہا: ''میں وظیفہ والا ہوں۔'' تو مجھے آگے چلے جانے کو کہا گیا تو میں نے اپنے دیگر ساتھیوں کو بتایا: ''آپ بھی اسی طرح کہیں۔'' چنانچہ ہم رک گئے اور حضرت جی کے کمرہ میں ہمیں چلے جانے کا حکم ملا وہاں کیا ہوتا ہے یہ بات ہم آپ کو اپنے ہم مشن شیخ محمد یعقوب کی زبانی پیش کرتے ہیں۔

ذکر کا مخصوص ترین حلقہ:

❁ شیخ محمد یعقوب جو کہ اہم تحقیقی مشن پر ہمارے ساتھ تھے نے بتایا کہ: ''ہم بھی ذکر والوں میں شامل ہو گئے۔نماز عشاء کے بعد مولوی زبیر جو حضرت جی کے صاحبزادے ہیں' انہوں نے ہمیں وظیفہ بتانا تھا۔ ہم ان کے کمرہ میں پہنچ گئے۔ ہماری کل تعداد گیارہ تھی۔ سات پاکستانی اور چار ترکی کے تھے جو لاکھوں کے مجمع میں سے ذکر کا سبق لینے آئے۔

اب مولوی زبیر صاحب ہم گیارہ افراد کے مجموعے کو خصوصی خطاب کرنے لگے کہ اگر کسی شخص کو بیماری لاحق ہے تو وہ چلا جائے۔ وہ ذکر کا سبق نہیں لے سکتا۔اور جس نے یہ وظیفہ چھوڑ دینا ہے' وہ ابھی سے سبق نہ لے۔اگر درمیان میں چھوڑے گا تو مفلوج ہو جائے گا۔اعضا

ناکارہ ہو جائیں گے۔ روحانی یا جسمانی بیماری لگ جائے گی اور جس نے تازہ بیعت کی ہے۔ وہ بھی سبق نہ لے کیونکہ اس کے لیے وہ تین تسبیح ہیں جن کا حضرت جی نے کہا ہے۔ ان خصوصی ہدایات کے بعد انہوں نے ذکر بتانا شروع کر دیا۔

(۱) ۱۱ گیارہ مرتبہ درود شریف...... (۲) ۱۱ گیارہ مرتبہ استغفار...... (۳) چوتھا کلمہ......

(۴) ۲۰۰ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ نویں دانے پر محمد رسول اللہ...... (۵) ۴۰۰ سو مرتبہ الا اللہ ...... (۶) اللہ اللہ...... (۷) آخر میں پھر (۱۱) گیار مرتبہ درود اور استغفار پڑھیں۔

اس کے بعد وہاں سے ہمیں رخصت کر دیا گیا۔

باہر نکل کر میں نے ساتھ والے کمرے کا رخ کیا حضرت جی یہاں تشریف فرما تھے۔ ملاقات کے لیے جانے لگا تو دربان نے روک لیا۔ حضرت جی کی طبیعت خراب ہے لہٰذا آپ اندر نہیں جا سکتے ۔ زیارت کرنی ہے تو ادھر سے کرلیں اور رخصت ہو جائیں۔ مگر میں ملاقات کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ سوال کرنے کا بہترین موقعہ تھا جس کا ہمیں کسی نے جواب نہیں دیا تھا۔ سوال کیا تو ان کے خدام آ پہنچے اور زبردستی مجھے باہر لے گئے اور سوال کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔

❀ قارئین افسوس یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے اکابرین مولانا سعید خان' مولانا جمشید' زین العابدین' مولانا عمر پالن پوری' طارق جمیل' سب کے منہ بند ہیں۔ آپ کسی سے بھی سوال کریں سب یہی کہتے ہیں' حضرت جی سے سوال کریں۔ اور حضرت جی سے کلام کرنا ناممکن ہے وہاں کوئی دم نہیں مار سکتا ان کی زیارت ہو سکتی ہے۔ یا مصافحہ' زیادہ زور لگانا ہو تو بیعت کی مجلس میں شریک ہو جائیں بس۔

عربوں کی اجتماع گاہ میں شیخ محمد یعقوب کی ندائے جہاد:

❀ شیخ محمد یعقوب نے اگلے تحقیقی مرحلے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہم عربوں کی اجتماع گاہ میں جا شریک ہوئے۔ جہاں اندر جانے سے قبل جوتا اتارنے کی تلقین کی گئی۔ جوتا اتار کر ہم اندر چلے گئے۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد انفرادی نشستیں شروع ہوئیں۔ کچھ لوگ معلم کے گرد حلقہ بنائے کچھ کھا بھی رہے تھے اور بیان بھی سن رہے تھے اور کچھ افراد سگریٹ بھی نوش

کر رہے تھے۔ حیرت ہوئی کہ جوتا...... لانا تو منع ہے مگر سگریٹ لانا اور پھر اس کو انفرادی نشستوں میں پینا منع نہیں ہے۔ اس دوران عرب ساتھیوں کو ہم نے جہاد کی دعوت دی۔ کشمیر و بوسنیا کے احوال ان کے سامنے رکھے اور اس بات پر زور دیا کہ ''یا معشر الشباب ۔'' مظلوم مسلمان آپ کے منتظر ہیں۔ قرآن کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے جہاد کی طرف نکلیں۔

﴿ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ﴾ [الانفال=۸: ۶۰] پر عمل کرتے ہوئے اسلحہ کی ٹریننگ حاصل کریں اور نبی ﷺ کے فرمان: « جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ، وَاَلْسِنَتِكُمْ» [رواہ ابوداؤد] پر عمل کریں۔ دس پندرہ عرب بھائیوں کو دعوت دی۔ ایک عربی بھائی سے میں گفتگو کر رہا تھا کہ اتنے میں مولانا محمد حسین جو رائیونڈ تبلیغی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہیں اور آجکل تبلیغی جماعت کے ذمہ داروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ وہ مجھے ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے۔ دیکھو بھائی چھ مرتبہ ہمیں آپ کی شکایت مل چکی ہے کہ آپ عرب بھائیوں کو جہاد کی دعوت دے رہے ہیں۔ یہ آپ کے لیے اچھا نہیں ہے۔ آپ یہاں آئے کیوں ہیں؟ یہ تو صرف عرب لوگوں کے لیے جگہ مخصوص ہے۔ میں نے کہا جہاد تو فرض اور وقت کی شدید ضرورت بھی ہے تو یہ کیسے اچھا نہیں۔ ٹھیک ہے مگر بزرگوں کی اجازت ضروری ہے۔ آپ نے دو غلطیاں کی ہیں ایک تو بغیر اجازت اندر آئے ہیں اور دوسرا جہاد کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ میں نے کہا مولانا! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اجازت دی ہے کہ مشکل اوقات میں اور کلمہ کی سربلندی کے لیے جہاد کیا جائے۔ مولوی صاحب نے کہا: آپ ہمارے بزرگ مولانا جمشید سے اجازت طلب کریں۔ پھر دعوت دیں۔ مولانا جمشید کے اردگرد کافی عرب لوگ موجود تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے جہاد کی دعوت دینے کی اجازت چاہی تو جواب یہ ملا کہ جہاد کرنا سیاسی جماعتوں کا کام ہے۔ ہمارا نہیں ہے۔ جس جماعت نے بھی جہاد کا نام لیا' وہ پاکستان میں سکڑ کر رہ گئی۔ اگر ہم نے جہاد کا نام لیا...... یا کام شروع کیا تو ہمیں پاکستان سے باہر کوئی نہیں جانے دے گا۔ اس پر میں نے بیعت کے متعلق سوال کیا جو مولانا انعام الحسن کے واسطے سے مولانا محمد الیاس کے ہاتھ پر لی جاتی ہے۔ تو انہوں نے کہا: ''یہ

سوال ''حضرت جی'' سے کریں اور اب آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں۔''

مولانا صبغت اللہ محمدی شیرانی کی مولانا جمشید کو جہاد کی دعوت:

❁ مولانا صبغت اللہ محمدی شیرانی جن کا تعلق ژوب بلوچستان سے ہے۔ معروف عالم دین ہیں۔ پہلے یہ حنفی تھے اور اسی نسبت سے تبلیغی جماعت سے خصوصی تعلق بھی تھا۔ رائیونڈ میں تبلیغی اجتماعات میں شریک ہوتے رہتے تھے انہوں نے بتایا کہ میں نے مولانا جمشید سے خصوصی ملاقات کی اور کہا کہ اس وقت دنیائے کفر مسلمانوں پر چڑھ دوڑی ہے۔ ان کی املاک کو تباہ و برباد کر رہی ہے۔ ان کی عزتیں لٹ رہی ہیں' بوڑھوں کی داڑھیاں نوچی جا رہی ہیں اور جوانوں کا قتل عام جاری ہے۔ ان حالات میں آپ کو تبلیغی وفود کے بجائے جہادی قافلے روانہ کرنا چاہئیں۔

⊂ مولانا جمشید نے کہا ابھی ہمارے پاس اتنی تعداد نہیں کہ ہم ان فوجوں سے مقابلہ کریں۔

❁ مولانا شیرانی کہتے ہیں میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب تین سو تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد جمع ہوگئی تو آپ نے کفار مکہ سے مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کے لیے فرشتے نازل فرمائے۔

⊂ مولانا جمشید نے کہا: ''ہمارے پاس ابھی تک تین سو تیرہ کی تعداد میں کامل ایمان والے جمع نہیں ہوئے۔''

قارئین کرام! ۱۹۹۴ء کے اجتماع میں تبلیغی اکابرین نے یہ تاثر دینے کی بھی کوشش کی کہ شرکاء اجتماع جب نماز کے لیے صفیں بناتے ہیں تو تین سو تیرہ صفیں مکمل ہو جاتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک صف میں ایک شخص بھی ایسا ایمان نہیں رکھتا جس میں قوت ایمانی ہو اور وہ کافروں کے ظلم کے خلاف لڑنے کے لیے جہاد میں نکل کھڑا ہو۔

مولانا عمر پالن پوری صاحب سے ملاقات:

⊂ مولانا محمد عمر پالن پوری سے انتہائی مشکل کے بعد ملاقات کا موقع حاصل ہوا۔ ان سے سوال کیا کہ آپ کے اجتماع میں ہونے والے غیر شرعی چند کاموں کے جواز کی دلیل کیا ہے؟ تو

انہوں نے بھی یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس کا جواب حضرت جی دیں گے۔

❁ ہم اکابرین تبلیغی جماعت سے یہ مودبانہ گذارشات کر رہے ہیں کہ بیعت والے اس عمل کو بند کریں۔ اور وہ کام کریں جس کو نبی ﷺ نے خود کیا اور امت کو اس کے کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ ہماری کامیابی نبی ﷺ کے طریقوں میں ہے۔

ایسی غیر شرعی بیعت کی بجائے وہ بیعت لیں جو نبی نے صحابہ سے لی۔ وہ جہاد کی بیعت تھی اور آج آپ جہاد کا انکار کر رہے ہیں۔ شاید آپ کو اسلام کا دشمن استعمال کر رہا ہو۔ آپ اگر بے خبر ہیں۔ تو نبی ﷺ کا فرمان سن لیں۔

((مَنْ مَاتَ وَ لَمْ يَغْزُ وَ لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ))

[رواه مسلم]

''جو آدمی اس حالت میں فوت ہوا کہ نہ تو اس نے جہاد کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی' وہ آدمی منافقت کے ایک شعبہ پر مرا ہے۔''

کسی مسلمان کو ایسی موت پسند نہیں ہو سکتی۔ نبی ﷺ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو دو چیزوں کی وصیت فرمائی۔

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِهِ)) [مستدرك حاكم]

''تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ان پر عمل کرتے رہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) اور نبی ﷺ کی سنت۔''

نبی ﷺ کی اس وصیت کو ترک کر کے ان کے مقابلے میں فضائل اعمال اور فضائل صدقات کی تبلیغ پر بیعت لیتے ہیں۔ حیرت ہے!

تبلیغی بزرگوں سے مخلصانہ گذارشات:

❁ آپ نے دعوت کا جو طریقہ اپنایا ہوا ہے اس کو تبدیل کر دیں۔

- مبلغین، قرآن وحدیث کا علم رکھنے والے ہوں۔
- جو لوگ دین سیکھنے کے لیے آئیں ان کو صرف قران وحدیث کی تعلیم دی جائے۔
- فضائل اعمال کی تعلیم بند کر دی جائے ...... یا
- فضائل اعمال سے شرک وبدعت پر مبنی واقعات کو خارج کیا جائے۔ لوگوں میں تحقیق کا جذبہ پیدا کیا جائے۔
- عربیوں کے لیے ریاض الصالحین اور غیر عربیوں کے لیے فضائل اعمال کی یہ تفریق ختم کر دی جائے کیونکہ اس تفریق سے لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ عربیوں کو دھوکہ میں رکھنے کے لیے حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور غیر عربیوں کے لیے حدیث کو شجر ممنوعہ بتایا جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ غیر عربیوں کے لیے بھی ریاض الصالحین کو نصاب میں شامل کر لیا جائے۔
- تمام مراکز میں دینی سوالات کا جواب دینے کے لیے محقق علماء کرام کو مقرر کیا جائے۔
- لوگوں کو آرام کا سامان یعنی لوٹا اور بستر اٹھا کر تربیت دینے کی بجائے انہیں اسلحہ اٹھانے اور چلانے کی جہادی تربیت دی جائے۔
- اس مقصد کے لیے افغانستان اور کشمیر میں ہماری تربیت گاہیں آپ کو خوش آمدید کہنے کے لیے موجود ہیں۔

اپنی اس قدر تعداد کو آپ اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیے استعمال نہیں کریں گے تو روز قیامت یقیناً آپ جواب دہ ہوں گے۔

۹۴ء کی چشم دید رپورٹ

رائیونڈ اجتماع کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو اس کام کے لیے تیار کر کے کھڑا کیا جائے جو انبیاء کا کام ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ ہی نبی۔ اس لیے اصلاح امت کا کام کرنے کے لیے ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو ان مقاصد کو پورا کرے۔ تبلیغی بھائیوں نے نبی ﷺ کی دعوت کو زندہ رکھنے کے لیے جس چیز کو

بنیاد بنایا وہ یہ ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے۔''

تبلیغی بھائیوں کا کہنا ہے کہ اس دعوت کو لے کر گلی گلی' کوچہ کوچہ' قریہ قریہ' نگر نگر اور بستی بستی پھریں گے اور سکرات تک پھریں گے۔

قارئین کرام! تبلیغی بھائیوں نے اپنے پروگرام کی بنیاد جس چیز پر رکھی ہے وہ نہایت پاکیزہ اور تمام مسلمانوں کے لیے قابل تسلیم اور قابل عمل ہے۔ اب تبلیغی بھائی اور ہم اس بات پر متفق ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے۔''

آیئے ......! دیکھیں اس پاکیزہ دعوت پر عمل کے لیے تبلیغی بھائی تیار ہیں؟ اس دعویٰ کی سچائی اور ثبوت ڈھونڈنے ہم مرکز الدعوۃ سے روانہ ہو کر رائیونڈ جا پہنچے۔ اس مرتبہ مولانا رمضان اثری مع احباب فیصل آباد سے' مولانا عبدالرحمٰن عابد مع احباب مریدکے سے اور دیگر کچھ احباب گوجرانوالہ سے رائیونڈ پہنچے۔ رائیونڈ سے اجتماع گاہ کی طرف جاتے ہوئے دائیں جانب وسیع پنڈال ہے چند اہم مقامات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) اجتماع گاہ ...... (۲) سٹیج ...... (۳) سٹال ...... (۴) حضرت جی کی حویلی ...... (۵) الدعوۃ سٹال ...... (۶) تشکیل گاہیں ...... (۷) بیرونی مہمان ...... (۸) ممبر دعا ...... (۹) ہیلی پیڈ ...... وغیرہ ان مقامات پر کیا ہوتا ہے؟ گھر بیٹھے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ سب سے پہلے سٹیج پر چلتے ہیں جہاں ہندو پاک سے علماء لوگوں کی راہنمائی کے لیے موجود تھے۔ یہ کس قسم کی راہنمائی تھی؟ ملاحظہ فرمائیں:

- حسب معمول اس مرتبہ بھی اکثر مقررین نے تحریف قرآن کا ارتکاب کرتے ہوئے جہاد اور قتال کی آیات کو دعوت و تبلیغ کے لیے پیش کیا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سفر جہاد کو دعوت دین کی محنت بتایا۔
- بعض مقررین نے آیات قرآن کا ترجمہ غلط کیا۔

مقررین کے بیانات میں خاصا تضاد بھی تھا۔

تبلیغی جماعت اور جہاد:

روس جب افغانستان میں اپنی فوجوں کو لے کر داخل ہوا قتل عام میں پندرہ لاکھ مسلمانوں کو گولیوں' میزائلوں اور بارود کی بارش سے بھون ڈالا۔ اس کی ان ظالمانہ اور جارحانہ کارروائیوں کو روکنے کے لیے شیخ جمیل الرحمٰن رحمۃ اللہ نے جہاد کا آغاز کیا اور دشمن کو اس کے ظلم کا بدلہ چکانے کے لیے اس پر تابڑتوڑ حملے شروع کر دیئے جس سے دشمن کو بھاری مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑا یہ دیکھ کر بہت سے دوسرے مسلمان بھی میدان جہاد میں اتر پڑے اور بارہ سال تک لڑائی جاری رہی اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی مدد کی اور بالآخر دشمن دم دبا کر بھاگ نکلا۔ انہی دنوں کی بات ہے جب مجاہدین کی یلغار سے دشمن روسی فوجوں کے پاؤں ڈگمگا رہے تھے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے کی فکر میں تھا......

تبلیغی جماعت کا ایک وفد مجاہدین کے پاس پہنچا اور انہیں تبلیغی کے لیے وقت لگانے کی دعوت دینے لگا۔ مجاہدین نے ان سے کہا کہ آپ حالات کی نزاکت کو سمجھیں اور آپ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم قتال پر عمل کرتے ہوئے جہاد کے لیے وقت لگائیں۔ مگر تبلیغی بھائی بضد تھے دعوت و تبلیغ کی اہمیت بیان کرنے لگے اور مجاہدین کو مجبور کرنے لگے کہ کم از کم ایک چلہ لگا کے دیکھیں بہت نفع ہوگا۔ مجاہدین نے تبلیغی بھائیوں کی ملاقات شیخ جمیل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے کرادی اور گفتگو شروع ہوگئی۔ شیخ نے آیات قرآن اور احادیث نبوی اور افغان مظلوم مسلمانوں پر روسی مظالم کی جھلک پیش کر کے ان کو جہاد میں شرکت کی ترغیب دی۔ جواب میں تبلیغی بھائیوں نے کہا کہ جب تک ایمان پختہ نہ ہو اس وقت تک ان لوگوں کو جہاد میں شریک کر کے مروانا جائز نہیں لہٰذا ایمان بنانے' دعوت و تبلیغ کے لیے ہمارے ساتھ چلیں جب ایمان پختہ ہو جائے بعد میں جہاد کریں۔

شیخ جمیل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ تبلیغ میں آپ لوگوں نے کتنا وقت لگایا ہے؟ پرانے تبلیغی بھائیوں نے اپنا اپنا طویل وقت بیان کیا۔ شیخ صاحب نے کہا کہ چلیۓ اس

طرح کرتے ہیں کہ آپ میں سے جن کا ایمان پختہ ہو چکا ہے ان کو محاذ پر جہاد کے لیے بھیج دیتے ہیں اور میدان جہاد سے کچھ لوگوں کو دعوت کے لیے روانہ کرتے ہیں اس بات پر تبلیغی بھائی ناراض ہو کر واپس چلے گئے۔

قارئین کرام! ایسے بے شمار واقعات ہیں جن سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ تبلیغی بھائیوں کو صرف چکر کاٹنے کا چسکہ پڑ چکا ہے اور وہ اس کو دین کا نام دیتے ہیں اور اسی پر اپنا سب کچھ لٹا کر وہ اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے۔

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴾ [البقرہ=۲:۲۰۸]

''اے ایمان والو! پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

تبلیغی بھائیو! شیطان کبھی یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کے دشمنوں سے جہاد و قتال کریں۔ لہٰذا آپ شیطانی چالوں سے ہوشیار ہو جائیں اور اس کی پلید چالوں کو ناکام بنانے کے لیے جہاد کے لیے قافلے روانہ کریں۔ مظلوم مسلمان آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور مرکز الدعوۃ کا جہادی شعبہ...... آپ کو تربیت دینے کے لیے تیار ہے اور آپ کی راہ دیکھ رہا ہے۔

مفتی زین العابدین کا خطاب:

❁ اجتماع ۹۴ء کے مقررین میں مفتی زین العابدین واحد مقرر ہیں جنہوں نے دعوت کی مناسبت سے سورہ عصر اور سورہ صف کی آیات بھی تلاوت کیں۔

﴿ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ﴾

[الفتح=۴۸:۲۸]

''اللہ وہ ذات ہے جس نے ہدایت اور دین حق دے کر رسول بھیجا تا کہ وہ تمام

ادیان پر دین حق کو غالب کرے۔''

مفتی صاحب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دین غالب آچکا ہے اور یہی زندگی مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں بھی آئے گی یہ زندگی ایمان والی' برکتوں والی' عزت و احترام والی' زندگی ہوگی جو ظلم سے پاک ہوگی اور کوئی ظالم ظلم کا حوصلہ نہ کر سکے گا۔ مفتی صاحب نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا جو پہلے ہو چکا ہے اور جو آخر میں ہوگا ہمارا دونوں پر ایمان ہے۔ مگر درمیان میں نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ یہ دور اب بھی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہم اس راستے پر آجائیں دعوت کے راستے پر آجائیں۔

❀ قارئین کرام! مفتی صاحب نے صحیح بات کر دی تھی مگر ان کی مجبوری تھی کہ وہ اس پر بزرگوں کی ہدایات کے مطابق پانی بھی پھیرتے جائیں سو انہوں نے اس عزت کی زندگی کے حصول کو دعوت کے ساتھ مشروط کر دیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دین غالب ہوگا کفر مغلوب ہوگا دو چیزوں سے اور وہ دعوت اور جہاد ہے۔ چونکہ تبلیغی جماعت جہاد کی مخالف ہے اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترنے والی ہر جہادی خیر و برکت اور مدد کو دعوت تک محدود کر کے اپنے پیروکاروں کو فریضہ جہاد سے روکتی ہے۔ مفتی صاحب نے اشاروں کنایوں سے نکل کر صاف کہہ دیا ہے کہ:

⊂ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ''بدر'' کیسے فتح ہوا صرف دعا سے۔ پھر کہا بدر میں تو خیر کچھ تلواریں بھی چل گئی تھیں مگر خندق صرف دعا سے فتح ہوا۔ وہ مدینہ کو تہس نہس کرنے آئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی صرف دعا سے سب کچھ کر دیا۔

❀ قارئین کرام! مفتی صاحب کے خطاب میں نبی ﷺ کے طریقوں کی مخالفت موجود ہے۔ کیا جنگ بدر میں صرف دعا سے فتح ملی تھی آیئے جنگ بدر پر ایک سرسری نظر ڈالتے چلیں؟

جنگ بدر پر ایک نظر:

رسول ﷺ کے لشکر کی تعداد ۳۱۳ تھی مقابلہ میں ابو جہل ایک ہزار کا لشکر لایا۔

گھمسان کی جنگ ہوئی' دو ننھے مجاہدوں نے شیطانی لشکر کے سرغنہ ابو جہل کو واصل جہنم کیا۔ میدان بدر میں ۷۰ کفار کی لاشیں بکھر گئیں۔

لشکر اسلام کے ۲۲ جانبازوں نے اپنا خون اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے پیش کر کے تمغہ شہادت حاصل کیا۔

✿ تبلیغی بھائیو! حق و باطل کے درمیان اس جنگ اور قتال کا ذکر مفتی زین العابدین کے الفاظ میں یہ تھا۔ ''کہ بدر میں تو خیر کچھ تلواریں بھی چل گئی تھیں'' مفتی صاحب کے نزدیک بس یہ ایک معمولی سا واقعہ تھا۔ مگر اس کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ میں پہلے ایک ہزار اور پھر تین ہزار فرشتے نازل فرمائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مزید ہمت افزائی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ بَلٰى اَنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴾ [آل عمران ۳=:۱۲۵]

''ہاں اگر تم صبر کرو میدان جنگ میں جمے رہو (اور اللہ کی نافرمانی) سے بچے رہو اور اسی وقت دشمن تم پر چڑھ آئے تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان لگانے والے فرشتے تمہاری مدد کے لیے بھیج دے گا۔''

جنگ بدر کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہے۔ ایک ہزار، تین ہزار اور پھر پانچ ہزار گھڑ سوار، فرشتے اللہ تعالیٰ آسمان سے مدد کے لیے نازل فرما رہا ہے۔ قرآن اس کی تعریفیں کر رہا ہے۔ اس جنگ میں شریک صحابہ افضل ترین تھے اور اس جنگ میں شریک ہونے والے فرشتے دیگر فرشتوں سے افضل قرار پائے۔ اس جنگ سے دین غالب ہوا اور کفر مغلوب و رسوا ہوا۔ مگر مفتی صاحب نے اس کو صرف دعا سے فتح کر لیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

⬅ مفتی صاحب نے مزید کہا کہ خندق صرف دعا سے فتح ہوا اور وہ مدینہ کو تہس نہس کرنے آئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے سب کچھ کر دیا۔

جنگ خندق پر طائرانہ نظر:

ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس چالیس ہاتھ خندق کھودنے کا حکم فرمایا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھدائی میں بھرپور حصہ لیا۔

شدت بھوک سے صحابہ نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ خود نبی ﷺ نے ایک اور بعض روایات میں ہے کہ دو پتھر پیٹ پر باندھے ہوئے تھے۔

کفار مکہ کے تین شہسوار خندق پھلانگ کر حدود مدینہ میں داخل ہو گئے تھے جن کا آمنا سامنا سیدنا علی ﷺ سے ہو گیا۔ عمر بن عبدود نے آپ کو للکارا سیدنا علی رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لیے آگے بڑھے زوردار مقابلہ کے بعد دشمن دین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا اور باقی بھاگ گئے۔

یہی خندق تو ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خود نبی ﷺ کی نمازیں قضا ہوئیں نبی ﷺ نے غروب آفتاب کے بعد عصر کی نماز ادا فرمائی اور کفار ومشرکین کے لیے بددعا فرماتے ہوئے کہا: ''اے اللہ ان مشرکین کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ جنہوں نے ہماری صلوۃ وسطی کو بروقت ادا کرنے سے روکے رکھا۔'' [بخاری ص: ۵۹۰]

اسی جنگ میں چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے ...... اور دس کافر واصل جہنم ہوئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہ نے ایک یہودی کو خیمے کے ستون کی لکڑی سے مار مار کر قتل کر دیا۔

خندق ہی تو ہے جس میں ایک تیر سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو آ لگا جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے۔ زخمی حالت میں دعا کرتے ہوئے انہوں نے کہا: ''اے اللہ تو جانتا ہے کہ جس قوم نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور انہیں مکہ سے نکالا ...... جتنا ان سے لڑنا پسند کرتا ہوں اور کسی قوم سے نہیں۔ اگر تو نے جنگ ختم کر دی ہے تو اس زخم سے مجھے موت دے دے اور اگر جنگ باقی رہ گئی ہے تو پھر مجھے مہلت دے تاکہ بنو قریظہ کے معاملہ میں اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر سکو۔ جنگ خندق ختم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے گھر جا کر ہتھیار اتار دیئے۔ جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا فرشتوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ...... آپ بھی اٹھئے لشکر کو لے کے بنو قریظہ کا رخ کیجئے میں آگے آگے جا رہا ہوں۔

❁ اس کے بعد یہی سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے بنو قریظہ کے مردوں کے قتل کا فیصلہ کیا جس کے نتیجہ میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کم از کم چار سو یہودیوں کے سر قلم کرا دیئے۔ جب بنو قریظہ کا کام تمام ہو گیا تو سیدنا سعد بن معاذ کی دعا کی قبولیت کے ظہور کا وقت آ گیا بنو قریظہ سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد بن معاذ کا خیمہ مسجد نبوی میں لگوا دیا تا کہ تیمار داری میں سہولت رہے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے جو خون اب تک بند تھا...... اچانک پھوٹ پڑا اور آپ وفات پا گئے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر رب رحمان کا عرش ہل گیا۔ جنازہ میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے۔

یہ جنگ خندق ہی تو ہے جس کے متعلق قرآن نے خبر دی جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

''منافقین اور جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے...... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے وعدے دھوکے کے سوا اور کچھ نہ تھے۔'' جب کہ مومنوں نے ان لشکروں کو دیکھ کر کہا......:

''یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے وعدے ہیں اور یہ وعدے سچے ہیں۔ ان مومنوں پر کفار کے لشکروں نے اور تو کوئی اضافہ نہ کیا مگر ان کے اسلام اور ایمان بڑھ گئے۔''

تفصیل کے لیے دیکھئے سورہ احزاب۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ مومن کا ایمان میدان جہاد میں بڑھتا ہے۔ مگر تبلیغی بزرگ علماء اور عام کارکن جہاد کے نام سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ منافق اور جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ ضرور گھبراتے ہیں۔ تبلیغی بھائیو! آپ کے لیے نہایت غور و فکر کا مقام ہے۔ اس جنگ سے بھی اسلام کو غلبہ ملا اور کفر مغلوب ہوا۔

⊂ مفتی زین العابدین نے یہ بھی کہا...... دین مکمل نماز کی طرح ہے۔ اگر نماز میں سے ایک سجدہ، رکوع، یا قرآن رہ جائے تو نماز صحیح نہ ہو گی۔ اسی طرح اگر زندگی میں ایک حکم الٰہی رہ جاتا ہے تو ساری زندگی اعمال والی نہ رہی اور یہ غلط ہو گئی لہٰذا سارے دین کو لے کر چلیں۔

❁ مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ جہاد...... دین اسلام کی کوہان ہے۔ لہٰذا اس کو اپنی

مرضی سے ترک نہ کریں بلکہ نبی ﷺ کے طریقوں پر عمل کریں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔''

مولانا محمد عمر پالن پوری کا خطاب

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی گستاخی:

⊂ مولانا محمد عمر پالن پوری نے خلاف حقیقت واقعات بیان کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ تدفین کے وقت دختر رسول ﷺ سیدہ زینب کو قبر نے دبا دیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی گستاخی کرنے پر ہم مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

⊂ خلفاء راشدین کے ادوار کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا محمد عمر پالن پوری نے کہا...... دور علوی میں جو پریشانیاں آئیں۔ اس کی دو وجوہات تھیں...... ایک یہ کہ کام کرنے والوں میں آپس میں جوڑ نہیں تھا دوسرے کام کرنے والوں کا اپنے بڑوں سے جوڑ نہیں تھا۔ اس لیے پریشانیاں آئیں۔

❁ وہ تبلیغی بھائیوں کو جوڑ پیدا کرنے کی ترغیب دے رہے تھے۔ مگر جوڑ کے جوش میں ہوش قائم نہ رکھ سکے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بے جوڑ قرار دے۔ اس جسارت پر ہم اظہار افسوس ہی کر سکتے ہیں۔

⊂ مولانا محمد عمر پالن پوری نے اپنی جماعت کا تعارف کراتے ہوئے کہا ہم تو لکیر کے فقیر ہیں۔ ہمیں لکیر کا فقیر بن کے چلنا ہے۔ ہماری لکیر بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

❁ قارئین کرام! مولانا محمد عمر پالن پوری نے جو بات اپنے اندر پال رکھی تھی وہ ظاہر کر دی کہ ہم تو حنفی تقلید کی لکیر پر تبلیغ کے نام سے لوگوں کو بلاتے ہیں اور یہ ایسی باریک ہے کہ عام لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلتا وہ سمجھتے ہیں یہ تو اسلام کے مبلغ ہیں حالانکہ ہم تو حنفی بزرگوں کی لکیر...... کہ بزرگوں نے یوں فرمایا ہے اس پر چل رہے ہیں اور پھر اس لکیر کی یوں وضاحت کرتے

ہیں۔ ذرا ملاحظہ ہو......تلوار سے تیز اور بال سے باریک لکیر۔

اطاعت کس کی اور کیسے؟ یہ بڑے بتائیں گے:

➲ مولانا محمد عمر پالن پوری نے کہا وہ مانو جو رسول ﷺ نے کہی'' وہ مانو جو خلفاء راشدین کے زمانے میں آئی...... صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کو نہیں چھوڑنا۔ (انہوں نے لوگوں سے پوچھا) موجودہ زمانے میں ہمیں کون بتائے گا؟ (پھر خود ہی بتایا) کہ ہمارے بڑے بتائیں گے جن کے ہاتھوں اللہ پاک نے کام شروع کروایا۔ بڑے حضرت جی وہ تشریف لے گئے تو چھوٹے حضرت جی تشریف لائے وہ بھی تشریف لے گئے تو موجودہ حضرت جی دامت برکاتھم موجود ہیں جیسے یہ کہیں ویسے ہمیں کرنی ہے لیکن ان کی باتوں کو سمجھنے کا طریقہ بھی معلوم ہونا چاہیے۔

حضرت جی کی باتوں کے سمجھنے کا طریقہ:

➲ محمد عمر پالن پوری نے طریقہ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ کچھ لوگ ہوائی جہاز سے اڑ کر حضرت جی کے ہاں پہنچے اور کہا کہ ہمیں صرف ایک بات حضرت جی سے پوچھنی ہے اور واپس چلے جانا ہے اس کے علاوہ کوئی کام نہیں۔ ہم نے کہا: ''ہمیں بھی بتادو حضرت جی آرام فرمارہے ہیں۔ بعض اوقات رات کو نیند نہیں آتی...... انہوں نے کہا جماعتیں ہمارے پاس آتی ہیں وہ کہتی ہیں یوں کام کرو بزرگوں سے ہم نے یوں سنا ہے۔ دوسری آکر یوں کہتی ہیں کہ کام یوں کرو بزرگوں سے ہم نے یوں سنا ہے ہمیں لوگوں نے بھیجا ہے کہ تم خود حضرت جی سے پوچھ آؤ...... ہم نے کہا ہم آپس میں مذاکرہ کرلیں اور پھر حضرت جی سے پوچھ لیں۔ جو بات امیر الوقت بتائے وہی صحیح ہوگی۔ ......اس پر سب کو جمنا ہوگا۔ تو وہ لوگ حضرت جی کے ہاں پیش ہوئے تو حضرت جی نے بس ایک ہی جملہ فرمایا: ''جیسے مناسب ہو'' اس پر وہ لوگ چلے گئے۔''

➲ محمد عمر پالن پوری نے اسی طرح کا ایک اور واقعہ سنایا کہ ایک مولوی نے پوچھا تو اسکو کہا تم تو مولوی ہو۔ جیسے حدیثیں الگ الگ ہوتی ہیں تم اس میں جوڑ ملاتے ہو۔ قرآن کی آیتوں کا

مطلب الگ الگ سمجھ میں آتا ہے تو تم اس کے اندر جوڑ ملا لیتے ہو۔تو اس طرح بڑوں کی بات جو الگ الگ طریقوں سے بیان کرے تو کسی کی تردید بھی مت کرو اور کسی کا بالکل وہی کاپی ٹو کاپی مطلب بھی مت لو۔ بلکہ بیچ کا راستہ بتاؤ اور کہو...... یوں ہو تو یوں کر لینا چاہیے......اور اگر یوں ہو تو یوں کر لینا چاہئے۔تمہارے لیے بالکل آسان ہے۔نو سال لگائے ہیں تم نے مدرسے کے اندر۔''

⬅ تقریر کے مختلف مقامات پر جنگ بدر کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا ابو جہل تیار ہو کر آیا تھا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے تیار ہونے کا موقعہ ہی نہیں دیا اس بات کے آزمانے کے لیے کہ اللہ پاک کے وعدہ کا یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا جو بات تم نے تیرہ چودہ سال کہی ہے وہ سب کے سامنے آجائے۔

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَتِهٖ وَ يَقْطَعُ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ ﴾[الانفال=۸:۷]

⬅ مولوی صاحب نے غلط ترجمہ کرتے ہوئے کہا۔''اور یہ جو بھٹکے ہوئے لوگ ہیں اور یہ جو غلط ہیں خراب لوگ ہیں اور مال کی طرف بھٹک رہے ہیں سونے کی طرف چاندی کی طرف اور انہیں ڈالیاں بھی دکھائی دے رہی ہیں۔اللہ پاک ان زہریلے پھوڑوں اور مادے کا جڑ سے آپریشن کر دے۔''

قارئین کرام اب آیت کا صحیح ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

''مسلمانو! وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ فرمایا تھا کہ ان دو گروہوں (تجارتی قافلہ یا مکہ کی فوج) میں سے ایک تم کو ضرور ملے گا اور تم چاہتے تھے کہ ہتھیاروں کے بغیر گروہ (تجارتی قافلہ) تمہارے ہاتھ آجائے اور اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ اپنی باتوں سے حق کو ظاہر کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے اور حق کو سچ اور جھوٹ کو باطل کر دے گو مشرک اسے ناپسند کریں۔''

✿ قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر حق و باطل کے درمیان فرق ظاہر کرنے کے لیے کرائی......مگر تبلیغی بزرگ اسے محض ایک آپریشن قرار دے رہے ہیں۔

تبلیغی بزرگو! جہاد حق و باطل کے درمیان فرق کے لیے ہے اور جہاد ہی سے اہل ایمان اور منافقین کا فرق معلوم ہوتا ہے اور جہاد ہی سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ ایک دفعہ اس راہ پر آئیں اور ایمان کو مضبوط بنائیں۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ اور مولانا محمد عمر پالن پوری کی منطق

⬅ مولانا محمد عمر پالن پوری نے کہا: ''سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتنے کھڑے ہو گئے لوگوں کی مجموعی رائے تھی کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر روک لیا جائے۔ تاکہ دفاعی کام کیا جا سکے۔ یہ وقت نہیں کہ ملک شام میں دعوت کا کام کیا جائے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجمع اللہ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا تو مدد اللہ...... کی کب آئے گی؟ جب اللہ تعالیٰ کے رسول کی بات پوری ہو جائے گی۔ نبی ﷺ کی بات چھوٹ گئی تو اللہ تعالیٰ کی مدد آسمانوں پر چلی جائے گی واپس۔ جیسے احد میں چلی گئی تھی۔ کام ایسا کرو کہ مدد اللہ کی آئے۔ اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا: ''ہم لوگوں کے پاس مدد اللہ کی کب آئے گی؟ جب ہم بات اللہ تعالیٰ کی مانیں۔'' انہوں نے کہا: ''کلمے والا یقین ہو...... فضائل والا علم ہو...... مسائل والی شکل ہو...... اللہ والا دھیان ہو...... اخلاص والی نیت ہو...... نماز طاقتور بن گئی یہ آسمان پر پہنچے گی تب مدد اترے گی۔

﴿ اَنْ تَنْصِرُوْا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ ﴾ [محمد=٤٧:٨]

۞ قارئین کرام! مدد کے لیے مولوی صاحب نے ایک لمبی گردان کی ہے معلوم نہیں یہ شرائط وہ کہاں سے ڈھونڈ لائے ہیں اپنی بات کو پکا کرنے کے لیے انہوں نے آخر میں ایک آیت کا حصہ بھی پڑھا ہے۔ یہ آیت تو جہاد کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ تبلیغی بزرگوں کو طلب حق کی نیت سے سورۂ محمد کا مطالعہ کرنا چاہیے اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی گردنیں اڑانے کے بعد اس آیت کو نازل فرمایا ہے۔ مگر تبلیغی بزرگ اسے کہاں پیش کر رہے ہیں اور سوچئے کیا واقعی لشکر اسامہ دعوت کے لیے شام جا رہا تھا؟ اور واقعی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ کہا تھا کہ یہ وقت ملک شام میں دعوت کا کام کرنے کے لیے موزوں نہیں؟

تبلیغی بزرگو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور مسلمہ حقائق کو توڑ موڑ کر تاریخ اسلام کی شکل مسخ کرنے سے اجتناب کریں۔

لشکر سیدنا اسامہ کیوں روانہ ہوا تھا:

❁ رسول اللہ ﷺ نے رومیوں سے جنگ وقتال کے لیے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سالار لشکر مقرر فرمایا۔ سیدنا ابو بکر سیدنا عمر، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم کو انکی زیر کمان جانا تھا، مگر اللہ کے رسول ﷺ بیمار ہو گئے اور پھر آپ ﷺ وفات پا گئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنتے ہی سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ ہو جانے کا حکم فرمایا، بعض لوگوں نے کہا کہ فوری طور پر اس لشکر کو نہ بھیجا جائے مگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سختی سے حکم فرمایا...... بالآخر امیر لشکر سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار مع لشکر روانہ ہونے لگے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو الوداع کیا۔ اس لشکر نے پہلے مرحلے پر فلسطین میں ''بلقاء'' اور ''قلعہ دار روم'' کو فتح کر لیا۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کثیر مقدار میں مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے تو مدینہ میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ آج تک کوئی لشکر اتنا مال غنیمت نہیں لایا جتنا سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ لائے ہیں۔

❁ تبلیغی بزرگو! اگر آپ ایسی دعوت کے لیے نکلنا پسند کریں تو ہم آپ کو '' **اھلاً و سھلاً و مرحباً** '' کہنے کے لیے بے قرار ہوں گے......مگر آپ نے جہاد کی مخالفت میں اس جہاد کو دعوت کا نام دے رکھا ہے اور لوگوں کو غلطی فہمی میں ڈال کر جہاد سے دور کر رہے ہیں۔ ہم آپ کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی پھر تلقین کرتے ہیں۔ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر جہاد کے لیے گیا تھا خوب یاد رکھیں۔ دیگر مقررین کی طرح پالن پوری صاحب نے بھی اپنی تقریر کا اختتام لوگوں کو تبلیغ کے لیے وقت دینے پر ابھارتے ہوئے کیا اور اس موقع پر بھی وہ دیانت وامانت کا دامن چھوڑ بیٹھے۔ آیئے ان کی چرب زبانی ملاحظہ فرمائیں:

''بوڑھے اور جوان سب نکلیں اور نقلیں اتاریں صحابہ کرام کی'':

مولانا عمر پالن پوری نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سفر جہاد کو دعوت وتبلیغ کا نام دیتے ہوئے کہا: ''نوجوان طبقہ جو ہے وہ طارق بن زیادہ کی نقل اتارے ...... وہ اسپین تشریف لے گئے اور کشتیوں کو جلا دیا اور کہا یہاں یا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین پھیلے یا ہماری قبریں یہاں بن جائیں ...... بڑی عمر کے لوگ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی نقل اتاریں۔ ۹۲ سال کی عمر ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلنے کا وقت آیا۔ تو کھڑے ہوکر نام لکھوایا۔ لوگوں نے کہا بیٹوں کو بھیجو۔ مگر خود سوار ہوکر روانہ ہوگئے۔ راستہ میں سکرات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ...... راستے میں انتقال ہوگیا تو میری لاش کو اونٹ پر باندھ دینا اور اپنے آخری پڑاؤ پر دفن کردینا تاکہ آخرت کے دن کہہ سکوں اے اللہ جب تک زندہ رہا تیرے راستے میں پھرتا رہا اور جب مرا تو میری لاش بھی تیرے راستے میں چلی ...... بوڑھے اور جوان سب کھڑے ہوجاویں اور پوری زندگی دعوت کا کام کرنے کی نیت کرلیں۔ پوری زندگی لکھوائیں ڈیڑھ سال' سوا سال' چلہ دو چلے تین چلے والے سب کھڑے ہوجائیں۔

❁ قارئین کرام! ہم آپ کو نقالوں سے ہوشیار اور خبردار کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں اور مولوی صاحب سے بھی درخواست ہے کہ ان تمام تبلیغیوں کو لے کر آپ بھی جہاد کے لیے کھڑے ہوجائیں جیسے طارق بن زیاد اسپین میں جہاد کے لیے گئے تھے اور سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ' اللہ تعالیٰ کے حکم کو مان کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چل کر کافروں سے لڑنے کے لیے نکلے تھے۔

❁ تبلیغی بھائیو! آپ نے نام لیا ہے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ' کا جن کی زندگی غزوات میں کفار کے خلاف لڑتے لڑتے گزرگئی حتیٰ کہ ان کی وفات بھی سفر جہاد میں واقعہ ہوئی۔ یہ سفر قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے لیے وہ کررہے تھے سالار لشکر کو وصیت فرمائی کہ اگر میں راستے میں فوت ہوجاؤں تو میری لاش کو قسطنطنیہ کی دیوار کے ساتھ دفن کرنا۔ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں بابا پالن پوری کی عمر بہت کم ہے اگر وہ جہاد کشمیر کے لیے نکلنا چاہیں تو ہم ان کو

ضروری جہادی تربیت کے بعد مقبوضہ وادی میں جلدی لانچ کردیں گے تاکہ سیدنا ابوایوب انصاری کی طرح آخری عمر تک جہاد جاری رکھ سکیں۔

رسول اللہ ﷺ نے قسطنطنیہ کے لیے جہاد کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی ہے اور ہند کے خلاف جہاد کرنے والوں کو بھی جہنم سے محفوظ ہو جانے کی خوشخبری دی ہے۔اس لیے ہم مولانا کو موقع سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

مولانا محمد احمد بہاولپوری کا خطاب

مولانا محمد الیاس کی رکھی ہوئی بنیاد مسائل کا حل ہے:

- مولانا محمد احمد نے کہا مسائل کا حل دعوت ہے جس شخص نے اس کام کو دوبارہ شروع کیا ہے اس نے (یعنی مولانا محمد الیاس نے) بنیاد ہی یہ رکھی ہے ادھر ادھر مت دیکھو بس پستی کا واحد علاج دعوت ہے۔
- مولوی صاحب نے مزید کہا۔قوم بنی اسرائیل اور امت محمدیہ کے مصائب ایک جیسے ہیں اور حل بھی ایک ہے۔انہوں نے کہا فرعونی ان کے بچوں کو ذبح کرتے اور ان کی عورتوں کو بازاروں سے پکڑ کر لے جاتے کوئی بھی بولنے والا نہ تھا۔ایسے حالات میں یہ قوم مصیبت سے کیسے نکلی؟ کوئی پارٹی بنائی؟ اقتدار کے لیے حکومت بنائی؟ مقابلے کے لیے ہتھیار اٹھا لیے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے صاحب دعوت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا اور یہ نہیں کہا کہ فوج تیار کرو۔

❁ مولوی صاحب نے تبلیغی بھائیوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ بنی اسرائیل کی طرح اگر تمہارے بچے ذبح ہوں یا تمہاری عورتوں کو پکڑ کر لے جائیں تو تم بے غیرت بن کے یہ تماشا دیکھتے رہو۔ بھائیو! اس وقت قوم بنی اسرائیل پر جہاد کا حکم نہیں آیا تھا بعد میں ان کو بھی لڑنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے بھیجا مگر وہ بزدل تھے شہر کو فتح کرنے کی بجائے موسیٰ علیہ السلام کو کہنے لگے۔ہم بیٹھے ہیں تو اور تیرا رب جا کے لڑو جب تم فتح کر لو گے تو ہم آجائیں گے۔

قارئین کرام! امت محمدیہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ جہاد کریں اور دشمن کو

ایسا سبق سکھائیں کہ اس کے پچھلے بھی یاد رکھیں۔

⬅ مولوی صاحب نے مزید کہا کہ آپ کے ذہن میں شاید یہ ہوگا کہ انبیاء لوگوں کو قتل کرنے کے لئے بھیجے گئے لہٰذا اڑاؤ ان کی گردنیں اور ان کی گردن اڑانے کے لیے (اللہ تعالیٰ نے) فرشتے اتارے تھے۔

❁ قارئین کرام مولوی صاحب نے چھوٹے منہ سے بہت بڑی بات کہہ دی ہے جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو کفار کی گردنیں اڑانے کا یوں حکم دیا ہے۔

﴿ فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ﴾ [محمد=٤٧:٤]

''(مسلمانو!) جب تم (لڑائی میں) کافروں سے بھڑ جاؤ تو ان کی گردنیں اڑاؤ۔''

ایک اور مقام پر قرآن کریم میں فرمایا:

﴿ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴾ [الانفال: ١٢]

''(جا کر کافروں کی) گردنوں پر......اور ان کے جوڑ جوڑ پر مارو۔''

❁ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے بدر میں فرشتوں کو دیا تھا۔ سوچئے اگر رسول اللہ ﷺ کافروں کی گردنیں اڑانے کے لیے نہیں آئے تھے تو پھر آپ نے جنگ احد میں ابی بن خلف کو کیوں قتل کیا؟ اس واقعہ کا مختصر تذکرہ کچھ یوں ہے......

ابی بن خلف نے مکہ میں نبی ﷺ کو چیلنج دیا کہ میں آپ کو قتل کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نہیں بلکہ میں تجھے قتل کروں گا۔ چنانچہ احد کے دن ابی بن خلف یہ کہتا ہوا آیا کہ محمد کہاں ہیں آج میں رہوں گا یا محمد ﷺ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم اس پر حملہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے آنے دو وہ آپ کے قریب آیا تو آپ ﷺ نے سیدنا حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے ایک چھوٹا سا نیزہ لیا اور اس کی گردن پر دے مارا وہ زخمی ہو کر بھاگ گیا اور چیختا چلاتا ہوا مر گیا وہ کہہ رہا تھا کہ محمد اگر مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں بچ نہ سکتا۔

ہتھیاروں کی تیاری کا خیال چھوڑ دیجئے:

مولانا محمد احمد نے کہا کہ آپ کہتے ہیں نا کہ ہتھیار نہیں ہوں گے۔ آج کل ایٹمی زمانہ ہے۔ فلاں ہے فلاں ہے، یہ خیال چھوڑ دیجئے۔ اسی خیال نے تو آپ کو اوپر سے نیچے گرایا ہے۔

﴿ وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَااسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّة ﴾[الانفال=۸: ۶۰] اس کا ترجمہ وہ نہیں۔ جو کیا جاتا ہے بلکہ اگر وہ بات ہو جس کو ہم سمجھے تو آیت یوں ہوتی ...... اور پھر کوئی عربی الفاظ پڑھے اور یوں ترجمہ کیا جیسے وہ سامان حرب تیار کرتے ہیں تم بھی تیار کرو۔

تبلیغی بزرگو! آپ کی گفتگو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جہاد کی مخالفت کا عزم کرلیا ہے اور ہر اس آیت قرآنی اور حدیث نبوی کو جو فضیلت جہاد کے متعلق ہو...... آپ لوگوں نے اس کی شکل کو بگاڑنا ہے۔ مولانا محمد احمد نے جس آیت پر طبع آزمائی کی ہے اور جو مطلب بیان کیا ہے تعجب خیز ہے۔ یہ آیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جہاد کی تیار کرو...... اس آیت کا صحیح ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

> ''اور (اے مسلمانو) تم کافروں کے (مقابلہ کے لیے) جہاں تک تم سے ہو سکے اپنا زور تیار رکھو اور گھوڑے باندھے رکھو اس سامان سے اللہ تعالیٰ کے دشمن اور تمہارے دشمن پر رعب رہے گا اور ان کے سوا دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے۔'' [الانفال=۸: ۶۰]

اس آیت میں لفظ ''قوۃ'' کی تشریح کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَلَا اِنَّ الْقُوَّة الرَّمْىُ اَلَا اَنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ»

''قوت سے مراد تیراندازی ہے۔ قوت سے مراد تیراندازی ہے۔''

مولانا احمد لاڈ کا خطاب

لاڈ صاحب نے نبی اسرائیل کی نافرمانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ بنی اسرائیل کو

جب قوم عمالقہ سے قتال کا حکم آیا تو سب نے کہا تم اور تمہارا رب جا کر ان سے لڑو۔ جب قوم نکل جائے تو ہم بیت المقدس میں داخل ہوں گے۔قبل ازیں مولانا محمد احمد نے کہا تھا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ نہیں کہا کہ فوج تیار کرو بلکہ کہا میں خود نمٹتا ہوں۔

ان دونوں بزرگوں کے تضاد کا فیصلہ قرآن کریم میں ملاحظہ فرمائیں:

﴿ قَالُوْا یٰمُوْسٰی اِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا اَبَدًا مَا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ﴾ [المائدہ=۵:۲۴]

’’کہنے لگے اے موسیٰ ہم تو وہاں ہرگز نہیں جائیں گے کبھی نہیں جائیں گے جب تک وہ لوگ (قوم عمالقہ) وہاں ہیں۔تو (ایسا کرو) تم جاؤ اور تمہارا رب' دونوں لڑو ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے۔‘‘

❀ اسی موقعہ پر موسیٰ علیہ السلام نے اس فاسق قوم سے علیحدگی اختیار کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی آئی اور اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک ان کے لیے شہر میں داخلہ حرام کر دیا چنانچہ یہ قوم چالیس سال تک میدان ''تیہ'' میں بھٹکتی رہی۔

مولانا صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال بیان کرتے ہوئے ایک صحابی کا ذکر کیا کہ شب زفاف ہے (اور) ۸۰ اسّی سے زیادہ زخم ہیں۔ سینے کے بل چل رہے ہیں اسی حال میں جان دے رہے ہیں۔اگر راہ خدا میں محنت کرتے کرتے ہاتھ میں زخم آیا ہے ہاتھ رکاوٹ بن رہا ہے اپنے ہی ہاتھ کو پاؤں کے نیچے دبا کر توڑ کر الگ کر دیتے ہیں کہ میری محنت میں رکاوٹ بن رہا ہے۔

کام کی جان''تبلیغ کا گر جیسے بڑے کہیں:

⬅ خطاب جاری رکھتے ہوئے مولانا احمد لاڈ نے کہا:

''ہر ایک کے جذبات یہ ہوں کہ میں دنیا میں آیا ہوں کام کے لیے یہ تمام چیزیں میری ثانوی ہیں۔ دعوت میری زندگی کا مقصد ہے۔کروں گا جیسے اللہ کے نبی ﷺ کہیں گے۔ مولانا نے مزید سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مثال پیش کرتے ہوئے کہا جب سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے۔حالات کا جائزہ لینے کے لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا تحدث شیئاً لا تحدث شیئاً))

''دیکھو وہاں کوئی نئی بات پیدا مت ہو۔نئی بات پیدا مت کرنا...... جتنا کہیں جیسے کہیں ویسے کرنا...... یاد رکھنا تبلیغ کا گر یہی ہے۔ جو بڑے کہیں جو پہلے ہمیں بتا چکے ہیں۔مولانا محمد الیاس ہمارے سب سے بڑے ہیں اپنی طرف سے کوئی چیز مت ملائیں بلکہ پوچھ پوچھ کر چلنا' چل کر پوچھنا' پوچھ کے چلنا' چل کے پوچھنا' پوچھ کے چلنا' چل کر پوچھنا' جیسے کہا جائے ویسے کرنا جتنا کہا جائے اتنا کرنا وہاں کرنا جہاں کہا جائے۔ یہ ہمارے کام کی جان ہے۔

قارئین کرام! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جہادی معرکوں' کارناموں' شہادتوں کی داستانیں اور زخمیوں کے تذکرے کر کے واقعات کو توڑ موڑ کر دعوت اور محنت کا نام دیا جاتا ہے۔اس موقع پر فکر کی بات یہ ہے کہ عام حالات میں کہا جاتا ہے کہ'' اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی کے طریقوں میں کامیابی ہے'' مگر اب تو لاڈ صاحب صاف کہہ رہے ہیں کہ ہمارے سب سے بڑے مولانا الیاس ہیں اور پھر پوچھ پوچھ کی گردان کر گئے ہیں۔

۞ تبلیغی بھائیو! یہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے موقعہ پر دشمن کی فوجوں میں جاسوسی کے لیے بھیجا تھا۔ظاہر ہے وہاں تو کوئی نیا کام کرنا جنگ کو بھڑکانے یا اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف تھا۔مگر تبلیغی بھائیوں کے لاڈ صاحب کہتے ہیں کہ تم بھی اپنی طرف سے کچھ نہ کرو تبلیغی بزرگو! آپ جہاں ان جماعتوں کو بھیج رہے ہیں کیا وہ لوگ کافر ہیں؟ اور کیا آپ دشمن کے خلاف جہاد و قتال اور جاسوسی کرنے کے لیے جماعت بھیج رہے ہیں؟ لاڈ صاحب اللہ تعالیٰ سے ڈریں کوئی بات تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطابق کر ڈالیں۔سوچیئے کیا آپ کے یہ بیانات روح جہاد کے خلاف نہیں؟ اور کیا یہ لاکھوں سادہ لوح بندے جو آپ پر اعتماد کر رہے ہیں آپ ان کو دھوکہ تو نہیں دے رہے اور کیا آپ اس تحریف اور تاریخ اسلام کے بگاڑنے کا جواب اللہ کو دے سکیں گے؟

تبلیغی دھکا:

⬅ مولانا لاڈ صاحب نے مزید کہا:

''غسیل ملائکہ سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے مولانا صاحب نے کہا نئی نویلی دلہن کے ساتھ شب زفاف منارہے ہیں کہ اعلان ہوتا ہے: ((یا خلیل اللہ ارکبی ' یا خلیل ارکبی)) ''اللہ تعالیٰ کے راستے کے مسافر تیار ہو جاؤ' اے اللہ کے راستے کے مسافر تیار ہو جاؤ۔'' تو اتنا گوارا نہیں کہ غسل جنابت ہی کرلیں فوراً نکل گئے۔ جب کام زندگیوں کا مقصد بن جائے پھر نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا ہوش نہ سونے کا ہوش نہ اپنی راحت و آرام کا ہوش بس ایک بے چینی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں سے ایک ذرہ نصیب فرمائے ابھی تو ہم دھکوں سے چل رہے ہیں' ہمیں اجتماع کا دھکا لگ گیا' جماعت کے جوڑ کا دھکا لگ گیا۔ غیر ملکی جماعت کا دھکا لگ گیا' کوئی بزرگ آ گیا' اس کا دھکا لگ گیا۔

❁ تبلیغی بھائیو! سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ محتاج تعارف نہیں یہ میدان اُحد میں کافروں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو آسمان سے ان کی میت کو غسل دینے کے لیے فرشتے اترے' مگر تبلیغی بزرگ ان کے قصے سنا کر لوگوں کو ترک جہاد اور فضائل اعمال کی تبلیغ کے لیے نکالتے ہیں اور یہ کام مولانا احمد لاڈ صاحب بھی خوب کر رہے تھے کہ شاید اچانک ان کو خیال آ گیا کہ غسیل ملائکہ سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ تو سہاگ رات چھوڑ کر میدان جہاد کو نکل گئے تھے کہاں وہ اور کہاں ہم جو لوگوں کو جہاد سے روک رہے ہیں تب انہوں نے کہا کہ ہم تو دھکے سے چل رہے ہیں اور انہوں نے مسلسل کئی دھکے تبلیغیوں کو لگا دیئے۔

❁ قارئین کرام! ہم نے بھی بزرگوں کے اس اجتماع میں الدعوہ سٹال اور مجلۃ الدعوۃ کے ذریعے جہادی دھکا لگانے کی کوشش کی ہے اللہ کرے تبلیغی بھائی اس دھکے سے جہاد کی طرف چل پڑیں۔

آدھی نیت......مولوی سلیمان کی دلچسپ باتیں

دین کی محنت زندہ ہو جائے' میٹر چالو رہے گا:

- حضرت جی کی آمد سے قبل بیعت کا ماحول پیدا کرنے کے لیے مولوی سلیمان تمہیدی گفتگو کرتے ہیں ایک دن حسب معمول گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

''ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ میں یہی بیان کر رہا تھا کہ یہ نیت کرو کہ پورا دین زندہ ہو جائے' پوری دنیا میں زندہ ہو جائے' قیامت تک زندہ ہو جائے' تو ہمارے ایک بزرگ نے کہا کہ بھائی تم آدھی نیت کرتے ہو' میں نے کہا حضرت پورا دین آ گیا۔ پوری امت آ گئی۔ قیامت تک کا وقت آ گیا۔تو بزرگ نے فرمایا یوں نہ کہو بلکہ کہو پورے دین کی محنت زندہ ہو جائے۔ اس لیے کہ پوری دنیا میں دین زندہ ہو گیا اور محنت چھوٹ گئی تو پھر بے دینی آ جائے گی۔ نیت کریں پورے دین کی محنت زندہ ہو جائے پھر کیا ہو گا؟ ہم مر جائیں تو میٹر چالو رہے گا قیامت تک۔''

محنت سکرات ''موت کی بے ہوشیوں'' تک:

مولانا سلیمان نے یہ بھی کہا کہ

- بولو محنت کب تک کریں گے؟ سکرات تک۔
- نبی ﷺ نے محنت کب تک کی؟ سکرات تک۔
- سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کو سکرات میں روانہ کیا۔
- چلہ' تین چلے۔ سال ڈیڑھ سال' دیکھنے کے لیے ہے۔
- نیت۔ قیامت تک محنت سکرات تک۔

❁ مولانا سلیمان بڑے دلچسپ بزرگ ہیں۔ تبلیغی جماعت کے آداب سے نہ صرف مکمل واقف ہیں بلکہ حضرت جی کے خادم خاص بھی ہیں۔ بیعت کے وقت جب پان چبا کر حضرت جی پیک دان کی طرف توجہ کرتے ہیں تو مولانا اگال دان فوراً آگے بڑھا دیتے ہیں ہم ان دونوں

بزرگوں کو اس محنت کے ترک کا مشورہ دیتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں۔ اگر نبی ﷺ کے طریقوں سے پیار ہے تو سکرات تک وہی محنت کریں جو نبی ﷺ نے کی اور وہ محنت دعوت اور جہاد ہے' جب کہ آپ کی محنت ترک جہاد ہے۔ ایسی صورت میں مخالف جہاد میٹر چالو رہے گا جو کہ بہت بڑی خطرے کی علامت ہے۔

وزیراعظم میاں نواز شریف حضرت جی کی خدمت میں:

❁ گذشتہ تین سال سے مجلۃ الدعوۃ میں مسلسل ہم یہ بات لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ پہلے تو کسی کو اس بات کا یقین ہی نہ تھا مگر اب بڑی تعداد میں لوگ حقیقت حال کو جاننے اور بیعت کا منظر دیکھنے کے لیے ''حضرت جی'' کی حویلی میں پہنچتے ہیں۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی بہت لوگ الدعوۃ سٹال کو تلاش کرتے کرتے پہنچے اور پوچھا کہ وہ حویلی کہاں ہے اور کیا آج بھی بیعت ہوگی؟ اور پھر ہم ان کو کہتے کہ مغرب کے وقت حویلی کے گیٹ پر پہنچیں ہم یہ منظر آپ کو دکھا دیں گے۔ ان شاء اللہ۔ چنانچہ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۴ء بروز ہفتہ حضرت جی کی طرح ہم بھی اپنے طے شدہ معمولات کے مطابق مغرب کے وقت گیٹ پر موجود تھے۔ دربان نے دروازہ کھولنے میں تاخیر کی تو لوگوں کے زبردست دھکے سے گیٹ کھل گیا اور مولانا عبدالوہاب گیٹ کے اندر بے خبر کھڑے تھے کہ اچانک ان کو اتنے زور سے دھکا لگا کہ وہ فٹ بال کی طرح اچھل کر قریب کھڑی کار کے اوپر سے لڑھکتے ہوئے زمین پر آ گرے۔ بدحواسی میں اٹھتے ہی اپنے جوتے تلاش کرنے کی کوشش کی مگر ہجوم اندر داخل ہو چکا تھا۔ مولانا سخت غصے میں لوگوں کو برا بھلا کہتے ہوئے واپس چلے جانے کا حکم دینے لگے اور پھر دربان نے ان کے حکم سے لاٹھی لہرا لہرا کے لوگوں کو باہر نکالا اور گیٹ بند کر دیا۔ اتنی کارروائی سے مولانا کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے مزید حکم دیا کہ تمام لوگوں کو حویلی کے بیرونی حصہ سے بھی باہر نکال دو آج بیعت نہیں ہوگی میں بالکل قریب سے یہ سب دیکھ رہا تھا کیونکہ میں بھی گیٹ کھلتے ہی پہلے دھکے میں اندر چلا گیا تھا......

اب لٹھ برادر نوجوان نے چند دوسرے لٹھ برادروں کو ہمراہ لیا اور لوگوں کو باہر نکل جانے کا حکم دینے لگے۔ مگر لوگوں کو باہر نکلنے کے لیے راستہ نہیں مل رہا تھا۔ کیونکہ دوسری طرف جونہی پنڈال سے لوگ نماز سے فارغ ہوئے انہوں نے بھی حویلی میں داخل ہونے کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں دھکم پیل شروع ہوگئی لٹھ برادر بے اثر اور بے بس ہو گئے۔

شرقی جانب لاٹھی چارج شروع کر دیا گیا اور پانی کے لوٹے بھر بھر کر لوگوں پر پھینکے جانے لگے باہر پنڈال کی جانب سے آنے والے لوگ اس صورتحال سے قطعی بے خبر تھے...... انہوں نے وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ آج بیعت نہیں ہوگی' بیعت نہیں ہوگی' قسمیں کھا کھا کر لوگوں کو یقین دلایا گیا۔ مگر لوگ وہاں سے ہٹنے کے لیے تیار نہ تھے کیونکہ حضرت جی کے پاس میاں نواز شریف موجود تھے اور لوگ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ حضرت جی میاں صاحب سے کیا سلوک کرتے ہیں؟

بہرحال گیٹ سے باہر لوگوں کو چلے جانے کا حکم دیا جاتا رہا اور مسلسل یہی کہا جاتا رہا کہ بیعت نہیں ہوگی۔ اور یہاں سے نکل جائیں۔ اس کشمکش کو پون گھنٹہ گزر گیا تو مولانا عبدالوہاب کا غصہ اور بڑھ گیا وہ باہر نکلے اور لوگوں پر ٹوٹ پڑے دونوں ہاتھوں سے گھونسے' مکے اور دھکے رسید کئے میں نے اپنی آنکھوں سے سفید ریش بزرگوں کی پٹائی مولانا کے ہاتھوں دیکھی بڑا دکھ ہوا میں کچھ کہنے کو سوچ ہی رہا تھا کہ ایک داڑھی کترانے والا آدمی بولا ''آج اکرام مسلم'' ختم ہو چکا ہے؟ اکرام مسلم کی تعلیم وتعمیل صرف لوگوں کے لیے ہے؟

''افسوس ہے تمہارے اوپر بہت افسوس ہے۔''

❀ قارئین کرام! مولانا عبدالوہاب نے حتمی اعلان کیا کہ آج بیعت نہیں ہوگی۔ میری طرح بہت سے لوگوں نے یقین کرلیا اور واپس چلے گئے۔ مگر کچھ لوگوں نے انتظار کیا اور موقعہ پا کر حویلی میں داخل ہو گئے جھوٹی قسموں اور اعلانات کے باوجود حضرت جی نے طے شدہ معمولات کے مطابق ان لوگوں سے بیعت لی اور بہت سے لوگوں نے تحقیقی نقطہ نظر سے اس میں شرکت کی اور بعد میں الدعوہ سٹال پر آ کر تفصیلات بتائیں۔ ان میں سے سات آدمی ایسے تھے جنہوں نے ہمارے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کیا اور بیعت کے بعد تسبیحات لینے کے بہانے

حضرت جی کے کمرے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ مولانا سلیمان نے ان کو خصوصی تسبیحات دینے سے پہلے خلاف معمول ان سے پیشہ اور مصروفیات کے متعلق تحقیق بھی کی اور حسب معمول ان سے درج ذیل سوال بھی کئے۔

مجاہدین نے حضرت جی کے بیٹے کو گھیر لیا:

❁ بیعت کے بعد تسبیحات لینے کے بہانے جو نوجوان حضرت جی کے کمرے تک پہنچے ان سے سوالات کرتے ہوئے مولانا سلیمان نے پوچھا:

➡ ''آپ نے کب بیعت کی تھی؟ کیونکہ تازہ بیعت کرنے والوں کو تسبیحات نہیں دی جاتیں۔''

➡ سوال: پہلے تین تسبیحات آپ باقاعدہ کرتے ہیں؟

......کیونکہ ترک کرنے والوں کو مزید وظیفہ نہیں بتایا جاتا۔

➡ سوال: زیادہ نیند تو نہیں آتی؟ سر تو نہیں چکراتا؟

......اس لیے مریضوں کو بھی تسبیحات نہیں مل سکتیں۔

❁ بیعت میں شریک ایک مجاہد سعد احمد نے بتایا......وزیراعظم میاں نواز شریف حضرت جی کے پاس اندر چلے گئے گیٹ بند کر دیا گیا اور پھر جب لوگوں کا رش بڑھا تو ان کو نکالا جانے لگا لاٹھی چارج کیا گیا اور دھکم پیل شروع ہو گئی تو میرے ایک ساتھی نے میرے ساتھ مل کر قریب پڑے ڈنڈے اٹھا لیے اور ہم نے بھی لوگوں کو نکالنا شروع کر دیا اور پھر میاں نواز شریف کے چلے جانے کے بعد ہم حویلی میں بیعت کا نظارہ کرنے حضرت جی کی مجلس میں جا بیٹھے۔

❁ کوٹلی نجابت کے جاوید نے بتایا کہ دھکم پیل شروع ہوئی تو میں ایک طرف شوری کے احاطے میں جا بیٹھا اور لاٹھی چارج کا نظارہ کرتا رہا وزیراعظم میاں نواز شریف کے چلے جانے کے بعد میں بھی حویلی میں جا پہنچا۔

❁ ایک اور مجاہد قاری اشفاق الرحمٰن نے بتایا کہ دھکم پیل اور لاٹھی چارج کے وقت میں لٹھ برادروں کا معاون بن کر دیگر لوگوں کو نکالتا رہا اور پھر انتظامیہ کا ایک آدمی آیا میری ڈیوٹی گیٹ

پر لگا دی اب میں با قاعدہ منظور شدہ لٹھ برادر پہرے دار تھا۔اس دوران خاص لوگوں کو اندر سے بلاوا آتا تو وہ ہماری اجازت سے اندر چلے جاتے اور باقی لوگ للچائی نظروں سے ہمیں کہتے ہمیں بھی جانے دو' مگر ہم تو خود اندر جانے کے لیے یہ بھیس بدلے ہوئے تھے۔میاں نواز شریف کے جانے کے بعد ہم نے گیٹ چھوڑا اور اندر جا گھسے' حضرت جی نے ان چند لوگوں سے بیعت لی اور پھر حضرت جی سے خصوصی وظیفہ کے لیے صرف سات آدمی مولانا سلیمان کے سوالات کا جواب دینے کے بعد مولانا زبیر کے کمرے میں جا پہنچے۔جن کے نام یہ ہیں۔

خلیل الرحمٰن' سعد احمد' عبد الرشید ڈوگر' جاوید کوٹلی' اشفاق الرحمٰن' محمد انور' اور اعجاز الرحمٰن۔ان میں سے اکثر ایک دوسرے کو جاننے والے تھے ایک دو اجنبی بھی تھے۔آج ان کے علاوہ وہ خصوصی وظیفہ لینے والا اور کوئی نہ تھا درحقیقت یہ لوگ بھی وظیفہ لینے نہیں بلکہ تحقیق کے لیے پہنچے تھے کہ ایسا ہوتا بھی ہے؟ یا مجلہ الدعوۃ میں من گھڑت رپورٹ شائع کر دی جاتی ہے۔

۞ چنانچہ قاری اشفاق الرحمٰن نے اپنے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا زبیر سے پہلا سوال اس طرح کیا...... یہ میرا بھائی کشمیر میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہے اور ہمیں بھی کہتا ہے کہ زیادہ ثواب جہاد میں ہے آؤ کشمیر چلیں۔ہم آپ کے پاس لائے ہیں آپ اسے سمجھائیں۔

⊂ حضرت جی کے بیٹے زبیر نے آیت قرآنی تلاوت کی۔

﴿ اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا ...... ﴾[التوبة=٩:٤١]

⊂ تبلیغ کے لیے نکلو' چلوں کے لیے نکلو ہلکے اور بوجھل سبھی نکلو۔اس لیے کہ اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ یہ نبیوں ولیوں والا کام ہے۔جہاد اس وقت کریں جب آپ کا ایمان پختہ ہو۔

۞ دوسرا سوال: ایمان کب پختہ ہوگا؟

⊂ حضرت جی کے بیٹے نے کہا: ''یہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کب پختہ ہوگا۔''

۞ تیسرا سوال: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلمہ پڑھتے ہی جہاد کی طرف نکل پڑتے تھے۔

⊂ مولوی زبیر نے کہا جب تمہارا ایمان صحابہ جیسا ہو جائے تب جہاد کو جانا۔

❁ چوتھا سوال: کشمیری مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے ان کی مدد کے لیے کون جائے گا اور یہ ظلم کس طرح بند ہو گا؟ وہاں کے مظلوم مسلمان مرد، بچے اور عورتیں مدد کے لیے پکار رہے ہیں۔

⇐ مولوی زبیر نے نوجوان کو تبلیغ کرتے ہوئے کہا کشمیر میں جاؤ گے تمہاری گردن کاٹ دیں گے تکمیل ایمان کے بغیر گردن کٹاؤ گے تو تمہیں کیا ملے گا؟ اس لیے پہلے ایمان پختہ کرو......

❁ جہاد کے لیے اگر صحابہ جیسے ایمان کی ضرورت ہے تو کیا دعوت وتبلیغ ے لیے ایسا پختہ ایمان ضروری نہیں؟؟

❁ اس مکالمہ کی خبر حضرت جی کے دربانوں کو بھی ہو گئی اور انہوں نے ایمان افروز گفتگو اور حضرت جی کے بیٹے کو جہاد کی دعوت دینے والے نوجوانوں کو کمرے سے باہر نکال دیا۔ باقی لوگ تو واپس آ گئے مگر قاری اشفاق الرحمٰن اپنے ایک دوست کے ہمراہ باہر صحن میں ہی بیٹھ گئے اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے لگے۔ نماز عشا کی امامت کرائی جونہی یہ نماز سے فارغ ہوئے حضرت جی کے خدام نے ان کو گھیر لیا اور پوچھا تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ بھائیوں نے اپنا تعارف کرایا تو دربانوں نے کہا تم نہ تو بیعت کے لیے آئے تھے اور نہ ہی تسبیحات لینا تمہارا مقصد تھا تم جھوٹ بول کر آئے ہو۔ قاری اشفاق نے کہا بھائی آپ نے جو کچھ پوچھا ہم نے بتا دیا اس میں جھوٹ والی کونسی بات ہے؟ اور یہ بھی درست ہے کہ ہم تحقیق کے لیے ہی آئے تھے۔ تب وہاں پر موجود دربانوں کو پتہ چلا کہ یہ کوئی اہل حدیث مجاہد ہے جو جہاد کی دعوت دینے آیا ہے۔ تب انہوں نے قاری صاحب اور ان کے ساتھی کو حویلی سے باہر نکال دیا۔

پاور ہاؤس سے کنکشن کٹ گیا:

⇐ ١٩٩٤ء اجتماع کے دنوں میں بعد نماز مغرب مولانا سلیمان حسب معمول حضرت جی کی آمد سے قبل لوگوں کو ہدایات دیتے رہے اس دوران بیعت گاہ کا لاؤڈ سپیکر ہر روز خراب ہوتا رہا۔ ایک موقعہ پر مولانا سلیمان نے کہا کہ سپیکر کی مشین کا کنکشن کٹ گیا تو اس نے بولنا بند کر دیا حالانکہ پاور ہاؤس سے بجلی آ رہی تھی صرف کنکشن ٹوٹا ہوا تھا اس لیے ایک جاننے والے آئے اور انہوں نے یہ کنکشن جوڑ دیا تب یہ (سپیکر) دوبارہ کام کرنے لگے۔ اسی طرح ہمارا کنکشن جوڑنے

والے ''حضرت جی'' موجود ہیں اور وہ ہمارا کنکشن پاور ہاؤس سے جوڑیں گے۔ تب انہوں نے ایک لمبی رسی مجمع کی طرف پھیلا دی۔ لوگوں نے اپنے صافے' رومال اور چادریں وغیرہ اس سے باندھ لئے۔ ''حضرت جی'' دو آدمیوں کے سہارے اپنی کرسی تک پہنچے۔ مولوی سلیمان نے لوگوں سے کہا ڈاکٹر نے بولنے سے منع کیا ہے۔ اس کے باوجود بھی ''حضرت جی'' تشریف لا رہے ہیں۔ لہٰذا کوئی شخص مصافحہ کی کوشش نہ کرے۔ حسب معمول ''حضرت جی'' نے کرسی پر بیٹھتے ہی بغیر السلام علیکم کہے اپنی گفتگو شروع کر دی۔

❁ قارئین کرام! ہم گذشتہ چار سال سے حضرت جی اور تبلیغی اکابرین سے پوچھ رہے ہیں کہ یہ بیعت جو پچاس سال قبل فوت ہونے والے شخص کے ہاتھ پر کی جاتی ہے اور عجیب وغریب قسم کے وظیفے بتائے جاتے ہیں اس کی وضاحت فرمادیں۔ یہ سوال ہم اس لیے کرتے ہیں کہ تبلیغی بھائی ...... عام لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے'' تو کیا یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے؟ یہ نبی ﷺ کے طریقہ پر ہے؟ نبی ﷺ کی وفات کے بعد کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اس قسم کی بیعت لی؟ ہرگز نہیں یہ بدعت صرف تبلیغی بزرگوں نے ایجاد کی ہے۔ ہم یہ بھی وضاحت چاہتے ہیں کہ

اس بیعت کے ذریعے تو ''حضرت جی'' کا رابطہ اور کنکشن حاضرین سے جڑ جاتا ہے مگر مولانا محمد الیاس تک حضرت جی کیسے رابطہ کرتے ہیں اور یہ سوال بھی ہے کیا ذکر الٰہی کے طریقے جو اللہ تعالیٰ نے بتائے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے کئے وہ ناکافی ہیں؟

اور کیا اللہ تعالیٰ کا ذکر ٹھنڈا اور گرم بھی ہوتا ہے؟ اور کیا نبی ﷺ نے کسی صحابی کو یہ کہا تھا کہ یہ ذکر صرف تمہارے لیے ہے۔ ہمارے سوالات کا جواب دینے کے لیے تبلیغی بزرگوں میں سے کوئی بھی تیار نہیں ہے اور یقیناً اس کا کوئی معقول جواب بھی نہیں ہے۔ مگر اس بے دلیل بے سند اور غیر شرعی طریقہ بیعت اور ذکر کو یہ بزرگ چھوڑنے کے لیے تیار بھی نہیں۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

لوٹا اور تلوار:

❁ حضرت جی کی حویلی کے باہر بیت الخلا کے قریب دو آدمی لوٹا لیے کھڑے تھے۔ ان سے جو مکالمہ ہوا ملاحظہ فرمائیں۔

❁ میں نے باریش تبلیغی بھائی سے لوٹا مانگا تاکہ بیت الخلا میں پانی لے جاؤں۔

⊂ تبلیغی بھائی نے کہا ہم آپ کو لوٹا نہیں دے سکتے۔

❁ ہم نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا کہ لوٹا کیوں نہیں دے سکتے؟؟

⊂ ''یہ ہمارا ہتھیار ہے۔''

⊂ تبلیغی بھائی نے جواب دیتے ہوئے کہا: ''جیسے میدان جہاد میں مجاہد اپنی تلوار کسی کو دے دے تو وہ خود بیکار ہو جاتا ہے اور یہ میری تلوار ہے آپ کو دے کر میں بیکار نہیں ہونا چاہتا۔''

❁ میں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ واقعی تلوار ہے؟

⊂ تبلیغی بھائی نے کہا بالکل یہ تلوار ہے اور میں کسی قیمت پر آپ کو نہیں دے سکتا۔

❁ میں نے کہا آپ کی یہ گفتگو ہم اپنے رسالہ میں شائع کر دیں گے۔

⊂ تو وہ بزرگ فوراً لوٹے میں پانی بھر کر لے آئے اور میرے حوالے کر دیا۔

اب ان کے ساتھ دوستی ہو گئی اور میں ان کو مجلہ الدعوہ کے سٹال پر لے آیا جہاد پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ جہاد کی فرضیت' اہمیت' ضرورت اور فضیلت پر چند آیات قرآن اور احادیث نبوی ان کو سنائیں ان میں سے ''اصیل خان'' نامی سکول ٹیچر (سی' ٹی) گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۲ جمرود ایجنسی نے وعدہ کیا کہ میں ان شاء اللہ جہاد میں ضرور شرکت کروں گا اور اپنے سکول میں طلبہ اور احباب کو اس کی ترغیب بھی دوں گا۔ انہوں نے الدعوہ سٹال میں لگے ہوئے جہادی بینروں کو بغور پڑھا اور ایک نیا عزم اور جہادی جذبہ لے کر چلے گئے۔

الدعوہ سٹال:

اس مرتبہ اجتماع گاہ میں دو الگ الگ الدعوہ سٹال بنائے گئے تھے تیسرا سٹال رائیونڈ

ریلوے اسٹیشن پر تھا ان تینوں سٹالوں پر جہادی بینر لگائے گئے تھے جہاں الدعوہ ڈائری، مجلّہ الدعوۃ اور دیگر مطبوعات موجود تھیں۔

- مجاہدین اجتماع گاہ میں موقعہ کی مناسبت سے لوگوں کو دعوت جہاد دیتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں کافی لوگ سٹال پر پہنچے اور جہاد میں شرکت اور تربیت کا طریقہ معلوم کرتے رہے۔
- الدعوہ سٹال پر لوگوں نے جہادی مطبوعات کی خریداری میں بہت دلچسپی لی لوگوں نے بتایا کہ ہم نے الدعوہ سٹال کو تلاش کرنے میں بہت محنت کی ہے۔
- سگریٹ سلگائے اگر کوئی شخص سٹال پر آتا تو اس سے اس وقت تک کوئی دوسری بات نہ کی جاتی جب تک وہ سگریٹ پھینک نہ دیتا۔ اس سلسلہ میں نہایت حکمت سے مجاہدین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرتے رہے۔
- تبلیغی اکابرین کو مل کر دعوت جہاد...... دی گئی اور تبلیغی جماعت میں موجود بعض بڑی بڑی خرابیوں کی نشاندہی کر کے اصلاح کی درخواست کی گئی۔

اس سلسلہ میں تمام قابل ذکر تبلیغی بزرگوں تک مجلّہ الدعوہ دسمبر ۱۹۹۳ء جس میں اجتماع رائیونڈ کی رپورٹ تھی پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ حضرت جی کو یہ رسالہ پہنچانے والے جاوید بھائی سے حضرت جی کی حویلی پر موجود نوجوان سے جو مکالمہ ہوا ملاحظہ فرمائیں۔

جاوید: میں نے یہ امانت حضرت جی تک پہنچانی ہے اس لیے اندر جانے دیں۔

دربان: بزرگوں نے منع کیا ہے کہ کسی کو اندر نہ آنے دیں۔

جاوید: بڑے اصرار سے یہ ضروری امانت ہے جو میں نے حضرت جی کو دینی ہے۔

دربان: چلیں مجھے دے دیں میں پہنچا دوں گا۔

جاوید: نہیں بھائی میں خود دوں گا۔

دربان: میں حضرت جی کو دے کر آتا ہوں اجازت مل گئی تو آپ کو اندر بھیج دیں گے......

تھوڑی دیر بعد وہ دربان سخت غصہ کی حالت میں واپس آیا اور میرے ساتھ سخت کلامی

کی اور کہا کہ تم حضرت جی کے گستاخ ہو۔

الدعوۃ سٹال سے تبلیغی بزرگوں کے نام ضروری تجاویز پر مشتمل ایک خط بھیجا گیا۔

مولانا پالن پوری نے ہدایات دیتے ہوئے کہا:

⇐ اجتماع کے اختتام پر مولانا محمد عمر پالن پوری نے شرکاء اجتماع کو ہدایات دیتے ہوئے کہا دعوت دینے والے کو سیکھنے کی نیت سے بات کرنی چاہیے جس سے ماننے والے کو فائدہ ہوگا اور نہ ماننے والا گناہ سے بچے گا اگر تم یہ سمجھو کہ دعوت دے رہا ہوں تو جو مقابلہ کرے گا وہ برباد ہوگا۔

❁ قارئین کرام! عجیب منطق ہے کہ ایک طرف دعویٰ ہے کہ ہم دعوت کا کام کر رہے ہیں دوسری جانب دعوت کی نیت سے بات کرنے سے منع کیا جا رہا ہے۔

مولانا کا یہ کہنا کہ سیکھنے کی نیت سے کام کیا جائے اور دعوت کی نیت سے نہ کیا جائے۔ ایک نیا انوکھا اور لایعنی نظریہ ہے۔ جس کے برعکس قرآن نے داعی ہونا پسندیدہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کو بہترین عمل قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت ملاحظہ فرمائیں:

﴿ وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ [حم السجدة=۴۱:۳۳]

''اور اس شخص سے بات میں اچھا کون ہوسکتا ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔''

دعوت کا کام چونکہ ایک بہترین عمل ہے اسے علی وجہ البصیرت اور ٹھوس علم کی بنیاد پر کرنا ضروری ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اعلان کر دیں۔

﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ﴾

[یوسف=۱۲:۱۰۸]

''اے نبی کہہ دیجئے کہ یہ میرا راستہ ہے اور میں علی وجہ البصیرت اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں اور اسی طرح جو لوگ میری اتباع کرتے ہیں۔''

ثابت ہوا کہ دعوت کا کام ٹھوس علم اور یقین کی بنیاد پر کیا جائے اور دعوت کی نیت ہی سے کیا جائے یہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کی اتباع کرنے والوں کا طریقہ ہے۔

دنیا کو تباہی سے بچانے کے دو متضاد نسخے

بڑے حضرت جی کا طریقہ

مولانا محمد عمر پالن پوری نے کہا پورے عالم کو بربادی سے بچانے کا طریقہ بڑے حضرت جی نے یہ بتایا کہ ہر آدمی سیکھنے کی نیت سے اس (دعوت) کا کام کرے۔ کرتے کرتے سیکھنا سیکھتے سیکھتے کرنا' کرتے کرتے مرنا' مرتے مرتے کرنا۔

❁ قارئین کرام! یہ ہے وہ طریقہ جس کے ذریعے ہمارے تبلیغی بھائی دنیا کو بربادی سے بچانے کے لیے ایک عجیب ترکیب بتا رہے ہیں اور ان کی نیت اتنی لمبی ہے شاید عمل کا وقت ہی نہ ملے اور اس لمبی نیت میں مسلمانوں کا خدانخواستہ سارا معاملہ ہی گول ہو جائے۔

مولانا محمد عمر نے سورہ صف کی آیت نمبر دس اور گیارہ اس طرح تلاوت کی اور ترجمہ بھی ان کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تُنۡجِیۡکُمۡ مِنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴾ [الصف-۶۱: ۱۰] سزا اور تکلیف سے بچاؤں گا۔ کب؟ ﴿ تُجَاهِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ﴾ [الصف-۶۱: ۱۰] اپنی جان اپنا مال لگا کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے آدمی محنت کرے اللہ کے لیے تو اس کو سزا اور تکلیف سے اللہ تعالیٰ بچالے گا۔ اور جنت دے گا مرنے کے بعد...... اور دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔

قارئین کرام! ان آیات کا صحیح ترجمہ پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایک ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تم کو (آخرت کے) دردناک عذاب سے بچالے (سنو وہ یہ ہے) اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو۔ اگر تمہیں علم ہو تو یہ بات تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لانا اور جہاد کرنا کار خیر اور ذریعہ نجات بتلایا گیا ہے ..... پالن پوری نے آیت کا مفہوم توڑ موڑ کر بیان کیا تا کہ لوگوں کو جہاد جیسے بہترین عمل سے دور رکھا جا سکے۔

مسلمان بھی آباد رہیں اور کافر بھی پالن پوری کی آرزو:

مولانا نے ''حضرت جی'' کے برعکس دنیا کو بربادی سے بچانے کی ایک اور تدبیر بتائی اور دعویٰ کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔ انہوں نے کہا میں ایک تدبیر اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تمہیں سمجھاؤں کہ پوری دنیا کے انسان جو ہیں آباد رہیں برباد نہ ہوں' امریکہ بھی آباد رہے' روس بھی آباد رہے' چین بھی آباد رہے' پاکستان' ہندوستان' بنگلہ دیش' یورپ کے سارے ممالک افریقہ' آسٹریلیا سب آباد رہیں۔ ان سب کو آباد کرنے کی ترکیب اللہ بتا رہا ہے۔ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا اللہ بتا رہا ہے تمہارے ہاں جماعت آوے تو اس کی نصرت کرنا اور جماعت کو خود کام میں لگانا تا کہ ہر جگہ ہجرت و نصرت کا عمل زندہ ہو اس کا خوب خیال رکھنا۔ اگر مقامی کام کیا' ہجرت کی نصرت کی' تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ایمان کی حقیقت سمجھ میں آ جائے گی۔

﴿ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَ نَصَرُوْا ...... ﴾[الانفال=۸:۷٤]

ایک طرف مہاجرین کی نقل اتارنا دوسری طرف انصار کی نقل اتارتے ہوئے باہر سے آنے والوں کا ساتھ دینا اور ایک طرف خود مقامی کام بھی کرتے رہنا۔ یہ تین کام جس نے کئے اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ﴾ ان کو حقیقت میں ایمان مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں کو معاف کرے گا اور عزت کی روزی اللہ ان کو دے گا۔ اب ایک آیت کریمہ سن لو جس کے اندر اللہ پاک فرماتا ہے۔

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ﴾ [ابراھیم=۱٤:۱۳]

اس وقت کے بھٹکے ہوئے لوگوں نے یہ بات کہی کہ ہمارے جیسے بن جاؤ نہیں تو اپنی زمین سے نکال دیں گے اگلے زمانے میں کہا رسول کریم ﷺ کے زمانے میں بھی کہا اور آج کے دور میں بھی بھٹکے ہوئے لوگ کہتے رہتے ہیں۔ لیکن زمین آسمان کا پیدا کرنے والا اللہ اور چاند سورج کو پیدا کرنے والا اللہ ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہے:

﴿ فَاَوْحٰی اِلَیْهِمْ ربهم لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ ﴾ [ابراهيم=١٤:١٣]

⬅ ہم ان کو دنیا ہی سے نکال باہر کریں گے۔ جیسے فرعون' قارون' ہامان اور ساری قوموں کو دنیا سے نکال کر باہر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''ہم ظالموں کو تو کریں گے برباد اور جن پر ظلم ہو رہا ہے۔ یہ جو ایمان والے ہیں ان کو کریں گے آباد۔''

﴿ وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ﴾[ابراهيم=١٤:١٤]

اس کے بعد ہمارے محبوب اللہ نے دنیا کو آباد کرنے کا طریقہ بتلا دیا ہے یوں فرمایا یہ چیز ہو گئی......

﴿ ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْد ﴾

⬅ اگر دو باتیں پیدا ہو گئیں تو آباد کرنے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ایک تو یہ کہ اللہ پاک نے جو وعید بتائی اس سے جو لوگ ڈریں گے اور دوسری یہ کہ جو لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈریں گے۔ اگر دو باتیں پیدا ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دنیا آباد کروں گا' آباد کروں گا' آباد کروں گا۔ برباد نہیں کروں گا اپنی فطری موت لوگ مرتے رہیں گے اور اپنی اپنی جگہ پہنچتے رہیں گے۔......

۞ قارئین کرام مولوی صاحب اس تفصیلی گفتگو میں یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکے کہ دنیا کے بدترین ظالم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے اس کے بندوں پر مصائب اور مظالم کے پہاڑ ڈھانے والے آباد رہیں بلکہ مولوی صاحب نے خود جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں اور مولوی صاحب نے اپنی زبانی کہا کہ اللہ ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہے کہ ہم ظالموں کو ہلاک کریں گے۔ مگر مولوی صاحب امریکہ' یورپ' بھارت جیسے مکار' کفار کے لیے جو زمین پر فساد برپا

کرنے والے ہیں کے آباد رہنے کے اعلانات کررہے ہیں۔

﴿فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار﴾[الحشر=۵۹:۲]

۞ قارئین کرام! مولانا پالن پوری کی ان ہدایات سے کئی باتوں کی وضاحت ہوتی ہے۔

(۱) دنیا کو بربادی سے بچانے کی تدبیر بقول مولوی صاحب بڑے حضرت جی نے یہ بتائی تھی کہ کرتے کرتے سیکھنا' سیکھتے سیکھتے کرنا کرتے کرتے مرنا اور مرتے مرتے کرنا۔اس کے برعکس دنیا کو بربادی سے بچانے کی تدبیر...... اللہ تعالیٰ نے کچھ اور بتائی۔مولانا نے اپنے بیان میں یہ وضاحت ہی نہیں کی کہ بہتر تدبیر کونسی ہے؟

(۲) تبلیغ کے لیے نکلنے والی جماعتوں کو پالن پوری نے مہاجر قرار دیا اور جن لوگوں کے پاس یہ گروہ جاتے ہیں ان کو انصار قرار دیا۔ہجرت و نصرت کے خالص اسلامی تصور کو اپنی موجودہ تبلیغی جدوجہد میں فٹ کرنا' مولانا کا کارنامہ ہے۔ہجرت تو دارالکفر سے دارالامن یا دارالسلام کی طرف ہوا کرتی ہے۔اور ایسی ہجرت کا ثواب اس وقت ختم بھی ہو جاتا ہے جب مہاجر شخص دارالکفر کی فتح کے بعد اس علاقہ کو وطن بنائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۱۳ سال مکہ میں دعوت کا کام کرتے رہے' ماریں کھاتے رہے' لیکن مہاجر نہ کہلائے اور وہ دعوت کا کام سیکھنے کی نیت سے نہیں بلکہ فریضۂ دعوت دینِ حق...... کی سربلندی کی نیت سے کرتے تھے۔حتی کہ مکہ کو مستقل ترک کرنا پڑا پھر جن لوگوں نے پناہ دی وہ انصار کہلائے اور مذکورہ آیات نازل ہوئیں پھر یہ انصار و مہاجرین نے مکہ میں دعوت کے ساتھ ساتھ جہاد و قتال کا میدان گرم کیا مگر تبلیغی بزرگوں نے۔''کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا''

کے مصداق قرآنی اصطلاحات کو اپنے مزعومہ مخترعہ طریق کار میں فٹ کر کے تفسیر بالرائے کا جو جرم کیا ہے اس سے ڈرنا چاہیے۔(خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ظالم)

ہاں تو بات ہو رہی تھی روس چین ہندوستان تمام یورپی ممالک آباد رہیں۔

حضرت پالن پوری نے جو آیت تلاوت کی ہے اس میں تو اللہ ظالموں کی ہلاکت کی خبر دے رہا ہے۔مگر مولانا پالن پوری صاحب نے ان کی آبادی کی خواہش دل میں پالنے کے

ساتھ علی الاعلان واضح الفاظ میں کہا امریکہ آباد رہے روس آباد رہے چین آباد رہے پاکستان‘ ہندوستان‘ بنگلہ دیش‘ یورپ کے تمام ممالک‘ افریقہ‘ آسٹریلیا‘ سب آباد رہیں۔ قارئین کرام! غیر اسلامی ممالک کی اکثریت اس وقت کمزور مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہی ہے۔ انڈیا...... کشمیری اور کمزور ہندوستانی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے۔ روس چیچنیا میں مسلمانوں پر بمباری کر کے ظلم و جبر جاری رکھے ہوئے ہے‘ یورپی ممالک میں سے سربیا نے مسلم ریاست بوسنیا پر قبضہ کرنے کے لیے تین لاکھ سے زائد مسلمانوں کا قتل عام کیا اور اس کے باوجود اس کا پیٹ نہیں بھرا مزید لڑائی جاری ہے۔ افریقہ نے صومالی مسلمانوں پر مظالم کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے اریٹریا پر ناپاک صلیبی مظالم ڈھا رہے ہیں‘ برما اور فلپائن کے مسلمانوں کی زندگی بدھ مت کے پجاری اور صلیب کے پرستاروں نے تلخ کر دی ہے۔ ان مظالم پر مذکورہ ممالک نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں اور حقوق انسانی کی تمام کافر تنظیموں کے منہ پر بھی تالے لگے ہوئے اور زبانیں گنگ ہیں۔ ان تمام حقائق کو یہ تبلیغی بزرگ یا تو سمجھتے ہی نہیں اور اگر وہ ان حقائق سے باخبر ہیں تو ان کا ایمان غیرت سے بالکل خالی ہو چکا ہے۔ ایسے ایمان کی محنت کرنے کا کیا فائدہ جو مظلوم مسلمانوں کی ہمدردی سے خالی اور غیرت سے بے نیاز ہو اور یہ لوگ غیور مسلمانوں کو میدان جہاد سے ہٹانے کی تدبیریں‘ تقریریں کر رہے ہیں۔ جبکہ امریکہ‘ روس‘ یورپی ممالک اور افریقہ کے تمام کفار منظم منصوبہ بندی کر کے جہاں ان کا بس چلتا ہے کمزور مسلمانوں پر مظالم ڈھا کر خوش ہو رہے ہیں اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے ناپاک اور مذموم منصوبوں پر عمل پیرا ہیں ان تمام ظالموں کے آباد رہنے کی خواہش ظاہر کر کے کروڑوں مظلوم اور غیور مسلمانوں کے زخموں پر مولانا پالن پوری نے نمک پاشی کی ہے یہ مظلوم اگر مولوی صاحب سے پوچھ لیں کہ:

اگر آپ کے بیٹے کو ذبح اور بیٹی کی آبرو لٹتی ہو تو پھر آپ کیا کہیں گے؟:

اس کے برعکس پورے اجتماع میں تمام مقررین نے مسلمانوں کے قتل عام پر زبانی ہمدردی کا اظہار تک نہیں کیا۔ بلکہ حضرت جی نے دعا میں بھی ان مظلوموں کے لیے کوئی کلمہ خیر نہیں کہا اور نہ ہی مجاہدین کی مدد‘ فتح اور نصرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا اور سوال کرنے کی آرزو ظاہر کی۔ اگر کوئی

آرزو ظاہر کی گئی ہے تو یہ کہ یہ تمام ظالم اور مظلوم آباد رہیں۔ان حقائق کے پیش نظر بہت سے لوگوں نے مختلف انداز میں تبلیغی بزرگوں کے اس رویے پر ردعمل اور نفرت کا اظہار کیا ہے۔

تبلیغی جماعت کے متعلق چند تاثرات:

✿ ایک تبلیغی حافظ بشیر احمد نے کہا یہ انڈیا میں رہنے والے مولوی ہیں ذہنی پستی اور غلامی کا شکار ہیں۔ان کی جرات' غیرت اور شجاعت ختم ہو چکی ہے اور اب یہ مخنث (ہیجڑے) نامرد بن چکے ہیں۔ان میں غیرت ایمانی ختم ہو چکی ہے اس لیے اب میں ان کو چھوڑ چکا ہوں۔اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ جب میں مولانا محمد یوسف کی زیارت کے لیے بستی نظام الدین ۱۹۵۷ء میں گیا تو مولانا نے کہا جنت دو جگہ پر ملتی ہے ایک ماں کے قدموں میں دوسری تلواروں کے سائے میں۔ مولانا کی اس حقیقی بات کے برعکس موجودہ تبلیغیوں نے وہ راہ ہی چھوڑ رکھی ہے۔ جب اس بزرگ کو میں نے بتایا کہ میرا تعلق مرکز الدعوۃ سے ہے اور میں جہاد کے لیے زندگی وقف کر چکا ہوں (ان شاء اللہ) تو بابا جی بے حد خوش ہو کر مجھے چومنے لگے اور بے ساختہ ان کی آنکھوں سے انسو ٹپکنے لگے۔بابا جی نے کچھ رقم مجھید یتے ہوئے کہا کہ میری طرف سے مجاہدین کی خدمت کرنا اس عمر میں جہاد میں عملاً شریک نہیں ہوسکتا ورنہ ضرور کشمیر جاتا۔

✿ بھائی منظور احمد پہلوان سے ملاقات میں تبلیغی بھائیوں کا ذکر چل نکلا اس بھائی نے بہت زیادہ حیرانگی کا اظہار کیا اور تبلیغی بھائیوں کی جہاد مخالف پالیسی پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے راقم الحروف سے سوال کیا کہ پہلے آپ یہ بتائیں کہ اسلام دعوت سے پھیلا ہے یا جہاد سے؟ میں نے کہا دونوں عمل لازم وملزوم ہیں۔ کیونکہ دعوت دین کے نتیجہ اور ردعمل میں منکرین دین اور متکبرین اس کی مخالفت کریں گے اور گمراہیوں کے اندھیروں کے باقی رکھنے کی کوشش کریں گے اور اسلام کو نیچا دکھانے کی تدبیریں بنائیں گے۔ان کی ایسی تمام مذموم حرکتوں' تدبیروں اور منصوبوں کو ختم کرنے کے لیے جہاد کی ضرورت ہے۔ان دونوں میں سے اگر کسی ایک کو چھوڑ دیا گیا تو بہتر نتائج کی توقع عبث ہے۔منظور بھائی نے کہا میرا نظریہ ہے کہ اسلام جہاد کے زور سے پھیلا ہے۔ بھائی منظور احمد نے کہا میری درخواست ہے کہ آپ محنت کر کے وہ

حقائق منظر عام پر لائیں جن کی بنیاد پر تبلیغی جماعت جہاد کی مخالفت میں اپنے وسائل اور قوت خرچ کر رہی ہے۔ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ یہ لوگ مسلمانوں کو جہاد کے راستہ سے ہٹا کر کس کو نفع پہنچا رہے ہیں؟ کن لوگوں کے عزائم کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں؟ اور کن اغراض و مقاصد کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے؟ منظور بھائی نے کہا اگر آپ یہ کام کر لیں تو یہ ملت اسلامیہ پر بڑا احسان ہوگا۔

❁ ایک بھائی نے کہا کہ یہ جہاد کے دشمن ہیں۔ آیات قرآنی کی تاویل کر کے یہود اور نصاریٰ کی طرح تحریف کے مرتکب ہو رہے ہیں اس لیے ان کو امریکہ، روس اور اسرائیل سے محبت ہے۔ اسی لیے یہ مظلوم مسلمانوں کے لیے ہمدردی کا اظہار اور ان کی آزادی کی دعا تک نہیں کرتے مگر امریکہ اور انڈیا کی آبادی کی خواہش ان کے دل میں مچل رہی ہے۔

❁ ایک اور بھائی نے کہا تحریف قرآن اور نبی ﷺ کے طریقوں سے مخالفت کی وجہ سے ان کی عقل اور شعور ختم ہو چکا ہے اور ان میں یہودی اور عیسائی ایجنٹ بڑی تعداد میں داخل ہو چکے ہیں جو ان کو ایسی ترکیبیں بتا کر ملت اسلامیہ کو جہاد کی راہ سے ہٹانے کی سازش میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اس بھائی نے کہا اگر ہمارے ملک کا کوئی بے دین سیاست دان، فلمی ایکٹر یا کوئی دوسرا جہاد کی مخالفت کرے تو ہم لوگ اس کی بات نہ مانیں مگر دشمن نے ایسا کامیاب وار کیا ہے کہ دین کا نام لینے والے جہاد کی مخالفت اور قرآنی آیات کی تاویل کر رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جہادی زندگی اور رسول کریم ﷺ کے جہاد اور قتال کے کارناموں کو مسخ کر کے دعوت کے نام پر رہبانیت اور تصوف کی تبلیغ کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں اور سادہ لوح مسلمان دشمن کی اس چال کو نہ سمجھ سکے اور تبلیغی بزرگ بڑی خاموشی سے انکا کام کرنے میں مصروف ہیں۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

❁ ایک عربی بھائی نے کہا میں نے ان کے ساتھ بہت وقت لگایا ہے اور اب حضرت جی کی بیعت کا منظر دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ نبی ﷺ کے طریقوں سے مخالفت کرنے والی جماعت ہے۔ عربی نوجوان نے کہا میں ایک عرصہ سے اس فکر میں تھا کہ یہ لوگ کہتے کچھ ہیں

اور کرتے کچھ ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے ان کے ساتھ کئی ممالک کا سفر کیا ہے۔ ایک دن میں نے امیر سے پوچھا کہ یہ کروڑوں' اربوں روپے جو اس اجتماع اور سفر میں خرچ آتے ہیں کہاں سے آتے ہیں؟ تو وہ کہنے لگا بس اللہ کے دین کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ خود کرا رہا ہے۔ وہ عربی نوجوان کہتا ہے کہ میں نے کہا آپ مجھے بتائیں کہ رسول کریم ﷺ نے بھی دین کا کام کیا تھا؟ تو امیر نے کہا کہ ہاں کیوں نہیں۔ آپ نے سب سے زیادہ دین کا کام کیا ہے۔ عربی نوجوان نے سوال کیا کہ اخراجات کو پورا کرنے اور جہادی معاملات کو درست رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے چندے کی اپیل کی ہے۔ کیا آپ لوگ ان سے بڑھ کر دین کا کام کر رہے ہیں آپ کو چندے کی اپیل بھی نہیں کرنی پڑتی؟ تو امیر صاحب اس کے بعد شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے۔ اس عربی بھائی کا خیال تھا کہ یہودی ایجنٹ اس جماعت میں داخل ہو کر مال خرچ کر کے ان لوگوں کو جہاد سے پیچھے رہنے بلکہ مخالفت کے لیے تیار کرتے ہیں۔

۞ قارئین کرام! یہ لوگوں کی مختلف آراء تھیں جن سے کلی طور پر اتفاق نہیں کیا جا سکتا مگر ان میں بہت سی باتیں سوالیہ نشان ضرور بنی ہوئی ہیں۔ ثبوت کے طور پر حضرت جی کے بیٹے مولوی زبیر سے نوجوانوں کی گفتگو کو ایک مرتبہ پھر بغور پڑھیں اور مولانا پالن پوری اور دیگر مقررین کے ''بیانات'' پر غور کر کے فیصلہ جو بھی کریں ہمیں اس سے ضرور آگاہ کریں تاکہ ہم قارئین کی آراء سے آگاہ ہو سکیں اور اگر ہمیں غلط فہمی ہے تو اپنی اصلاح کر لیں۔

لوگ مولانا محمد زکریا کے ہاتھ کو ہاتھ لگانے کے لیے جھکتے:

۞ مولانا صبغت اللہ محمدی شیرانی صوبہ بلوچستان کے معروف عالم دین ہیں۔ احناف کی تنظیم اشاعت التوحید والسنہ کے عرصہ دراز تک ضلعی امیر رہے ہیں اور ایک عرصہ تک تبلیغی جماعت کے کام میں بھی دلچسپی اور تعاون رکھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تحقیق کے بعد اہلحدیث ہو گئے ہیں۔ تبلیغی اکابرین سے ملاقاتوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ میں نے تبلیغی جماعت کے بہت سے بزرگوں سے ملاقاتیں کی ہیں اور متعدد مرتبہ

رائیونڈ کے اجتماع میں بھی شریک ہوا ہوں۔ تبلیغی اکابرین سے مختلف موضوعات پر گفتگو بھی ہوتی رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے مولانا نے بتایا کہ ۱۹۷۷ء کی بات ہے' میں کراچی میں تھا' انہی دنوں مولانا زکریا مصنف ''فضائل اعمال'' سعودی عرب سے واپس آرہے تھے اور مختصر قیام کے بعد ہندوستان کا عزم تھا۔ میں بھی ملاقات کی غرض سے کراچی مکی مسجد جو کہ تبلیغی جماعت کا مرکز ہے وہاں پہنچا ہزاروں لوگ زیارت کے لیے جمع تھے عصر سے کچھ پہلے کا وقت تھا۔ مولانا زکریا کو ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا اور لوگوں سے کہا گیا کہ قطار بنالیں۔ اب لوگ اس قطار میں مولانا زکریا کی طرف چلتے جاتے ادھر مولانا کا بازو پکڑ کر دو نوجوان کھڑے تھے اب لوگ مولانا کے پاس پہنچ کر ان کے ہاتھ کو ہاتھ لگاتے اور ان کے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں اور ماتھے پر لگا کر جھکتے اور آگے بڑھ جاتے یہ منظر دیکھ کر مجھے سخت صدمہ ہوا کہ لوگ ان کے سامنے جھک رہے ہیں مگر مولانا کسی ایک کو بھی منع نہیں کر رہے۔ مولانا شیرانی کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر...... کہ لوگ مشرکین کی مشابہت میں جھک رہے ہیں اور مولوی صاحب خاموش ہیں۔ مولانا شیرانی کہتے ہیں کہ اس واقعے کے بعد مولانا محمد زکریا سے ملاقات کیے بغیر میں واپس آ گیا اور تبلیغی جماعت سے میرا قلبی تعلق ختم ہو گیا۔

قارئین کرام! تبلیغی بھائیوں اور بزرگوں کی جہاد مخالفت پالیسی پر ہم پریشان تھے مگر اس سے بڑھ کر ایک تعجب انگیز بات حضرت جی نے کہی ہے انہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

''نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا ہمارا کام نہیں'' ''حضرت جی'' کا اعلان''

مولانا انعام الحسن نے اپنی تقریر میں کہا...... ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہمارے کام نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کا ہے جن کے پاس سلطہ ہو' جن کے پاس سلطنت ہو' جس کے ہاتھ میں زور ہو' قوت ہو' ہمارے پاس یہ نہیں ہے۔ ہم اس کے مکلّف نہیں ہیں۔ ہمارے لیے تو دعوت ہے۔ دعوت کے اندر عرض ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں ہم نے عرضی پیش کی۔ دعوت کے اندر عرض ہے امر نہیں۔''

قارئین کرام! حضرت جی کا یہ دعویٰ قطعی طور پر بے بنیاد ہے۔ اس کے مردود ہونے کے

بے شمار دلائل موجود ہیں چند ایک پیش خدمت ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اہل ایمان کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''بہترین امت تم ہو جو لوگوں کے لیے نکالے گئے ہو تم لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔'' [آل عمرآن=۳:۱۱۰]

نبی ﷺ ممبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سے بہتر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ قاری قرآن' زیادہ پرہیز گار' زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا۔'' [مسند احمد]

نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے والے صالح لوگ ہیں' اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

''وہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کرنے کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں یہ لوگ صالح اور نیکوکار ہیں۔'' [آل عمران=۳:۱۱٤]

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ الخ۔'' [التوبۃ=۹:۷۱]

ان کے مقابلے میں منافقین کے بارے میں فرمایا:

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے میں سے ہیں وہ برائی کا حکم کرتے اور نیکی سے منع کرتے ہیں۔'' [التوبہ]

بھلائی کا حکم اور برائی سے نہ روکنے والے اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ٹھہرے'' داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی بنی اسرائیل ملعون قرار دیئے گئے اس لیے کہ وہ نافرمان اور حد سے بڑھ چکے تھے ان کی ایک صفت یہ بھی تھی۔

﴿ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴾[المائدہ=۵: ۷۹]

''وہ جو برے کام کر بیٹھے تھے ان سے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے واقعی ان کا

یہ فعل بہت برا تھا۔''

بنی اسرائیل میں جب نیک لوگ کسی برائی کو ہوتے دیکھتے تو اسے منع کرتے پھر آہستہ آہستہ وہ لوگوں کو برائی کرتا دیکھتے اور منع نہ کرتے۔ بلکہ ان کے ساتھ کھانے پینے اور ان کی مجالس میں شریک ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل یکساں کر دیئے اور قرآن میں ان پر لعنت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ خبردار جب تک تم گنہگار کا ہاتھ نہ پکڑو گے اور اسے گناہ سے ہٹا کر حق کی طرف نہ لاؤ گے تب تک اللہ تعالیٰ تمہیں معاف اور معذور نہ رکھے گا۔' یعنی یہ عذر نہ ہوگا کہ ہماری حکومت نہ تھی زور نہ تھا بلکہ جس طرح بھی بن پڑے اور جس تدبیر سے ہو اسے گناہ کے کاموں سے ہٹاؤ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس لعنت سے ڈرو جو بنی اسرائیل پر ہوئی۔[حديث التفاسير بحواله ترمذی]

برائی ہوتے دیکھی تو اسے روکو نبی ﷺ کی ہدایت:

« مَنْ رَاى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذَالِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَان »

'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے اسے ہاتھ سے روکے اگر طاقت نہ ہو زبان سے روکے اور اگر یہ بھی ہمت نہ ہو تو دل میں اس سے نفرت کرے اور برا جانے اور یہ شخص ایمان کے لحاظ سے سب سے زیادہ کمزور ہے۔''

۞ قارئین کرام! ان دلائل کے بعد ہم حضرت جی ان کے متعلقین، تبلیغی بزرگوں اور دوستوں کو آخرت کے خوفناک دن کی یاد دلاتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ'' اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے'' لہٰذا ان کو نہ بدلیں بلکہ خود بدل کر ان کے تابع ہو جائیں۔ شیطانی چالوں سے ہوشیار رہیں وہ ایسا خطرناک دشمن ہے جو مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے منصوبے بناتا رہتا ہے اور ان کی تکمیل کے لیے خوبصورت نقشے پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ آپ کی گفتگو اور گزشتہ تین سالہ رائیونڈ اجتماعات دیکھنے کے بعد میرا گمان حقیقت میں بدل چکا ہے کہ آپ اپنی سادگی اور اکابرین کی بے جا محبت میں

بہت دور جا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنے پروگرام' نظریات اور سالانہ اجتماع کی رسومات اور اپنے بیانات پر نظر ثانی کریں اور ان کو بدل کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے پاکیزہ طریقوں سے جڑ جائیں بہت نفع ہوگا ان شاء اللہ۔ اجتماع کے دوران بھی آپ کو تحریری خط میں چند مخلصانہ تجاویز عرض کی گئی تھیں۔ مصروفیات کی وجہ سے شاید آپ نے ان کو نہ پڑھا ہو اس لیے اصلاحی عرض سے ایک بار پھر آپ تک اور آپ کے متعلقین تک اس کتاب کے ذریعے پیغام حق پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

''شاید کے اتر جائے تیرے دل میں میری بات''

اجتماع 1995ء

نومبر ۱۹۹۵ء کی بات ہے رائیونڈ میں تبلیغی جماعت کا عالمی اجتماع شروع ہو چکا تھا اور اس مرتبہ میں اپنے آپ کو اس میں شرکت کے لیے بار بار آمادہ کرنے کی کوشش میں تھا حتی کہ آخری دن آ گیا تو پھر میں تیار ہو کر رائیونڈ اجتماع گاہ میں جا پہنچا۔

حضرت جی مولانا انعام الحسن کی وفات کے بعد یہ پہلا اجتماع تھا ان کی وفات کو اب تک پانچ ماہ سے زیادہ وقت گذر چکا تھا مگر ''حضرت جی'' کی جگہ تا حال خالی تھی اور کسی کو امیر نہیں بنایا گیا تھا تاہم کام چلانے کے لیے سہ رکنی کمیٹی بنائی گئی تھی جو حضرت جی کی جگہ کام چلا رہی تھی اس کمیٹی میں ''حضرت جی'' کے بیٹے مولانا زبیر اور بھتیجے مولانا سعد شریک تھے چنانچہ ان دونوں کو ملنے کا پروگرام بنایا...... مگر پہلے اجتماع گاہ کا جائزہ لیا۔ بزرگوں کے بیانات کی کیسٹیں خریدیں۔ اجتماع گاہ کے چاروں طرف تبلیغی جماعت کے زیر انتظام چلنے والے سٹالوں پر جا کر فضائل اعمال اور دیگر فضائل کی کتابوں کی فروخت اور مانگ کا حال معلوم کیا تو پتہ چلا کہ اس مرتبہ ''فضائل اعمال'' چھ لاکھ کی تعداد میں چھاپی گئی ہے۔ مرکزی سٹور پر تعینات ذمہ داروں سے دلچسپ

ملاقاتوں کے بعد ہم حویلی میں جا پہنچے اور گذشتہ سالوں کے برعکس اس مرتبہ ہم نے تبلیغی اکابرین کو جہاد کی کھلی دعوت پیش کی...... ایک کمرے میں مولانا زبیر موجود تھے...... ہم اندر داخل ہوئے سلام دعا اور مصافحہ کے بعد میں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے جہاد کی کھلی دعوت پیش کی اور کہا کہ آپ کچھ وقت جہاد کے لیے دیں...... ہمارے معسکر میں تشریف لائیں جہادی تربیت اور عسکری معاملات میں ہمارے ساتھ تعاون کریں...... مولانا زبیر نے کہا میرے پاس وقت نہیں ہے......

ہمارے ذمہ تو صرف پہنچانا تھا سو جہادی پیغام پہنچانے کے بعد ہم نے دوسرے کمرے کا رخ کیا جہاں مولانا سعد موجود تھے سلام دعا' مصافحہ اور تعارف کے بعد میں نے عرض کیا ہم جہاد کی دعوت لے کر حاضر ہوئے ہیں .... چند منٹ کے لیے علیحدہ بیٹھ کر کچھ ضروری باتیں جہادی حوالے سے ہو جائیں...... تاکہ امت میں جوڑ پیدا کرنے کے لیے کوئی لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے۔ اور اگر آپ کچھ وقت نکال کر ہمارے ہاں تشریف لائیں تو یہ زیادہ بہتر بات ہے تاکہ آپ کی ملاقات جہادی بزرگوں سے کرائی جا سکے اور آپ ان کے ساتھ مل بیٹھیں اور امت کو موجودہ پستی سے نکالنے اور کفار کے ظلم سے نجات دلانے کے لیے پروگرام طے کر کے حکمت کے ساتھ مجاہدین سے تعاون شروع کر سکیں......

مولانا سعد: آپ کل تشریف لائیں اس وقت میں مصروف ہوں۔

راقم الحروف: میں آپ کے فارغ ہونے کا انتظار کر لیتا ہوں کل آنا میرے لیے مشکل ہے۔

مولانا سعد: ٹھیک ہے آپ یہاں بیٹھیں پندرہ بیس منٹ تک فارغ ہو کر میں آتا ہوں......

ان کے جانے کے بعد ہم نے کمرے میں موجود بھائیوں سے جہادی گفتگو شروع کر دی...... اتنے میں ایک ایک دو دو آدمی آتے اور کمرے میں بیٹھتے گئے...... کچھ دیر بعد مولانا سعد بھی کھانا کھا کر واپس آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور کہا کہ بات کریں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

راقم الحروف: نے کہا ہم تو آپ سے علیحدہ بات کرنا چاہتے تھے......

مولانا سعد: کوئی بات نہیں ان بھائیوں کی موجودگی میں آپ اپنی بات کریں……
راقم الحروف: مولانا سعد اس جواب سے ہم نے اندازہ لگایا کہ ان لوگوں کو با قاعدہ بلا کر شریک مجلس کیا گیا ہے……

مولانا سعد کے کہنے پر میں اپنی بات شروع کرنا چاہتا تھا کہ……
اس دوران ایک بھائی نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے اور قدرے سخت لب ولہجہ میں کہا:
''کیا نام ہے تمہارا؟''

❁ ''عبیدالرحمٰن محمدی'' میں نے جواب دیا۔
⬅ ''تم وہی ہو جو ہمارے بزرگوں اور اجتماع کے خلاف مضمون لکھتے رہے ہو؟''
❁ ''جی ہاں میں وہی ہوں۔''
⬅ اب وہ بھائی سخت غصے میں آ کر کہنے لگے جاؤ اس مرتبہ بھی جو کچھ لکھنا ہے لکھ دو۔
❁ میں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیسٹیں آپ کے بزرگوں کے بیانات کی ہیں ان کو سنیں گے اور اگر لکھنے کی ضرورت ہوئی تو لکھیں گے اسی طرح آپ سے یہ ملاقات ہو رہی ہے کوئی خاص بات ہوئی تو وہ بھی لکھیں گے ان شاء اللہ۔
⬅ مولانا سعد نے مداخلت کرتے ہوئے کہا: ''بھائی آپ لوگ جہاد کا کام کر رہے ہیں وہ بھی ٹھیک ہے اور ہم دعوت کا کام کر رہے ہیں یہ بھی ٹھیک ہے آپ اپنا کام کریں ہم اپنا……
راقم الحروف: ''دین میں تو ایسی کوئی تقسیم نہیں کہ کچھ لوگ زندگی بھر صرف دعوت کا کام کرتے رہیں اور کچھ صرف جہاد میں لگے رہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ:

﴿اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ [البقرہ] ''دین میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔''

اس لیے آپ کو چاہئے کہ دعوت کے ساتھ ساتھ جہاد میں بھی حصہ لیں اور وقت نکال کر ہمارے بزرگوں سے ملیں۔
مولانا سعد: میرے پاس وقت نہیں ہے اس لیے آپ کے بزرگوں سے نہیں مل سکتا۔
میں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے معسکرات میں آتے اور جہاں کمزوری

دیکھتے اصلاح کے لیے مشورہ دیتے اور ہم اپنی اصلاح کر کے کام کو بہتر کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی طرح ہم آپ کے کام میں جہاں غلطی اور کمزوری دیکھتے اس کی نشاندہی کرتے اور آپ اپنی اصلاح کر کے کام کو صحیح سمت بڑھاتے اور یوں امت میں جوڑ پیدا کرنے کی منزل قریب آتی ...... ایک دوسرے کی اصلاح بھی خاموشی سے ہو جاتی ...... اگر آپ کے پاس وقت نہیں ہے تو پھر ہم نے گذشتہ سالوں میں آپ کے دعوتی عمل میں بعض سنگین غلطیاں دیکھی ہیں ان کی اصلاح کے لیے تجاویز مرتب کی ہیں وہ آپ تک پہنچانا چاہتے ہیں۔

مولانا سعد: ٹھیک ہے جو آپ کے پاس تجاویز ہیں آپ مولانا کو دے دیں یہ مجھے پہنچا دیں گے۔

راقم الحروف: یہ کون ہیں اور مجھے کہاں ملیں گے؟ میں نے وضاحت طلب انداز میں پوچھا۔

مولانا سعد: یہ مولانا طارق جمیل ہیں سب ان کو جانتے ہیں......

اب مجھے پتہ چلا کہ میرے ساتھ سخت لب ولہجہ میں بات کرنے والے مولانا طارق جمیل ہیں۔ اس گفتگو کے بعد میں نے اجازت لی اور کمرے سے باہر نکل آیا مگر میرا ساتھی کمرے میں ہی تھا...... اس نے بتایا کہ مولانا سعد نے کہا: ''اس سے بچو جتنی زیادہ باتیں کرو گے اتنے زیادہ پھنسو گے......'' اب میں وہاں سے رخصت ہوا اور رات گئے لاہور پہنچا۔ چند دن بعد حسب وعدہ تبلیغی جماعت کے مرکز بلال مسجد سنگھ پورہ لاہور میں مولانا طارق جمیل کے بارہ میں معلومات کے لیے جا پہنچا پتہ چلا کہ موصوف لاہور ڈیفنس کے علاقہ کی ایک بڑی مسجد میں جماعت کے ساتھ آئے ہوئے ہیں۔ میں نے موقعہ غنیمت جانا اور ان کے پاس جا پہنچا...... مسجد میں درس قرآن ہو رہا تھا مگر کچھ لوگ شرکاء درس سے الگ کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے اندازہ کر لیا کہ درس قرآن سے الگ بیٹھنے والے ضرور تبلیغی بھائی ہیں۔ میرا گمان صحیح ثابت ہوا اور واقعی یہ تبلیغی بھائی ہی تھے۔ مولانا طارق جمیل نے بھی پہچان لیا اور مجھے لے کر ایک کمرے میں آبیٹھے پھر تھوڑی ہی دیر میں یہ کمرہ تبلیغی بھائیوں سے بھر گیا......

میں نے دو کتابیں اور ایک کیسٹ مولانا طارق جمیل کے سامنے رکھ دیں اور کہا کہ حسب وعدہ آپ یہ امانت مولانا سعد تک پہنچا دیں۔ میں نے وضاحت کرتے ہوئے انہیں بتایا

کہ (۱) کیسٹ میں امیر محترم حافظ محمد سعید کا وہ خطاب ہے جو انہوں نے مجاہدین کے عالمی اجتماع منعقدہ ۹۴ء مرید کے میں کیا تھا۔

(۲) یہ کتاب ''ہم جہاد کیوں کر رہے ہیں'' محترم حافظ عبدالسلام بن محمد کی ہے جس کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں امت کو جہاد کی دعوت دی گئی ہے۔

(۳) تیسری کتاب ''تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ'' جسے عاجز (عبیدالرحمٰن محمدی) نے مرتب کیا ہے اور اسی میں تبلیغی بھائیوں کو تجاویز اور مشورے دیئے گئے ہیں اور تبلیغی جماعت کی بعض غلطیوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے جو حاضر خدمت ہے اور آپ یہ امانت مولانا سعد تک پہنچا دیں۔

⇐ مولانا طارق جمیل نے کیسٹ کے متعلق کہا اس کو سنیں گے۔ ''ہم جہاد کیوں کر رہے ہیں'' کے بارے میں کہا یہ دیکھی ہوئی ہے۔ ''تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ'' اس کتاب کو اٹھایا الٹ پلٹ کرتے ہوئے میری طرف اس کو پھینک دیا اور کہا:

⇐ ''یہ تو کوڑے کا ڈھیر ہے۔''

❀ میں نے جواباً کہا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں نے یہ کتاب اس امید پر مرتب کی ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میری نجات فرما دے۔ میں نے مزید کہا کہ:

اس پوری کتاب سے کوئی ایک واقعہ دکھائیں جو خلاف حقیقت ہو...... اگر آپ کوئی ایسی بات ثابت کر دیں جو بزرگوں کی طرف غلط منسوب کر دی گئی ہو تو میں تبلیغی کارکنوں اور بزرگوں کی دل ازاری پر معذرت کروں گا ان شاء اللہ۔

مگر آپ اس کتاب میں سے ایک بات بھی خلاف حقیقت نہیں پائیں گے۔ ان شاء اللہ یہ لیں کتاب اور اس میں سے ایسی کوئی بات دکھائیں جس کی بنیاد پر آپ نے اس کو کوڑے کو کا ڈھیر کہا ہے۔

مولانا طارق جمیل نے کتاب لے لی اور اس کی ورق گردانی شروع کر دی...... تلاش بسیار کے بعد کہا یہ لو تمہاری گستاخی تم نے مولانا سعید خان کی گستاخی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''ان کا کاشتکارانہ جواب سن کر مجھے حدیث رسول یاد آ گئی یہ گستاخی نہیں؟ تم کل کے بچے ہو جتنی تمہاری عمر ہے اس سے کہیں زیادہ عرصہ مولانا سعید خان نے دین کی خدمت کی ہے تم کل کے چھوکرے ہو...... پھر انہوں نے ایسی بہت سی باتیں کیں جن کو یہاں لکھا نہیں جا سکتا۔

میں نے ان کی ساری باتیں خندہ پیشانی سے سنیں اور کہا مولانا سعید خان صاحب کی بزرگی اور خدمت دین کا معاملہ اپنی جگہ ہمارے سوالات کے جواب میں انہوں نے خود کہا تھا کہ ''میں تو صرف کاشتکار ہوں۔''

اس میں گستاخی کی بات کونسی ہے؟

میں نے مزید کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جو کچھ آپ کو دیا جائے گا مولانا سعد تک آپ پہنچا دیں گے......اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے:

﴿ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴾

''یہ دونوں کتابیں اور کیسٹ حسب وعدہ مولانا سعد تک پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے......''

مولانا طارق جمیل نے کہا ٹھیک ہے میں یہ امانت پہنچا دوں گا...... ویسے تم نے اس کتاب میں بزرگوں کی بہت زیادہ گستاخی کی ہے......

بارہ دن تک ساری نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں مولانا طارق جمیل کا دعویٰ:

میں نے کہا: ''اگر آپ ٹھنڈے دل سے میری گذارش کو سننا پسند کریں تو میں کچھ عرض کرسکتا ہوں؟

مولانا طارق جمیل: ''بات کریں ہم سن لیتے ہیں۔''

راقم الحروف: ''فضائل اعمال کے اس دعویٰ کا آپ کیا جواب دیں گے کہ فضائل اعمال میں ایک واقعہ لکھا ہوا کچھ اس طرح موجود ہے:

''ایک سید صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک وضو سے ساری نماز پڑھیں اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔'' [فضائل اعمال=رحمانیہ ۳۸٤ 'فیضی: ۳٦۰ 'قدیمی ۲٦٤ ؛' عبد الرحیم:۲۳۸ 'خواجہ محمد اسلام:٦٤ ' مدنیہ: ۲٦٤ 'مدینہ:٦٤]

بتایئے! واقعی یہ بزرگی کی علامت ہے اور کیا یہ واقعہ سچا ہے؟۔

مولانا طارق جمیل: ''یہ واقعہ درست ہے اور بارہ دن تک ایک وضو سے ساری نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح پندرہ برس تک نہ لیٹنے کی بات بھی درست ہے۔ کیونکہ موجودہ دور میں ''یوگا''

کی مدد سے لمبی مدت تک ہندو اور بدھ مت ایسے اعمال کر سکتے ہیں تو بزرگوں پر اعتراض کیوں......؟

راقم الحروف: ''ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ'' اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی کریم ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے۔'' دوسرے طرف آپ ہندوؤں اور بدھوں کی جاہلانہ پوجا پاٹ کو بطور دلیل پیش کر رہے ہیں بڑی حیرت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی کریم ﷺ کے طریقوں میں کامیابی کا دعویٰ کہاں گیا؟ بہت بڑا تضاد ہے یہ تو......

دوسری بات یہ بھی واضح ہوگئی کہ ابھی ابھی آپ مجھے بزرگوں کا گستاخ ثابت کر رہے تھے جبکہ گستاخ تو آپ ثابت ہوئے ہیں کہ بزرگوں کے اعمال کے لیے دلیل ہندوؤں اور بدھوں کے طریقہ عبادت سے پیش کر رہے ہیں...... اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

مولانا طارق جمیل ایک مرتبہ پھر غصے میں آ کر خوب برسے اور ''تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ'' کتاب واپس کرتے ہوئے گویا ہوئے کہ تمہیں سمجھانا بہت مشکل ہے۔ یہ لو اپنا ''کوڑے کا ڈھیر'' واپس لے جاؤ مولانا سعد تک ایسی کتاب میں نہیں پہنچا سکتا۔

اجنبی بزرگ کی مداخلت:

ایک عمر رسیدہ بزرگ جو یہ ساری گفتگو بڑی توجہ سے سن رہے تھے مولانا طارق جمیل کو مخاطب کرتے ہوئے بولے:

''میں نے آپ کی بات سنی ہے اور راقم الحروف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کی بھی بات سنی ہے یہ بھائی قرآنی آیات پیش کرتا رہا ہے اور آپ نے کئی دفعہ اس کو بے عزت کیا ہے آپ لوگ ایک جاہل آدمی کو بیان کے لیے کھڑا کرتے ہیں تو سب کان لگا کر اس کی بات سنتے ہیں اور یہ شخص قرآن پڑھتا رہا ہے تو آپ نے اس کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کیا ہے مجھے آپ کے رویے پر سخت افسوس ہوا ہے۔

بابا جی نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب جو مولانا طارق جمیل نے نہیں لی قیمتاً مجھے دے دیں...... چنانچہ میں نے بابا جی سے اس لیے قیمت لے لی تا کہ مولانا

طارق جمیل دیکھ لیں کہ جو کتاب وہ مفت لینے کے لیے تیار نہیں تھے وہی کتاب ان کے سامنے ایک شخص نے قیمتاً لے لی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت میرے لیے تھی۔

مولانا طارق جمیل نے یہ منظر دیکھا تو باباجی سے کہا: ''کہ تم تو اسی کے ساتھی ہو......''

باباجی نے کہا: ''پہلے تو آپ کے ساتھ تھا مگر آج کے بعد اسی کا ساتھی ہوں......''

عمر رسیدہ سفید ریش بزرگ کی زبان سے یہ بات سن کر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر مولانا طارق جمیل سے رخصت ہو کر واپس آ گیا۔

قارئین کرام! اب تک کی تمام گفتگو اور تفصیل تو صرف رائیونڈ اجتماعات ۹۱ تا ۹۵ سے متعلق تھی آئندہ صفحات میں ہم فضائل اعمال پر گفتگو کریں گے اور اس میں سے خلاف حقیقت اور قرآن وحدیث کے خلاف واقعات پر بحث کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ آیئے فضائل اعمال کے مصنف کے حالات زندگی پر مختصر نظر ڈالتے ہیں۔

مولانا محمد زکریا بن مولانا محمد یحییٰ:

- مولانا محمد زکریا کی ولادت رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ پہلا نام محمد موسیٰ معروف نام محمد زکریا ہے۔ابتدائی تعلیم گنگوہ اور پھر سہارن پور میں بقیہ تعلیم مکمل کی۔
- مظاہر العلوم سہارن پور میں ۱۳۳۵ھ میں بطور مدرس پندرہ روپے تنخواہ پر کام شروع کیا۔
- چھ مرتبہ حجاز مقدس کا سفر کیا اور ۱۹۷۳ء میں مدینہ منورہ میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔
- پہلی بیوی کے فوت ہو جانے کے بعد دوسرا نکاح کیا۔

ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہوئیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) محمد طلحہ...... (۲) زکیہ زوجہ مولانا محمد یوسف امیر ثانی تبلیغی جماعت...... (۳) ذاکرہ' زوجہ مولانا انعام الحسن موجودہ امیر تبلیغی جماعت...... (۴) شاکرہ' زوجہ مولوی احمد حسن...... (۵) راشدہ' زوجہ مولوی سعید الرحمٰن...... (۶) شاہدہ' زوجہ حکیم محمد الیاس۔ ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں مولانا گنگوہی کے قریب دفن کیے گئے۔

مولانا نے مجموعی طور پر ۱۲۷ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جن میں سے ایک فضائل اعمال ہے اور ہم آئندہ صفحات میں اس کتاب پر تفصیلی گفتگو کریں گے۔ ان شاء اللہ

فضائل اعمال پر گفتگو کرنے سے پہلے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

علم غیب:

"علم غیب" یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور قرآن میں اس کی کھلے لفظوں میں وضاحت کردی گئی ہے:

﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُبِيْنٍ﴾ [الانعام=٦٠:٥٩]

''غیب کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا مگر وہی اور وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور پانی (سمندروں اور دریاؤں) میں ہے اور کوئی ''پتا'' حرکت نہیں کرتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں یا کسی خشکی یا تری میں ہو تو وہ اس کو بھی جانتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ پر نبی ﷺ کو اپنے متعلق عالم غیب کی نفی کرنے کا حکم فرمایا

﴿قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَ لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مِلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ﴾ [انعام=٦:٥٠]

''کہہ دیجئے! میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور میں وحی کے سوا کسی (اور) چیز کی پیروی نہیں کرتا۔''

جبکہ تبلیغی جماعت اپنے بزرگوں کی بابت غیب دانی کی دعویدار ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

فضائل اعمال کے عقائد

امام صاحب جھڑتے گناہ دیکھ لیتے تھے:

➲ جو لوگ اہل کشف ہوتے ہیں ان کو گناہوں کا زائل ہو جانا محسوس ہو جاتا ہے چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ مشہور ہے کہ وضو کا پانی گرتے ہوئے یہ محسوس فرما لیتے تھے کہ کون سا گناہ اس میں دھل رہا ہے۔ [فضائل اعمال=رحمانیہ: ۳۳۰ 'فیضی: ۳۰٤ 'قدیمی: ۲۰۸ 'عبد الرحیم: ۱۸۸ 'خواجه محمد اسلام: ۱٤ 'مدنیه: ۲۰۰ 'مدینه ۸]

(رضی اللہ عنہ یہ اصطلاح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے مناسب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکے متعلق ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ فرمایا ہے۔'' جبکہ فضائل اعمال میں امام ابو حنیفہ کے

متعلق رضی اللہ عنہ کی اصطلاح استعمال کی گئی۔اسی طرح امام اعظم کا معنی ہے سب سے بڑا امام...... اس منصب کے حقدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ آپ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی ہے۔اس قصے کی مزید تفصیل اس طرح ہے۔

امام ابوحنیفہ کو یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیر، مکروہ فعل ہے یا خلاف اولیٰ۔ جیسا کہ حسی چیزیں نظر آیا کرتی ہیں اسی طرح یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ

ایک دفعہ کوفہ کی جامع مسجد میں وضوخانہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک جوان وضو کر رہا تھا اس کے وضو کا پانی گرتے ہوئے آپ نے دیکھا......اس کو چپکے سے نصیحت فرمائی کہ بیٹا والدین کی نافرمانی سے توبہ کرلے اس نے توبہ کر لی۔

ایک دوسرے شخص کو دیکھا تو اسکو نصیحت فرمائی کہ بھائی زنا نہ کیا کر بہت برا عیب ہے۔ اس وقت اس نے بھی زنا سے توبہ کی۔

ایک اور شخص کو دیکھا کہ شراب خوری اور لہو ولعب کا پانی گر رہا ہے اس کو بھی نصیحت فرمائی اس نے بھی توبہ کی۔الغرض اس کے بعد امام صاحب نے اللہ جل جلالہ سے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ اس چیز کو مجھ سے دور فرما دے کہ میں لوگوں کی برائیوں پر مطلع ہونا نہیں چاہتا۔حق تعالیٰ شانہ نے دعا قبول فرمائی اور یہ چیز زائل ہوگئی۔[فضائل اعمال=رحمانیه: ٦٤٨'فیضی: ٥٦٠ 'قدیمی: ٤٦٦ 'عبد الرحیم: ٤١١ 'خواجه محمد اسلام: ١٥٠'مدنیه: ٤٦٦ 'مدینه ١٤٩]

❀ فضائل اعمال کے دو مختلف مقامات میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے یہ قصہ لکھا گیا ہے۔اگر اسکا بغور جائزہ لیا جائے تو کئی ایک عقیدے کی خرابیوں کے علاوہ امام صاحب کی توہین کا پہلو بھی اس میں موجود ہے۔

غور فرمایئے !!!:

❀ امام صاحب جھڑتے گناہوں کو دیکھ کر لوگوں کو نصیحت فرماتے اور لوگ اپنی اصلاح کر لیتے۔یہ ایک نفع بخش کام تھا جسے جاری رہنا چاہیے تھا۔مگر امام صاحب نے اس کو پسند نہ کیا۔

- جھڑتے گناہوں کو دیکھنا یہ امام صاحب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام بھی تھا۔
- مگر امام صاحب نے کفران نعمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کہہ دیا کہ یہ اپنی نعمت واپس لے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ یہ کتنی بڑی گستاخی ہے خود سوچ لیں؟
- اب لوگوں کی اصلاح کا یہ سلسلہ نعمت کے واپس ہوتے ہی ختم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور صلحاء کی یہ صفت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور زیادہ انعامات عطا فرماتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے:

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْد ﴾ [ابراهيم= ١٤: ٧]

''اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم کفر کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔''

- سوچیئے ! جھڑتے گناہ دیکھ لینا اگر یہ نعمت تھی تو واپس کیوں کی؟؟ اور اگر لوگوں کی اصلاح ہو رہی تھی تو اسے چھوڑا کیوں؟ اور اگر یہ نعمت نہیں تھی تو پھر اس کو کرامت بنا کر ''فضائل اعمال'' میں کیوں لکھ دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات صریحاً غلط ہے اور اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ یہ اعزاز کسی صحابی کو نہیں ملا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کو کبھی جھڑتے گناہ نظر آئے۔

غزوہ ''بنی المصطلق'' سے واپسی پر ایک مہاجر اور انصاری میں جھگڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں صلح کرا دی۔ مگر عبداللہ بن ابی منافق نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور مہاجرین اور انصاری کو بھڑکا کر فتنہ پیدا کرنا چاہا اور کہا کہ یہ ذلیل مہاجر اب معززین مدینہ کو تنگ کرنے لگے ہیں ہم مدینہ پہنچ کر ان ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ جو کم عمر مگر بہت غیور تھے۔ انہوں نے یہ گفتگو رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی۔ عبداللہ بن ابی نے قسمیں کھائیں اور نبی ﷺ کو یقین دلایا کہ ایسی کوئی بات میں نے نہیں کہی۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی قسموں کی وجہ سے کہا کہ زید کم عمر ہیں اور ہو سکتا ہے کہ بات کو سمجھ نہ سکے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ پریشان تھے کہ سچا ہونے کے

باوجود رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی نگاہ میں میری حیثیت خراب ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرما کر سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی سچائی اور عبداللہ بن ابی کے جھوٹے ہونے کا اعلان کردیا۔

یہ سورہ منافقون کی آیت نمبر ۸ ہے اور اس کی تفصیل کتب احادیث میں بھی موجود ہے۔ عبداللہ بن ابی اور سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی نبی ﷺ کے سامنے وضو کرتے رہے۔ ان میں سے ایک سچا تھا اور دوسرا منافق جھوٹا تھا۔ رسول ﷺ کو ان میں سے کسی کے وضو سے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ مگر فضائل اعمال میں یہ مقام امام ابوحنیفہ کو دے دیا گیا۔

فضائل اعمال میں ایک اور خلاف حقیقت واقعہ:

⬅ صوفیاء کو بھی اکثر یہ چیز مجاہدوں (مشقت کی عبادتوں) کی کثرت سے حاصل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ جمادات اور حیوانات کی تسبیح' ان کا کلام اور ان کی گفتگو سمجھ لیتے ہیں۔ محققین مشائخ کے نزدیک چونکہ یہ چیز نہ دلیل کمال ہے نہ موجب قرب جو بھی اس قسم کے مجاہدے کرتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے خواہ اسے حق تعالیٰ شانہ کا قرب حاصل ہو یا نہ۔ [فضائل اعمال=رحمانیه:٦٤٨ 'فیضی:٥٦١ 'قدیمی:٤٦٥ 'عبد الرحیم:٤١٠ 'خواجه محمد اسلام:١٤٩ 'مدنیه:٤٦٦ 'مدینه ١٥٠]

۞ قارئین محترم! غور فرمائیں یہ عقیدہ ہے مولانا محمد زکریا کا اور تبلیغ والے پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سناتے پھرتے ہیں۔ جو بھی اس قسم کے مجاہدے کرے وہ حیوانات کی بولی سمجھ سکتا ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے مقرب بھی حاصل کر سکتے ہیں اور نافرمان بھی۔ یہ چیز کمال کی دلیل بھی نہیں۔ مگر فضائل اعمال کی زینت بھی ہے...... کیا خوب فضیلت ہے؟؟؟

جمادات وحیوانات کے متعلق اسلامی تعلیمات:

۞ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے بطور معجزہ یا کرامت حیوانات و جمادات کی تسبیح بتادے یا سنادے مگر یہ چیز ان کے اختیار میں ہرگز نہیں ہوتی کہ مجاہدے کرنے والے جب

چاہیں وہ سن لیں۔ جیسا کہ ہم یہ بات درج ذیل سچے واقعے سے ثابت کر رہے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ:

غزوہ بنی المصطلق میں دوران سفر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تلاش میں صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا: ''قریب ہی گم شدہ ''ہار'' اونٹ کے نیچے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا ہوگا...... نہ صحابہ نے اس کے ذکر کی آواز سنی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہو سکا۔

سارا قافلہ پریشان تھا' نماز کا وقت ہو چکا تھا' قریب کہیں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ اب لوگ باتیں کرنے لگے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی غفلت کی وجہ سے سارا قافلہ پریشان ہے ادھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی باتیں سن سن کر مزید پریشان ہو رہے تھے اور غصہ بڑھ رہا تھا۔ بیٹی کے پاس اسی عالم میں پہنچے خوب ڈانٹا۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوکھ میں (مکہ) مارا...... اتنے میں جبرائیل علیہ السلام تیمم کے احکام لے کر اترے اور اللہ تعالیٰ کا حکم نبی ﷺ کا پہنچایا کہ:

❀ جب تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں اور تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کر لو۔'' [مائدہ=٦:٦] (تفصیل کے لیے دیکھئے [بخاری کتاب التفسیر]

❀ قارئین کرام! آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا صوفیاء...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجاہدے کرتے ہیں کہ یہ صوفی تو جمادات کی بولی سمجھ لیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی زندگیاں ہی میدان جہاد میں گزر گئیں وہ جمادات کی بولی نہ سمجھ سکے بتایئے تبلیغی بھائیوں کے نزدیک فضیلت اور شان کس کی ثابت ہوئی۔ صوفیاء کی یا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی؟؟؟

روٹی کی کہانی فضائل اعمال کی زبانی:

⬅ شیخ ابوالخیر اقطع فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ میں آیا...... پانچ دن وہاں قیام کیا۔ کچھ مجھ کو ذوق و لطف حاصل نہ ہوا۔ میں قبر شریف کے پاس حاضر ہوا اور جناب رسول خدا اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کیا اور عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ! آج میں آپ کا مہمان

ہوں پھر وہاں سے ہٹ کر منبر کے پیچھے سو گیا۔خواب میں حضور سرور عالم ﷺ کو دیکھا۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے داہنی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں جانب تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کے آگے تھے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ہلایا اور فرمایا کہ اٹھ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان چوما حضور ﷺ نے مجھ کو ایک روٹی عنایت فرمائی۔ میں نے آدھی کھائی اور جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:۷۹۷ 'قدیمی:۸۳۵ 'عبد الرحیم:۷۳٤ 'خواجہ محمد اسلام:۱۱]

روٹی لے کر نبی ﷺ کی روح آسمان سے اتری:

⬅ شاہ ولی اللہ اپنے یا اپنے والد کے متعلق لکھتے ہیں کہ ایک روز مجھے بہت ہی بھوک لگی (نامعلوم کتنے روز کا فاقہ ہوگا) میں نے اللہ جل شانہ سے دعا کی تو میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کی روح مقدس آسمان سے اتری اور حضور ﷺ کے ساتھ ایک روٹی تھی گویا اللہ جل شانہ نے حضور ﷺ کو ارشاد فرمایا تھا کہ یہ روٹی مجھے مرحمت فرمائیں۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:۷۹۷ 'قدیمی: ۸۳۵'عبد الرحیم:۷۳٤ 'خواجہ محمد اسلام:۱۱۲'مدنیہ:۸۳۵ 'مدینہ:۱۰٦]

⬅ ایک بھوکے کو حضور ﷺ نے دودھ کا پیالہ بھیجا۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:۷۹۷ قدیمی:۸۳۵ 'عبد الرحیم:۷۳٤ 'خواجہ محمد اسلام:۱۱۲ 'مدنیہ:۸۳۵ 'مدینہ۱۰٦]

⬅ ایک اور قصے میں لکھا ہے کہ بھوکے شاہ جی کو حضور ﷺ نے خواب میں روٹی دی جاگنے پر زعفران کی خوشبو آرہی تھی۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:۷۹۹ 'قدیمی:۸۳٦ 'عبد الرحیم:۷۳۵ 'خواجہ محمد اسلام:۱۱۳ 'مدنیہ:۸۳٦ 'مدینہ۱۰۷]

⬅ ایک قصہ اس طرح لکھا ہوا ہے کہ شاہ جی بیمار ہو گئے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا: ''بیٹے کیسی طبیعت ہے اس کے بعد شفا کی بشارت عطا فرمائی اور اپنی داڑھی مبارک میں سے دو بال عطا فرمائے میری اسی وقت صحت ٹھیک ہوگئی اور جب میری آنکھ کھلی تو دونوں بال میرے ہاتھ میں تھے۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:۷۹۸ 'قدیمی:۸۳۵ 'عبد

الرحیم: ۷۳٤ 'خواجه محمد اسلام: ۱۱۲ 'مدنیه: ۸۳۵ 'مدینه۱۰٦]

➲ ان واقعات کولکھ کر مولانا زکریا مزید کہتے ہیں کہ جب اکابر صوفیا کی توجہات معروف و متواتر ہیں تو پھر سید الاولین و الاخرین کی توجہ کا کیا پوچھنا ۔[**فضائل اعمال**=رحمانیه: ۷۹۷' قدیمی: ۸۳٤' عبد الرحیم: ۷۳۳' خواجه:۱۱۲]

قارئین کرام توجہ فرمائیں:

❁ ان واقعات میں قبر والوں سے سوال کرنے کی خوب ترغیب دی گئی ہے۔ سماع موتیٰ کے عقیدے کی دعوت پیش کی گئی ہے۔ اب ہم قرآن و سنت کی روشنی میں اس باطل عقیدے کی تردید کے لیے دلائل پیش کرتے ہیں۔

سماع موتیٰ کا عقیدہ شرک کی طرف کھلنے والا چور دروازہ ہے۔ جسے تبلیغی بزرگوں نے فضائل اعمال کے ذریعے کھولا ہوا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیروں سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔''

مگر یہاں اس دعویٰ کی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی ہے ان کے عقیدے کے مطابق:

➲ نبی ﷺ اپنی قبر پر آنے والے ضرورت مندوں کی ضرورت کو جانتے اور ضرورتیں پوری بھی کرتے ہیں۔

➲ (اگر قبر مبارک میں راشن کی کمی ہو جائے تو) روح مبارک آسمان کا چکر لگا کر سائل کی ضرورت کا سامان خوراک پہنچاتی ہے اور سائل جاگتے جاگتے یہ سب منظر دیکھ رہا ہوتا ہے۔

➲ خواب میں داڑھی کے بال دیئے تو جاگنے پر ہاتھ میں موجود تھے۔

➲ خواب میں روٹی دی تو جاگنے پر وہ بھی ہاتھ میں موجود تھی۔

روزی دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾[العنکبوت=۲۹:۱۷]

''اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہیں روزی دینے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ رزق اللہ تعالیٰ کے پاس تلاش کرو اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو۔ کیونکہ پلٹ کر اسی کی طرف جانا ہے۔''

بھوک میں صرف اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے:

﴿ وَالَّذِیْ یطعمنی وَ یسقین وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْن﴾

[الشعراء=٢٦: ٧٩، ٨٠]

''(ابراہیم علیہ السلام نے کہا) اور وہی اللہ تعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں شفا بھی وہی عطا کرتا ہے۔''

﴿ اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَهٗ ﴾ [ملك=٦٧: ٢١]

''اگر اللہ تعالیٰ رزق روک لے تو کوئی ہے جو تم کو روزی دے سکے۔''

ایک اور آیت میں یہ الفاظ ہیں:

﴿ ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ﴾ [فاطر=٣٥: ٣]

''کیا کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا ہے جو پیدا کرے اور تمہیں زمین و آسمان سے رزق بھی دے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو مشرکین مدد کے لیے پکارتے ہیں وہ گٹھلی پر موجود چھلکے کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔''

بھائیو! یہ ہے اسلامی عقیدہ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پکارنے والے کی پکار، ضرورتمندوں کی ضرورتیں، بھوکوں کو رزق، بیماروں کو شفاء، صرف اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اس کے علاوہ کوئی نبی ولی، قبر میں پکارنے والے کی پکار نہیں سن سکتے۔ اگر بالفرض سن بھی لیں تو مدد نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اپنی ضرورتیں لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرنا چاہیے نہ کہ بے اختیار قبر والوں کے پاس۔ (قبر کسی نبی کی ہو یا کسی ولی کی)

بھائیو! فضائل اعمال میں اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں۔ یہاں ہم نے صرف چند کو مثال کے طور پر بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ ایسے مشرکانہ عقیدے سے بچائے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ [آمین]

فضائل اعمال میں سیدنا عثمانؓ کی گستاخی:

⬅ فضائل اعمال میں ایک طویل قصہ لکھا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ خواب میں نبی ﷺ نے ایک بھوکے بزرگ کو روٹی دی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہدیہ مشترکہ'' تو بھوکے بزرگ نے روٹی ان کو پیش کی ایک ٹکڑا انہوں نے لے لیا۔ اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اور ٹکڑا لے لیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جب ''ہدیہ مشترکہ'' کہا۔ تو بھوکے بزرگ نے کہا کہ اگر یہ سب کے لئے مشترکہ ہے تو پھر میرے لیے کیا بچے گا۔ اس قصے کی مزید وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ:

''وہ کہتا ہے کہ شیخین سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو میں نے روٹی پیش کر دی مگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو انکار کر دیا اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سلسلہ نسب ملتا تھا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سلسلہ سلوک ملتا تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے انکار کی جرأت ہو گئی۔ [فضائل اعمال= رحمانیه:۷۹۸ 'قدیمی:۸۳۵ 'عبد الرحیم:۷۳٤ 'خواجه محمد اسلام:۱۱۲ 'مدنیه:۸۳۵ 'مدینه۱۰۶]

غور کیجئے! نبی ﷺ نے حسب نسب پر فخر سے منع فرما دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں الگ الگ کوئی سلسلہ نہ تھا وہ صرف اللہ کے بندے اور نبی ﷺ کے فرمانبردار تھے۔ ان میں آپس میں کوئی تفریق نہ تھی۔ یہ الگ الگ سلسلوں والی بدعتیں مفسدین نے ایجاد کیں اور تبلیغی بھائیوں نے اسے اجر و ثواب کا نام دے دیا۔ بھائیو! یہ ہے فضائل اعمال جس کو پڑھ پڑھ کر سنایا جا رہا ہے۔ بتائیے! اس کتاب کو پڑھ کر عقائد کی اصلاح ہو گی یا بربادی؟ اس کو پڑھ کر لوگ نبی ﷺ کے طریقوں پر چلیں گے یا بدعات کی راہ پر اس کتاب کو پڑھ کر روزی اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے یا قبر والوں سے؟؟؟

نبی ﷺ نے رخسار پر بوسہ دیا......گھبرا کر اُٹھ بیٹھا:

ایک صالح مرد نے معمول مقرر کر رکھا تھا کہ ہر رات کو سوتے وقت درود بعدد معیّن پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور تمام گھر روشن ہوگیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ منہ لاؤ جو...... درود پڑھتا ہے میں اس کو چوموں'' مجھے اس سے شرم آئی کہ میں آپ کے دھن مبارک کی طرف منہ کروں تو میں نے ادھر سے اپنا منہ پھیر لیا تو پھر حضور ﷺ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا۔ گھبرا کر میری آنکھ کھلی۔ میری بیوی جو میرے پاس پڑی ہوئی تھی اس کی بھی آنکھ کھل گئی۔ سارا بالا خانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور مشک کی خوشبو میرے رخسار سے آٹھ دن تک آتی رہی۔

[**فضائل اعمال** = رحمانیہ:۷۸٦'قدیمی : ۸۲٤' رحیم:۷۲۳' خواجہ:۱۰۱]

غور فرمایئے۔ اگر خواب ہوتا تو شاید قابل تسلیم ہوتا مگر یہاں تو ہفتہ بھر رخسار سے خوشبو بھی آتی رہی جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ بذات خود تشریف لائے تھے۔ العیاذ باللہ

مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا جس میں فتنہ ہوگا:

۞ قارئین گرامی! اب تک ہم نے خواب کی باتیں فضائل اعمال سے پیش کیں آیئے! اب ہم آپکو ایسے چند واقعات سے باخبر کر رہے ہیں جو حالت بیداری میں وقوع پذیر ہوئے۔

⊂ مولانا جامی نے ایک نعت لکھی۔ ایک مرتبہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو ان کا ارادہ یہ تھا روضہ اقدس کے پاس کھڑے ہو کر اس نظم کو پڑھیں گے۔ جب حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ نے خواب میں دیکھا حضور اقدس ﷺ ان کو یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اس (جامی) کو مدینہ نہ آنے دیں امیر مکہ نے ممانعت کر دی مگر ان پر جذب و شوق اس قدر غالب تھا کہ یہ چھپ کر مدینہ کی طرف چل دیئے امیر مکہ نے دوبارہ خواب دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ آ رہا ہے اس کو یہاں نہ آنے دو۔ امیر نے آدمی دوڑائے

اور ان کو راستہ سے پکڑوا کر بلایا۔ ان پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اس پر امیر مکہ کو تیسری مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ کوئی مجرم نہیں۔ بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آ کر میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا جس میں فتنہ ہوگا اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا اور بہت اعزاز واکرام کیا گیا۔ [**فضائل اعمال**=رحمانیه:۸۰۳ 'قدیمی:۸٤۱' عبد الرحیم:۷۳۹ 'خواجه محمد اسلام:۱۱۷ 'مدنیه:۸٤۱ 'مدینه۱۱۱]

قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلا:

سید احمد رفاعی مشہور اکابر بزرگ صوفیا میں سے ہیں۔ ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں وہ زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے۔ تو دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔ [**فضائل اعمال**=رحمانیه:۸۰۳ 'قدیمی:۸٤۱ 'عبد الرحیم:۷۳۹ 'خواجه محمد اسلام:۱۱۷ 'مدنیه:۸٤٤ 'مدینه ۱۱٤]

قارئین کرام! حالت بیداری میں پیش کئے گئے یہ جھوٹے قصے انتہائی شرکیہ ہیں۔

۱۔ قبر مبارک میں آپ ﷺ نے جامی کی نعت اور اس کے ارادوں کو جان لیا۔

۲۔ امیر مکہ سے تین دفعہ مل کر اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔

۳۔ اور فرمایا: ''اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا جس میں فتنہ ہوگا۔'' **(العیاذ بالله)**

۴۔ سید رفاعی کے دو شعروں کو آپ ﷺ نے سن لیا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ قبر سے باہر نکالا۔

۵۔ اس مرتبہ ہاتھ نکلنے میں کوئی فتنہ نہیں تھا۔

۶۔ سید رفاعی کے ارادے کو آپ نہ جان سکے اور وہ چپکے چپکے قبر شریف تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ورنہ آپ امیر مکہ سے مل کر ان کو بھی مدینہ آنے سے روک دیتے۔

جامی کے اشعار کیا تھے؟:

وہ اشعار کیا تھے جن کو جامی قبر مبارک پر کھڑا ہو کر پڑھنا چاہتے تھے اور اگر کسی طریقے

سے یہ بزرگ قبر مبارک تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے تو نبی ﷺ کو ہاتھ نکال کر مصافحہ کرنا پڑتا۔ فضائل میں لکھا ہے کہ یہ بتیس اشعار تھے جن کا پہلا شعر اس طرح ہے:

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

ان اشعار کا ترجمہ اسعد اللہ نے کیا ہے اور وہ بھی فضائل اعمال کی زینت ہے اس پہلے شعر کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے: ''آپ کے فراق سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے اے رسول خدا! نگاہ کرم فرمایئے اے ختم المرسلین! رحم فرمایئے۔

باقی اشعار بھی اسی طرح کے شرکیہ عقیدہ پر مبنی ہیں ان تمام اشعار کا ترجمہ کرنے کے بعد مترجم نے لکھا ہے کہ الحمدللہ شیخ کی توجہ و برکت سے الٹا سیدھا ترجمہ ختم ہو گیا۔''

مردہ شیخ کی توجہ کا گمراہ کن اور ناپاک عقیدہ بھی فضائل اعمال کا ایک حصہ ہے مزید تفصیل آئندہ صفحات پر پیش کی جارہی ہے۔ ان شاء اللہ۔ یہاں پر قابل غور بات یہ ہے کہ:

۱۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی شاعر ایسا نہ تھا جو قبر مبارک پر کھڑا ہو کر شعر پڑھتا اور آپ ہاتھ نکال کر اپنے جانثار سے مصافحہ کرتے۔

۲۔ خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے مصافحہ کے لیے آپ ﷺ نے ہاتھ نہ نکالا۔ سیدہ عائشہ' سیدہ فاطمہ اور سیدنا حسان رضی اللہ عنہم بھی اس سعادت سے محروم رہے۔ کیا صحابہ کرام سے ان لوگوں کی شان زیادہ ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ بہت بڑا جھوٹ ہے نبی ﷺ کی اس واقعہ میں توہین ہے۔ آیئے! اسلام کے عقیدہ توحید پر نظر ڈالتے چلیں۔

علم غیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اسلامی عقیدہ:

﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَسِرُّوْنَ وَ مَا تُعلنون ﴾ [النحل=١٦:١٩]

''اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔''

﴿ وَ رَبُّکَ یَعْلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوْرُھُمْ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴾ [قصص=٢٨:٦٩]

''(اے نبی ﷺ) تیرا رب (خوب) جانتا ہے جو کچھ وہ دلوں میں چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ نیز فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾ [آل عمران=٣:١١٩]

''بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔''

قرآن کریم نے دلوں کے راز کو جاننا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت بیان کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق اعلان کر دیا ہے کہ وہ غیب نہیں جانتے۔ نبی ﷺ کے فوت ہو جانے کے بعد آپ ﷺ کے متعلق ایسی باتوں کو منسوب کرنا اپنی عاقبت برباد کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بارے میں غلو سے کام نہ لینا جس طرح یہود و نصاریٰ کا اپنے انبیاء کے ساتھ طرز عمل تھا۔ میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''

نبی ﷺ علم غیب نہیں جانتے:

﴿ قُلْ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّی مَلَکٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰیٓ اِلَیَّ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ اَفَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ ﴾ [انعام=٦:٥٠]

''(اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب جانتا ہوں اور تم سے میں یہ بھی نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو (صرف) اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ (اے نبی ﷺ!) ان سے پوچھئے کہ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے۔''

نبی ﷺ خود اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں:

﴿ قُلْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَ لَوْ کُنْتُ

اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْءَ اِن انا اِلَّا نَذِيْرٌ وَ بَشِيْرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنِ﴾[اعراف=۷:۱۸۸]

''(اے پیغمبر) کہہ دیں میں اپنی ذات کے نفع ونقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت سی بھلائیاں (جمع کر لیتا) اور مجھے کچھ تکلیف نہ پہنچتی۔ میں اگر کچھ ہوں تو بس ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔''

ان آیات سے ثابت ہوا کہ دلوں کے بھید صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی دلوں کے راز نہیں جانتے اور نہ آپ کو علم غیب ہے۔

آیئے اب فضائل اعمال کے ایک اور شرکیہ پہلو پر غور کریں۔

رسول اللہ ﷺ قبر مبارک سے باہر نکل مدد کو پہنچتے ہیں (پہلا واقعہ):

❁ فضائل اعمال کے عقائد کو گذشتہ صفحات پر بیان کیا گیا ہے کہ ضرورتمندوں کی حاجتیں آپ ﷺ قبر مبارک ہی سے پوری کرتے ہیں پھر یہ واضح کیا ہے۔ کہ آپ ﷺ قبر مبارک سے ہاتھ نکال کر مصافحہ بھی کرتے ہیں اور اب قبر مبارک سے باہر نکل کر ضرورتمندوں اور مشکل میں گرفتار لوگوں کی مدد کے لیے بنفس نفیس بھی پہنچ جاتے ہیں۔ فضائل اعمال میں لکھا ہے۔

⊂ سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح تہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا۔ میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے پوچھا تو کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تو اپنے زمانہ کا یکتا نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا۔ پھر اس نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کو جارہے تھے ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہو گیا۔ میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم ان کا انتقال ہو گیا اور منہ کالا ہو گیا۔ میں دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا اور اِنَّا لِلّٰہِ پڑھی اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھک دیا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب دیکھا کہ ایک

صاحب جس سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی تیزی سے قدم بڑھاتے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا اور اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔ وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ صاحب قرآن ہوں یہ تیرا باپ بڑا گنہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔

[**فضائل اعمال**=رحمانیه: ۷۹۱'قدیمی: ۸۲۷' عبد الرحیم:۷۲۸' خواجه:۱۰۶]

دوسرا واقعہ۔ نبی ﷺ مدد کے لیے بادل سے نمودار ہوئے:

⬅ سفیان ثوری سے ایک اور آدمی کی ملاقات کا دوسرا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک جوان کو دیکھا کہ ہر قدم پر درود پڑھتا ہے تو اس سے پوچھا کہ یہ تیرا عمل کسی علمی دلیل کی وجہ سے ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے) اس نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا سفیان ثوری۔ اس نے کہا کیا عراق والے سفیان؟ میں نے کہا ہاں! کہنے لگا: ''تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے؟''۔ میں نے کہا: ''ہاں ہے۔'' اس نے پوچھا: ''کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا'' رات سے دن نکالتا ہے۔ دن سے رات نکالتا ہے ماں کے پیٹ سے بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔'' اس نے کہا کہ کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا تو پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتا ہے۔

میں نے پوچھا یہ درود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا میری ماں وہیں رہ گئی (مرگئی) اس کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا

کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے اس سے۔ میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے آیک آدمی ظاہر ہوا اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور ورم بالکل جاتا رہا میں نے اس سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں جس نے میری اور میری ماں کی مصیبت کو دور کیا انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے تو حضور نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھا کرے۔" [**فضائل اعمال**=رحمانیه: ۷۹۳'قدیمی:۸۳۱ 'عبد الرحیم:۷۳۰ 'خواجه محمد اسلام: ۱۰۸ 'مدنیه:۸۳۱ 'مدینه۱۰۲]

تیسرا واقعہ۔سود خور مر کر سور بن گیا:

- باپ بیٹا سفر کر رہے تھے باپ مر گیا اس کا منہ سور جیسا ہو گیا مرنے والا سود خود تھا نبی ﷺ کی سفارش سے اس کا سر اور منہ پھر درست ہو گیا۔[**فضائل اعمال**=رحمانیه:۷۹۰' قدیمی:۸۲۸ 'عبد الرحیم:۷۲۸ 'خواجه محمد اسلام:۱۰۵ 'مدنیه:۸۲۸ 'مدینه: ۹۹]

فضائل اعمال میں اس طرح کے مزید کئی واقعات لکھے ہوئے ہیں جس سے فضائل اعمال اور اس کو پھیلانے والوں کے عقیدے کے مطابق:

- نبی ﷺ غیب جانتے ہیں۔
- مصیبت زدہ کی مدد کو بنفس نفیس پہنچ جاتے ہیں۔
- غیر محرم عورتوں کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)
- بادلوں میں سفر کرتے ہیں۔
- سود خور جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہوں تو آپ سفارشیں کرتے ہیں۔
- حالت بیداری میں لوگوں سے ملاقاتیں اور وصیت فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکلیں آسان کرنے والا نہیں:

﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْضِ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلاً مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [النمل=۲۷:۶۲]

''بھلا مصیبت کا مارا شخص بے قراری میں جب اللہ تعالیٰ کو پکارے تو کون اس کی دعا قبول کرتا ہے اور تکلیف دفع کرتا ہے اور کون تم کو زمین میں ایک دوسرے کا جانشین بناتا ہے کیا اب بھی (یہی کہو گے) کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔''

نبی ﷺ نے نامحرم عورت کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا:

❁ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ نہیں لگایا۔ فوت ہونے کے بعد چہرہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرنا کیونکر ممکن ہے کیا؟ یہ آپ کی توہین نہیں؟؟

بادلوں میں سفر کرنے کا دعویٰ بھی جھوٹا ہے:

❁ مافوق الاسباب ذرائع سے مصیبت زدہ لوگوں کی مدد...... رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کا ہے جیسا کہ قبل ازیں آیات قرآنی سے ثابت کیا جا چکا ہے اگر نبی ﷺ مدد کر سکتے تو اپنا داماد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جن کو آپ ﷺ نے دو صاجزادیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں دے دی تھیں۔ وہ مشکل وقت میں روضہ رسول کے بالکل قریب تھے اور باغیوں نے کئی روز تک آپ کا محاصرہ کئے رکھا' پانی آپ کا بند رہا۔ مسجد نبوی میں داخلہ ممنوع تھا اور بالآخر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے پانی کا گھونٹ بھیجا اور نہ ہی روٹی کا کوئی ٹکڑا۔ اور نہ خود مدد کے لیے تشریف لائے۔

❁ اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں شہید کر دیئے گئے میدان کربلا تک کسی بادل میں سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ اپنے نواسے جنت کے شہزادے کی مدد کو نہیں پہنچے۔

❁ وفات کے بعد کی بات چھوڑیئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر

بے شمار مشکلیں آئیں مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ کفار مکہ نے ظلم کی حد کر دی ''آل یاسر'' پر تشدد ہوتا ہوا خود رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور صبر کی تلقین کی...... میدان احد میں ستر (۷۰) صحابہ شہید ہوئے اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو مسخ کر دیا گیا...... خود رسول اللہ ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا اور سر میں سخت چوٹیں آئیں اور آپ لہولہان ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے۔ مسلسل ایک مہینہ تک مشرکین کے لیے بد دعا کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران=۳: ۸۹۸]

''(اے پیغمبر) آپ کو اس معاملہ میں کوئی دخل (اور اختیار) نہیں اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق دے یا ان کو عذاب دے کیونکہ یہ ظالم ہیں۔''

کتب احادیث میں ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ لوگوں کی مصیبت دور کر دینا نبی ﷺ کے اختیار میں نہیں تھا بلکہ اپنی ذات پر پیش آنے والی مصیبت کو دور کرنے پر بھی آپ ﷺ قادر نہ تھے۔

دلوں کے راز صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے:

﴿ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴾ [ق=۵۰: ۱۶]

''بے شک ہم نے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے اور ہم ہی اس کے دل میں پیدا ہونے والے تمام وسوسوں اور خیالات کو جانتے ہیں اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

قرآن کریم میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴾ [النمل=۲۷: ۶۵]

''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ جتنے لوگ زمین و آسمان میں ہیں (انسان، جن اور

فرشتے وغیرہ) کسی کو غیب کا علم نہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی غیب جاننے والا ہے اور ان کو تو یہ علم بھی نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

﴿ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ﴾[الاسراء=١٧: ٢٥]

''تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔''

ان آیات سے واضح ہو گیا ہے کہ مشکل میں صرف اللہ تعالیٰ کام آتا ہے۔ مشکل میں پھنسے ہوئے شخص کو صرف وہی جانتا ہے۔ موت کے بعد کسی کو دوبارہ جی اٹھنے کا علم نہیں کہ کب اٹھیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ پر فضائل اعمال میں بے سروپا واقعات منسوب کرکے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی ہے اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے کی جسارت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھنے کی توفیق دے اور مشرکانہ عقائد سے بچائے۔ آمین

فضائل اعمال میں درج ایسے واقعات کا فائدہ ان کاروباری پیروں کو بہت ہو رہا ہے جو عورتوں کو دم کرنے کے بہانے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور موقع سے فائدہ اٹھا کر ان کو بھگا لے جاتے ہیں اور مریدوں کی پونجی پر ہاتھ پھیر کر صفایا کر جاتے ہیں۔

قصہ حضور ﷺ کی گھبراہٹ کا:

عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غسل خانے میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ پر بہت ہی سخت چوٹ آئی۔ میں نے رات بہت بے چینی سے گزاری میری آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی میں نے اتنا ہی عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! حضور نے ارشاد فرمایا تیری کثرت درود نے مجھے گھبرا دیا ہے۔ میری آنکھ کھلی تکلیف بالکل جاتی رہی تھی اور ورم بھی جاتا رہا تھا۔[**فضائل اعمال**=رحمانیہ:٧٨٨ 'قدیمی:٨٢٥ 'عبد الرحیم:٧٢٥ 'خواجہ محمد اسلام:١٠٣ 'مدنیہ:٨٢٥ 'مدینہ:٩٧]

فضائل اعمال پڑھنے سے ہمیں پتہ چلا کہ بعض ایسے بزرگ بھی پائے جاتے ہیں جن کے کثرت درود سے نبی ﷺ پر گھبراہٹ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اس بزرگ کے ہاتھ پر چوٹ

لگنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی گھبراہٹ کم ہوئی یا نہیں...... قارئین کرام! پچھلے دو واقعات میں تو اللہ کے رسول ﷺ نے...... جب کالے منہ والی عورت کے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تھا تو اس کے بیٹے نے وصیت کی درخواست کی تھی تو......آپ ﷺ نے ہر قدم رکھتے اور اٹھاتے وقت درود پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ مگر یہاں کثرت درود سے آپ ﷺ پر گھبراہٹ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ کس قدر تضاد ہے۔ فضائل اعمال میں ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَار﴾

عقیدہ یا محمدؐ کی پکار اور شبلی پاگل کی عزت وتکریم:

۞ ضیاء اللہ بھائی جن کا تعلق منڈی بہاؤ الدین سے ہے نے بتایا کہ فوج میں ایک افسر اپنے سپاہیوں کو باری باری تبلیغی جماعت کے ساتھ بھیجا کرتا تھا۔ افسر کا خیال تھا کہ سپاہیوں کی اصلاح ہوتی رہتی ہے ایک سپاہی مجبوراً افسر کا حکم مان کر تبلیغی بھائیوں کے ساتھ نکلا۔

ایک دن اس نے مروجہ صلوٰۃ سلام کہہ کر اذان دے دی۔ مسجد میں بحث تکرار شروع ہو گئی اور بات کافی طول پکڑ گئی تو تبلیغی امیر نے اس سے کہا کہ آپ نے یہ کام درست نہیں کیا۔ تو اس نے کہا کہ فضائل اعمال میں لکھا ہوا ہے " صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَامُحَمَّدُ ...... صَلَّى اللّٰه عَلَيْكَ يَا مُحَمَّد " میں نے کوئی غلط کام تو نہیں کیا؟ اور پھر اس نے فضائل اعمال کو کھول کر حوالہ پیش کر دیا۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

⬅ علامہ سخاوی' ابو بکر بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابو بکر بن مجاہد کے پاس تھا اتنے میں شیخ المشائخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے ان کو دیکھ کر ابو بکر بن مجاہد کھڑے ہو گئے۔ ان سے معانقہ کیا ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے برادر!! آپ شبلی کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں؟ حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا کہ جو حضور اقدس ﷺ کو کرتے دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ...... حضور کی خدمت میں

شبلی حاضر ہوئے حضور اقدس ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ ہر نماز کے بعد ﴿ لَقَدْ جَائَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ ﴾ [التوبہ=۹:۱۲۸] آخر سورۃ تک پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے اس کے بعد یہ آیت شریفہ پڑھتا ہے اور اس کے بعد تین مرتبہ ''**صلی الله علیک یا محمد. صلی علیک یا .محمد صلی الله علیه علیک یا محمد.**'' پڑھتا ہے ابو بکر کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد جب شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا درود پڑھتے ہو تو انہوں نے یہی بتایا۔[فضائل **اعمال**=رحمانیه:۷۸۹'قدیمی:۸۲٦ 'عبد الرحیم:۷۲٦ 'خواجه محمد اسلام:۱۰٤ 'مدنیه:۸۲٦' مدینه:۸۹]

بغداد اور مدینہ کا فاصلہ سینکڑوں کلومیٹر ہے اور یہ جھوٹا واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے صدیوں بعد کا ہے۔ آئیے ہم آپ کو ایک سچا واقعہ بیان کرتے ہیں۔

فضائل اعمال کے برعکس درود بھیجنے کا اسلامی طریقہ:

رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے...... قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ آئے اور باہر کھڑے ہو کر پکارنے لگے یا محمد! یا محمد! باہر تشریف لائیے۔ یہ لوگ کسی کام کے لیے آئے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا اور آپ ﷺ کا نام لے لے کر پکارنے لگے اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کی بے ادبی پسند نہ آئی اور فوراً جناب جبرائیل علیہ السلام سورۂ حجرات کی آیات لے کر اترے۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾

[الحجرات=٤٩:٤]

اے پیغمبر! جو لوگ آپ کے حجروں کے باہر سے آوازیں دیتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں یا محمد کہنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا تو کیا وفات کے بعد یہ

جائز اور باعث ثواب ہو گیا؟ اور اس پر اللہ تعالیٰ کے رسول خوش ہو رہے ہیں کس قدر افسوس کی بات ہے۔ان لوگوں کی دورخی پر جو ایک طرف تو کہتے ہیں: ''نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے'' اور دوسری طرف من گھڑت کہانیوں سے من گھڑت درود لوگوں کو پڑھنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

تبلیغی بزرگ بتائیں کہ دین رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مکمل ہو گیا تھا یا ابھی نامکمل ہے اور خوابوں کے ذریعے آپ ﷺ اس کی تکمیل کرتے رہتے ہیں۔ (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ)

۞ میرے بھائیو! نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ایک سچی بات ہے مگر تبلیغی بھائی اور بزرگ اپنے اس دعویٰ کے مطابق عمل نہیں کرتے کیونکہ فضائل اعمال میں نبی کریم ﷺ کی سنت اور دین کے خلاف واقعات موجود ہیں اور یہ لوگ جگہ جگہ اسی کتاب کو پڑھ کر سنتے سناتے ہیں۔ جبکہ نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ سنتیں کتب احادیث میں ہیں جن کے قریب جانے اور ان کو پڑھنے' سننے اور سنانے سے یہ لوگوں کو منع کرتے ہیں۔ تجربہ سے یہ ثابت ہے۔

نبی ﷺ کی گستاخی کا ایک اور واقعہ اور داڑھی مبارک کے بال:

☚ شاہ صاحب بیمار ہو گئے تو خواب میں نبی ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا بیٹے کیسی طبیعت ہے اس کے بعد شفا کی بشارت عطا فرمائی اور اپنی داڑھی مبارک میں سے دو بال مرحمت فرمائے مجھے اس وقت صحت ہو گئی اور جب میری آنکھ کھلی تو وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں تھے۔[**فضائل اعمال**=رحمانیہ:۷۹۸ 'قدیمی:۸۳۵ 'عبد الرحیم:۷۳٤ 'خواجہ محمد اسلام:۱۱۲ 'مدنیہ:۸۳۵ 'مدینہ:۱۰٦]

۞ اس قصے سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغی بزرگ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ شاہ صاحب کے پاس رسول ﷺ بذات خود تشریف لائے تھے اور اپنی داڑھی مبارک کے بال بھی دیئے تھے جو مریض کی آنکھ کھلنے کے وقت اسکے ہاتھ میں موجود تھے۔ خواب میں جو چیز بھی کسی کو ملتی ہے بیداری کے وقت وہ ہاتھ میں موجود کبھی نہیں ہوتی۔

فضائل اعمال کا بہتان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب پی :

حضرت شیخ علی متقی نقل کرتے تھے کہ ایک فقیر نے فقراء مغرب سے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ اس کو شراب پینے کے لیے فرماتے ہیں اس نے واسطے رفع اس اشکال کے علماء سے استفتاء کیا کہ حقیقت حال کیا ہے...... ہر ایک عالم نے مہمل اور تاویل اس کی بیان کی۔ لیکن جیسا کہ اس ناکارہ نے اوپر لکھا اگر " اشرب الخمر " ہی فرمایا ہو یعنی شراب پی' تو یہ دھمکی بھی ہوسکتی ہے۔" [فضائل اعمال=رحمانیہ:۷۳٦ 'قدیمی: ۷۷۰'عبد الرحیم:٦۷۷ 'خواجہ محمد اسلام:۵۵ 'مدنیہ: ۷۷۰ 'مدینہ:۵۱]

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے نمونہ ہیں مسلمانوں پر آپ کے ہر حکم کی تعمیل فرض ہے۔ اگر ایسے خوابوں کو سچا مان لیا جائے تو دین میں ہر شخص اپنی مرضی کے خواب بیان کر کے تبدیلی کر لے۔ احناف میں یہ بیماری عام ہے کہ ایک من گھڑت واقعہ پیش کر کے اس پر مختلف طریقوں سے بحث کرتے ہیں اور مفروضوں کو ثابت کرنے کے لیے شریعت مطہرہ کی بنیادوں کو ہلانے سے گریز نہیں کرتے۔ یہاں بھی یہی عمل دھرایا گیا ہے۔ کبھی کہا کہ نبی ﷺ کو کوئی بڈھا دیکھے یا کوئی جوان' کوئی راضی دیکھے یا کوئی خفا اور کوئی سنے کہ آپ نے فرمایا کہ شراب پی تو یہ سب کچھ صحیح ہے اور یہ واقعی نبی ﷺ ہی ہیں اور یہ شراب پینے کا حکم بھی وہی دے رہے ہیں اور مولوی صاحب اس حکم کو دھمکی کا نام دے کر مزید ظلم کر رہے ہیں۔ (اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ) [فضائل اعمال=رحمانیہ:۷۳٦'قدیمی: ۷۷'عبدالرحیم: ٦۷۷' خواجہ: ۵۵]

نبی ﷺ خواب میں خلاف شریعت حکم نہیں دے سکتے:

چونکہ رسول اللہ ﷺ کی شکل شیطان اختیار نہیں کرسکتا۔ لہٰذا:

۱۔ اگر کسی صحابی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو یہ ایک حقیقت ہے۔ کیونکہ اس

نے حالت بیداری میں آپ کو دیکھا ہوتا ہے اور پہچان اس کے لیے کوئی مشکل نہیں۔

۲۔ اور اگر کسی بعد والے مسلمان نے خواب میں آپ کی زیارت کی اور احادیث میں جو حلیہ آپ ﷺ کا بیان ہوا ہے اس کے مطابق دیکھا تو یہ خواب سچا ہوگا۔

۳۔ مگر اس کے برعکس جس شخص کو رسول اللہ ﷺ کے حلیہ کا علم نہیں خواب میں اسے خلاف شریعت کوئی بات بتائی جا رہی ہے تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یہ دھوکہ ہے......مگر تبلیغی بزرگ شیطان کے اس دھوکے کو سچا ثابت کر کے مسلمانوں کے ایمان کا بیڑا غرق کرنے میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دین کی سمجھ دے اور مسلمانوں کو ایسے فاسد عقائد سے بچنے کی توفیق بخشے۔ آمین

فضائل اعمال میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا جھوٹا قصہ:

رسول اللہ ﷺ حالت بیداری میں دیکھنے والے واقعات کے بعد اللہ تعالیٰ کا دیدار حالت بیداری میں کرانے کا شرف بھی فضائل اعمال کو حاصل ہے۔

⬅ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک مجنون شخص ہے لڑکے اس کو ڈھیلے مار رہے ہیں۔ میں نے ان کو دھمکایا۔ وہ لڑکے کہنے لگے کہ یہ شخص کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں میں اس کے قریب گیا تو وہ کچھ کہہ رہا تھا میں نے غور سے سنا تو وہ کہہ رہا تھا کہ تو نے بہت اچھا کیا کہ ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر دیا۔ میں نے کہا یہ لڑکے تجھ پر تہمت لگاتے ہیں کہنے لگا کیا کہتے ہیں میں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ تم اللہ کو دیکھنے کے مدعی ہو۔ اس نے ایک چیخ ماری اور کہا شبلی! اس ذات کی قسم جس نے اپنی محبت میں مجھ کو شکستہ حال بنا رکھا ہے اور اپنے قرب و بعد میں مجھ کو بھٹکا رکھا ہے اگر تھوڑی دیر بھی وہ مجھ سے غائب ہو جائے (یعنی حضوری حاصل نہ رہے) تو میں درد فراق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں۔ یہ کہہ کر وہ مجھ سے منہ موڑ کر یہ شعر پڑھتا ہوا بھاگ گیا۔

خَیَالُکَ فِیْ عَیْنِیْ وَ ذِکْرُکَ فِیْ فَمِیْ

وَ مَثْوَاکَ فِیْ قَلْبِیْ فَاَیْنَ تَغِیْبُ

''تیری صورت میری نگاہ میں جمی رہتی ہے اور تیرا ذکر میری زبان پر ہر وقت رہتا ہے تیرا ٹھکانا میرا دل ہے پس تو کہاں غائب ہو سکتا ہے؟۔'' [فضائل اعمال=رحمانیہ:٦٦١ 'فیضی:٥٧٤ 'قدیمی:٤٨٠ 'عبد الرحیم:٤٢٢ 'خواجہ محمد اسلام:١٦١ 'مدنیہ:٤٨٠ 'مدینہ:١٦١]

دنیا میں اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔اسلامی عقیدہ:

﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴾ [الانعام:١٠٣]

''(دنیا کی) آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں اور وہ (اللہ) تمام آنکھوں کو دیکھتا ہے اور وہی باریک دیکھنے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔''

قرآن کریم میں موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ مزید اس طرح وضاحت کرتا ہے:

﴿ وَ لَمَّا جَاءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۔ قَالَ لَنْ تَرَانِيْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ [الاعراف=١٤٣:٧]

''اور جب موسیٰ علیہ السلام وقت مقررہ پر کوہ طور پر آئے اپنے رب سے باتیں کیں تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں مجھے اپنا آپ دکھا (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو پھر تو مجھے دیکھ سکے گا پھر جب موسیٰ کے رب نے پہاڑ پر تجلی کی تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو کہنے لگے'' تو پاک ہے اور میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔''

قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہوا کہ اس دنیا میں کوئی آنکھ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں تکیہ لگائے ہوئے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

کے پاس تھا انہوں نے فرمایا: ''اے ابو عائشہ! تین باتیں ہیں'' جو ان کا قائل ہوا اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا' مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں تکیہ لگائے ہوئے تھا یہ سن کر اٹھ بیٹھا اور کہا ام المومنین جلدی نہ کرو مجھے بات کرنے دو' کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

﴿ وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴾[تکویر=۸۱:۲۳]

''اور البتہ تحقیق دیکھا ہے اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے (جبرائیل علیہ السلام) کو آسمان کے صاف کھلے ہوئے کنارے پر۔''

﴿ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴾[النجم=۵۳:۱۳]

''اور البتہ تحقیق دیکھا ہے اس (جبرئیل) کو دوسری بار۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اس امت میں سب سے پہلے میں نے ان آیات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان آیات سے مراد جناب جبرائیل علیہ السلام ہیں میں نے ان کو اپنی اصلی شکل میں دو مرتبہ کے علاوہ کبھی نہیں دیکھا۔'' جن کا ذکر ان آیات میں ہے۔ میں نے ان کو دیکھا وہ آسمان سے اتر رہے تھے اور ان کی جسامت اتنی بڑی تھی کہ آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی تھی پھر سیدہ عائشہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو نے نہیں سنا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴾

[الانعام=۶:۱۰۳]

''(دنیا والوں کی) آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) تمام آنکھوں کو دیکھتا ہے اور وہی باریک دیکھنے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔''

﴿ وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ O ﴾[الشوریٰ=۴۲:۵۱]

''اور کسی آدمی میں یہ ہمت نہیں کہ (براہ راست) اللہ تعالیٰ اس سے بات کرے

مگر وحی کے ذریعہ' پردے کی آڑ میں یا پیغام پہنچانے والا فرشتہ بھیج کر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو اسے منظور ہے پہنچاتا ہے' بے شک وہ (سب سے) اوپر ہے (اپنے عرش پر) حکمت والا ہے۔''

سورۃ الشوریٰ کی آیت ۵۲ پر بھی غور کرلیں جس کا ترجمہ یہ ہے:

''اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری (محمد ﷺ کی) طرف روح کو اپنے حکم سے۔ (اس سے پہلے) تجھ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کتاب اور ایمان کیا چیز ہے۔ لیکن ہم نے قرآن کو ایک نور بنایا ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اسے قرآن کی راہ پر لگا دیتے ہیں اور تو بھی سیدھی راہ لوگوں کو دکھلاتا ہے اس اللہ تعالیٰ کی راہ جو آسمانوں اور زمین میں ہے (سب کا مالک وہی ہے) سن لے اللہ تعالیٰ ہی تک سب کام پہنچیں گے۔''

غرض کتاب سنت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ:

۱۔ براہ راست اور بغیر حجاب اللہ تعالیٰ سے کلام نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ کوئی آنکھ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی۔

۳۔ حتیٰ کہ امام الانبیاء سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور بغیر پردے کے اللہ تعالیٰ سے بات نہیں کی۔

مگر فضائل اعمال میں انبیاء سے زیادہ اس تبلیغی بزرگ کی شان اور فضیلت ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کو دیکھتا رہتا تھا اور براہ راست بات چیت بھی کرتا تھا۔ **نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ** .

اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اسلامی عقیدہ:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ

اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ﴾[الاعراف=۷: ٥٤]

''تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے اور عرش پر مستوی ہوا۔''

﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی . لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰات وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ الثَّرٰی . وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِرَّ وَ اَخْفٰی ﴾ [طه=۲۰:٥'٦]

''رحمٰن عرش پر مستوی ہے اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ گیلی مٹی کے نیچے ہے اور اگر تو پکار کر بات کرے تو یقیناً وہ اس کو جانتا ہے ہر طرح کے راز اور مخفی باتوں کو بھی وہ جانتا ہے۔''

❁ ان آیات سے یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے الگ اور عرش معلّٰی کے اوپر ہے۔ یہی عقیدہ سلف صالحین اور آئمہ اربع کا ہے۔ ﴿اِسْتَوٰیٰ عَلَی الْعَرْشِ ﴾ کے عقیدے کو اسلاف نے بلا تاویل تسلیم کیا ہے۔ کیونکہ ﴿اِسْتَوٰیٰ عَلَی الْعَرْشِ ﴾ قرآن میں سات مقامات پر آیا ہے۔ اور بقول امام مالک رحمہ اللہ اس کا معنیٰ معلوم ہے اور کیفیت ہماری عقل سے بالا ہے اس کا اقرار عین ایمان ہے اور انکار کفر ہے۔ لہٰذا اسلامی عقیدہ جو قرآن و حدیث میں سے ملتا ہے وہ یہی ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔

۲۔ عرش زمین و آسمان سے اوپر ہے اور ان کو گھیرے ہوئے ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے مگر اسے کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز اور بھید جانتا ہے۔

۵۔ قدرت اور طاقت کے اعتبار سے وہ ہر چیز کے قریب ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسَهٗ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ

اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ O اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ O مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ O﴾ [ق-۵۰: ۱۶-۱۸]

''بے شک ہم نے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے اور ہم ہی اس کے دل میں پیدا ہونے والے تمام وسوسوں اور خیالات کو جانتے ہیں اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں جس وقت دو لکھنے والے (فرشتے) دائیں اور بائیں بیٹھے لکھتے جاتے ہیں منہ سے بات نکالنے کی دیر ہے۔ اس کے پاس ایک (فرشتہ) تیار ہے جو نگرانی کے لیے بیٹھا ہے۔''

اسی مضمون کی آیات سورہ واقعہ میں بھی ہیں:

﴿ فَلَوْ لَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَO وَ اَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ Oوَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَO﴾ [واقعہ-۵۶: ۸۳، ۸۴، ۸۵]

''(جان کنی کے وقت) پھر کیوں نہیں جب جان بدن سے نکل کر حلق میں آن پہنچتی ہے اور تم اس وقت بے بس دیکھ رہے ہوتے ہو اور ہم تم سے زیادہ اس (بیمار) کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم جانتے نہیں۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جو لفظ استعمال کیا ہے کہ ہم بہت زیادہ نزدیک ہوتے ہیں اس کا مطلب علم، طاقت اور فرشتوں کے ذریعے قریب ہونا ہے۔ جو فرشتے روح قبض کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل میں انسانوں کی نگرانی اور اس کی ہر حرکت کو نوٹ کر کے اللہ کے روبرو پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت کے لحاظ سے ہر جگہ ہے۔ نہ کے بذات خود وہ ہر اچھی اور بری جگہ ہر دل میں اور ہر چیز میں ہے۔ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

میرے تبلیغی بھائیو! خوب سمجھ لیں اور ان آیات کو جو اوپر بیان ہوئی ہیں یاد کر لیں اور

ان کے مطابق اپنا عقیدہ بنالیں...... بہت نفع ہوگا۔ان شاء اللہ۔

ایک لونڈی نے چیخ ماری اور مرگئی:

فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ: عطا رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قصہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے وہاں ایک دیوانی باندی فروخت ہورہی تھی انہوں نے خرید لی۔ جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو دیوانی اٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کردی اور نماز میں اس کی حالت یہ تھی کہ آنسوؤں سے دم گھٹا جارہا تھا۔اس کے بعد اس نے کہا میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم، مجھ پر رحم فرمادیجئے۔ عطا نے یہ سن کر فرمایا کہ لونڈی یوں کہہ ''اے اللہ! مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم'' یہ سن کر اس کو غصہ آیا اور کہنے لگی اس کے حق کی قسم اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ کرتا اس کے بعد اس نے عربی میں شعر پڑھے جن کا ترجمہ یوں ہے:

> '' بے چینی جمع ہورہی ہے دل جل رہا ہے اور صبر جدا ہوگیا اور آنسو بہہ رہے ہیں اس کو کس طرح قرار آسکتا ہے جس کو عشق وشوق اور بے چینی کے حملوں کی وجہ سے ذرہ بھی سکون نہیں...... اے اللہ! اگر کوئی چیز ایسی ہوسکتی ہے جس میں غم سے نجات ہو تو زندگی میں اس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما...... اس کے بعد اس نے کہا ''اے اللہ! میرا اور آپ کا معاملہ راز نہیں رہا مجھے اٹھا لیجئے'' یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور مرگئی۔'' [**فضائل اعمال**=رحمانیہ:٥٦٩ 'فیضی:٤٧٦ 'قدیمی:٣٨٠ 'عبد الرحیم:٣٣٨ 'خواجہ محمد اسلام:٧٧ 'مدنیہ:٣٨٠ 'مدینہ:٧٧]

چیخ مار کر مرنے کے اور بھی کئی واقعات ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

ابو عامر کے واقعہ میں ہے کہ وہ دبلی پتلی تھی۔ پیٹ کمر سے لگ رہا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے، میں نے ترس کھا کر اس کو خرید لیا اس سے کہا بازار چل۔ رمضان المبارک کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لیں۔ کہنے لگی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میرے واسطے سارے مہینے یکساں کردیئے وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی رات بھر نماز پڑھتی۔ جب عید قریب آئی تو میں نے کہا

کل صبح بازار چلیں گے تم بھی ساتھ چلنا! عید کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لائیں گے۔ کہنے لگی میرے آقا......تم تو دنیا میں بہت ہی مشغول ہو۔ پھر اندر گئی اور نماز میں مشغول ہوگئی اور اطمینان سے ایک ایک آیت مزے لے لے کر پڑھتی رہی۔ حتی کہ سورہ ''ابراہیم'' کی اس آیت ﴿وَ يُسْقٰى مِنْ مَاءٍ صَدِيْدٍ﴾ [ابراهيم = ١٦:١٤] کو بار بار پڑھتی رہی اور ایک چیخ مار کر اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔ [فضائل اعمال=رحمانیہ:۳۸۳ 'فیضی:۳۵۹ 'قدیمی:۲٦٤' رحیم:۲۳۸' خواجہ (ذکر):٦٤]

۞ قارئین کرام! ان واقعات سے قبل ایک اور واقعہ ذکر کیا گیا تھا کہ وہ بزرگ جو اللہ تعالیٰ کو ہر وقت دیکھتا رہتا تھا اس نے چند شعر پڑھے' چیخ ماری' اور بھاگ گیا۔ اب دیوانی لونڈیوں کے کئی قصے لکھ کر مولانا محمد زکریا نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ دیوانیاں ایسی تھیں جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت تھی۔

۞ ایک لونڈی کو جب عطا رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھانے کی کوشش کی تو اس نے عطا کو لاجواب کر دیا' چند شعر پڑھے اور چیخ مار کر مر گئی ...... باقی لونڈیاں بھی ایسے ہی چیخ مار کر مر گئیں۔ ان ''ناول نما'' کہانیوں کا حقیقت سے کچھ تعلق نہیں۔ مولانا محمد زکریا ان کہانیوں کو بڑے اہتمام سے ذکر کرتے ہیں ان اشعار کو بھی جگہ دیتے ہیں اور ان کا ترجمہ بھی لکھتے ہیں۔ جن کے مطابق اس دیوانی کو نماز اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بے چینی ہو رہی تھی' دل جل رہا تھا' صبر جاتا رہا تھا۔ حالانکہ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے' دل کا سکون ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر باعث اطمینان قلب ہے اور رسول اللہ ﷺ نماز اور صبر سے مدد لیتے تھے اور مسلمانوں کو بھی یہی حکم قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ○﴾

[البقرہ-٢:٤٥]

''اور مدد مانگو صبر اور نماز سے بے شک یہ کام بھاری تو ہے مگر ڈرنے والوں پر

(بھاری نہیں)۔''

یہ کام صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے آسان ہے۔ دیگر تمام پر یہ بھاری ہے اگر لونڈیاں اللہ تعالیٰ کی ''ولی'' دوست تھیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے صبر اور طمینان قلب کیوں حاصل نہیں ہوسکا؟ مولانا محمد زکریا کے خیال میں ایسے دیوانے اور بے صبرے لوگ جب موت کی آرزو کرتے ہیں تو چیخ مارتے ہیں اور مرجاتے ہیں۔

قارائین کرام! یہ چیخ تو درمیان میں یونہی آ گئی تھی۔ بات چل رہی تھی مولانا محمد زکریا کی۔ جو کبھی تو رسول اللہ ﷺ کی جاگتے جاگتے اور کبھی خوابوں زیارت کرا رہے تھے اور کبھی اللہ تعالیٰ کا دیدارا اور اب ان کے زبانی جنت کا نظارہ بھی کیجئے۔

مُردوں سے ملاقات کا طریقہ اور ستر ہزار جہنمیوں کی بخشش کا قصہ:

⬅ فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ...... ایک عورت حسن بصری کے پاس آئی اور عرض کیا'' میری لڑکی کا انتقال ہوگیا ہے میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں' حسن بصری نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ پڑھ' اور اس کے بعد لیٹ جا' اور سونے تک نبی ﷺ پر درود پڑھتی رہ۔ اس نے ایسے ہی کیا اس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے۔ تارکول کا لباس اس پر ہے۔ دونوں ہاتھ اس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اس کے پاوں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ صبح کو اٹھ کر پھر حسن بصری کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ کر شاید اللہ جل شانہ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرمادے۔ اگلے دن حسن بصری نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے اور اس میں ایک بہت اونچا تخت ہے اور اس پر ایک بہت نہایت حسین جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی حسن! تم نے مجھے نہیں پہچانا؟ میں نے کہا نہیں۔ میں نے تو نہیں پہچانا۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا (یعنی عشاء کے بعد سونے تک)

حسن نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا (معاملہ) اس کے بالکل برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی۔ میں نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا۔ اس نے کہا ہم ستر (۷۰) ہزار آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا گزر ہمارے قبرستان پر ہوا۔ انہوں نے ایک دفعہ درود پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچادیا۔ ان کا درود......اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے قبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم سب اس عذاب سے آزاد کر دیئے گئے اور اس بزرگ کی برکت سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔ [فضائل اعمال=رحمانیه:۷۸۵'قدیمی:۸۲۲'عبد الرحیم:۷۲۲'خواجه محمد اسلام:۹۹'مدنیه:۸۲۲'مدینه:۹۵]

۞ اس قصے میں عقیدے کی کئی ایک خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ غور فرمائیں:

۱۔ مرنے والوں سے خواب میں ملاقات کا طریقہ۔

۲۔ سخت ترین عذاب میں مبتلا لڑکی کو حسن بصری اور اس کی ماں کے درمیان ہونے والی گفتگو کا علم ہوگیا تھا۔ یہ تو گنہگاروں کا حال ہے تو پھر نیک لوگوں کا تو پوچھنا ہی کیا؟

۳۔ ستر (۷۰) ہزار آدمی جو نہایت ہی سخت عذاب میں مبتلا تھے جن کو تارکول کا لباس پہنایا گیا تھا اور ہاتھوں کو جکڑ دیا گیا تھا اور پاؤں میں آگ کی زنجیریں تھیں یک لخت جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو گئے۔

قارئین کرام! اس طرح کا ایک اور حیرت انگیز واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

گنہگار کا کمال...... پورا قبرستان جنت بن گیا:

⬅ فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ......ایک عورت تھی' اس کا لڑکا بڑا ہی گنہگار تھا' اس کی ماں اس کو بار بار نصیحت کرتی مگر وہ بالکل نہیں مانتا تھا۔ اسی حال میں مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت ہی رنج تھا کہ وہ بغیر توبہ کے مر گیا۔ اس کو بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح اس کو خواب میں دیکھے۔ اس کو خواب میں دیکھا تو وہ عذاب میں مبتلا تھا۔ اس کی وجہ سے اس کی ماں کو اور بھی زیادہ صدمہ

ہوا......ایک زمانہ کے بعد اس نے دوبارہ خواب میں دیکھا تو بہت اچھی حالت میں تھا۔ نہایت خوش وخرم۔ ماں نے پوچھا کہ یہ کیا ہوگیا؟ اس نے کہا ایک بہت بڑا گنہگار شخص اس قبرستان پر سے گزرا۔ قبرستان کو دیکھ کر اس کو کچھ عبرت ہوئی۔ وہ اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف اور بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخشا۔ جس میں میں تھا اس میں سے جو حصہ مجھے ملا' اس کا یہ اثر ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ میری اماں! حضور پر درود۔ دلوں کا نور ہے' گناہوں کا کفارہ ہے' اور زندہ اور مردہ دونوں کے لیے رحمت ہے۔[**فضائل اعمال**=رحمانیہ:۷۸۵ 'قدیمی:۸۲۳ 'عبد الرحیم:۷۲۲ 'خواجہ محمد اسلام:۱۰۰' مدنیہ:۸۲۳ 'مدینہ:۹۵]

❀ قارئین کرام! پہلا قصہ لڑکی کا تھا اور دوسرا قصہ لڑکے کا......ایک فرق تو یہ ہے......دوسرا فرق یہ ہے کہ لڑکی کے قبرستان پر صالح شخص کا گزر ہوا۔ لڑکے والے قبرستان پر ایک گنہگار رکا۔ لڑکی کو جماعت معلوم ہے کہ ستر (۷۰) ہزار تھی' مگر لڑکے کے قبرستان میں عذاب میں مبتلا افراد کا علم نہیں ہوسکا۔ ستر (۷۰) ہزار کو صرف ایک درود کافی تھا۔ لڑکے والے قبرستان میں تلاوت قرآن اور بیس درود کی ضرورت پیش آئی۔ یہ سب حال عذاب میں مبتلا لڑکی اور لڑکا جان گئے اور درود پڑھنے کی تعداد......نیز قبرستان سے گزرنے والے صالح اور گنہگار اشخاص کا بھی ان کو پتہ تھا۔

❀ میرے تبلیغی بھائیو! یہ عقیدہ آپ کی جماعت کے بزرگوں کا ہے۔ سوچیں! جہاں گنہگار' عذاب میں مبتلا لوگ اس قدر قبر سے باہر کے حالات سے واقف ہیں تو پھر صالح لوگوں میں کتنی طاقت ہوگی......اور لوگ اِن سے کس قسم کی امیدیں وابستہ کریں گے اور شرک کس قدر پھیلے گا؟؟ آیئے! قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کئے گئے واقعات کا تحقیقی جائزہ لیں۔

زندہ اور مردہ برابر نہیں:

قبر والے سن نہیں سکتے۔ قرآن کریم میں اس کی وضاحت اس طرح موجود ہے:

﴿ وَ مَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَ لَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ وَ مَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴾ [فاطر=٣٥:٢٢]

''زندہ اور مردہ برابر نہیں ہیں' تحقیق اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور اے پیغمبر! تو ان لوگوں کو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں۔''

۞ اس آیت پر غور کریں! جب رسول اللہ ﷺ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے تو آپ ﷺ سے بڑھ کر اور کون ہے جس نے عذاب میں مبتلا لڑکی اور پھر لڑکے کو وہ سب کچھ بتا دیا تھا۔ تبلیغی جماعت کے بزرگ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ......ایک عذاب میں مبتلا لڑکی سب کچھ جانتی ہے۔ تو نیک لوگ مرنے کے بعد اس سے کہیں زیادہ حالات سے باخبر ہوں گے اور ضرور تمندوں کی مدد کو بھی پہنچ جاتے ہوں گے۔ [اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ]

۞ اس بے بنیاد قصے میں بدعملی کی خوب ترغیب دی گئی ہے اور کھلی چھٹی دی گئی ہے جو مرضی کرو اور بڑے بڑے گناہ کرنے کے بعد اگر بغیر توبہ کے بھی مر وگے تو کسی صالح آدمی کا قبرستان پر گزر ہو گا تو ستر (۷۰) ہزار لوگ بخشے جائیں گے۔ صالح شخص اگر تمہارے قبرستان سے نہ بھی گزرا تو کوئی بڑا گنہگار ہی آئے گا اور پھر سارے قبرستان سے عذاب ہٹا لیا جائے گا۔ فضائل اعمال کا بیان کردہ یہ عقیدہ باطل اور بے بنیاد ہے۔ مرنے کے بعد انسان کے اعمال کا سلسلہ رک جاتا ہے کسی کا عمل کسی دوسرے کو کسی قسم کا نفع نہیں دے سکتا الا یہ کہ جس عمل کی وضاحت سید الاولین والاخرین ﷺ نے فرما دی ہو جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ مِن صدقة جارية أَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ)) [رواہ مسلم' مشکوۃ' کتاب العلم]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا:'' جب انسان مرتا ہے' اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین عمل جاری رہتے ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ'

(۲) علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے' (۳) اولاد صالح جو اس کے لیے دعا کرے۔''

احادیث میں ان تین اعمال کے علاوہ بھی چند عمل ایسے ہیں جن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

بھائیو! اگر قبر والے اپنا حال لواحقین کو بیان کر سکتے ہوتے تو وہ ضرور ایسا کرتے اور اچھے لوگوں کا جنت میں عیش اور برے لوگوں کو عذاب میں مبتلا ہونا لوگوں کو معلوم ہو جاتا اور وہ ان کے لیے جو کچھ کر سکتے کر لیتے اور مردوں کی کیفیت معلوم ہو جانے کے بعد اپنے آپ کو بھی درست کر لیتے مگر ایسا کبھی نہیں ہوا...... اور اسلام میں ایسا تصور بالکل نہیں۔ لہٰذا تبلیغی بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ ان جھوٹے قصوں کو پڑھ کر سنانے کی بجائے قرآن و حدیث میں موجود سچے قصے لوگوں کو سنائیں تا کہ لوگ اپنی اصلاح کر سکیں۔ قرآن شریف یا درود پڑھ کر مردوں کو بخش دینا یہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے یاد رکھئے بخشش کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور ایصال ثواب کے جو طریقے رسول اللہ ﷺ نے بتائے ہیں صرف وہی صحیح اور درست ہیں فضائل اعمال میں جو طریقے جھوٹے خوابوں اور قصوں کے ذریعے بیان کئے گئے ہیں وہ احادیث میں ہرگز موجود نہیں۔ لہٰذا نبیؐ کے طریقوں میں کامیابی کا درس دینے والے تبلیغی بھائیوں کو نبی ﷺ کے طریقوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور بدعتی طور طریقے چھوڑ دینے چاہئیں۔

قرآن میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى . وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى . ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ○﴾ [النجم =۵۳: ۳۸ ـ ۴۰]

''کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور یہ کہ نہیں کسی آدمی کے لیے مگر جو اس نے کوشش کی اور یہ کہ اس کی کوشش اسے عنقریب دکھائی جائے گی۔ اور پھر اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔''

عبداللہ بن ابی منافق کا عبرتناک قصہ:

عبداللہ بن ابی منافق مر گیا اس کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے والد کا جنازہ آپ ﷺ پڑھائیں۔ اپنی قمیص بھی عنایت فرمائیں (تا کہ کفن کے طور پر استعمال کی جائے) اس کی قبر پر بھی چلیں اور دعا فرمائیں تا کہ اس کی مغفرت ہو سکے۔

✿ چنانچہ آپ ﷺ نے قمیص مبارک دے دی۔ جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے کپڑے مبارک کو پکڑ کر کہا...... آپ ایسے شخص کی نماز پڑھتے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لیے دعا سے آپ کو منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ اگر میں ستر (۷۰) مرتبہ بھی بخشش مانگوں تو اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر (۷۰) سے زیادہ مرتبہ دعا کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں۔'' بالآخر آپ ﷺ نے اس منافق کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [بخاری و مسلم]

سوچیے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔ دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے جناب جبرائیل علیہ السلام کو پیغام دے کر بھیجا۔

﴿ وَ لَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ۝ ﴾ [التوبہ=۹:۸۴]

''اے نبی! ان (منافقین) میں سے جب کبھی کوئی مر جائے تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو نہ مانا اور اس حال میں مرے کہ وہ فاسق تھے۔''

سوچیے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن یاد نہ تھا درود پڑھنا نہ جانتے تھے؟ اور کیا اس کی نماز جنازہ میں قرآن یعنی سورہ فاتحہ اور درود نہیں پڑھا گیا تھا؟

رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کے لیے دعا کرنا چاہی مگر اجازت نہ ملی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ رونے لگے۔ صحابہ بھی رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی بخشش کے لیے دعا کی اجازت چاہی جو مجھے نہیں ملی میں نے قبر کی زیارت کی اجازت مانگی جو مل گئی۔ پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو کہ اس سے موت یاد آتی ہے۔'' [مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور ۔ مسلم]

بغیر توبہ رسول اللہ ﷺ کا چچا ابو طالب فوت ہو گیا تو!!

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد اور رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کفار مکہ کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کی پشت پناہی کیا کرتے تھے۔ جب ان کا آخری وقت آیا تو نبی کریم ﷺ ابوطالب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا چچا: ''لا الہ الا اللہ'' کہہ دے میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں تیرے متعلق کچھ عرض کرسکوں گا (جھگڑا کرسکوں گا) ابوجہل اور امیہ جو پاس ہی بیٹھے تھے کہنے لگے ابو طالب کیا تو عبدالمطلب کے دین سے منہ موڑنے لگا ہے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ تلقین فرماتے رہے۔ دوسری طرف کفار اپنی بات دہراتے رہے۔ آخر کار مرتے وقت ابوطالب نے کہا: '' اَمُوْتُ عَلٰی مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ'' اور دنیا سے چل بسے...... آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تیرے لیے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا۔ تاوقتیکہ مجھے روک نہ دیا جائے ابو طالب کے بغیر توبہ اور اسلام قبول کئے مرنے اور جہنم میں جلنے کے تصور پر رسول اللہ ﷺ سخت غمزدہ رہتے۔ اس پریشانی کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیت میں فرمایا:

﴿ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَاءُ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴾ [قصص=۲۸:۵۶]

''اے نبی! جس کو آپ پسند فرمائیں ہدایت نہیں دے سکتے اور لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون راہ حق پر آنے کے لائق ہے۔''

دوسری آیات بھی اسی سلسلہ میں نازل ہوئیں...... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْا

اَوْلِی قُرْبٰی ﴾ [التوبہ=۹:۱۱۳]

''نبی اور ایمان والوں کو مشرکین کے لیے بخشش کی دعا نہیں کرنی چاہیے خواہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔''

میرے بھائیو! بات بالکل واضح ہے کہ:

۱۔ اگر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منافق اور فاسق کے لیے دعائیں کریں اور ستر (۷۰) بار سے بھی زیادہ مرتبہ دعا ہو...... پھر بھی اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کے لیے دعا کرنا چاہی اور اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کا چچا جو ہمیشہ آپ کی طرف داری کرتا رہا اس کے لیے دعا سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مومنوں کو بھی روک دیا۔

مگر فضائل اعمال میں تبلیغی بزرگ ایسے قصے بیان کرتے ہیں کہ بغیر توبہ مرنے والے بہت بڑے گنہگار' عذاب میں مبتلا ہوں اور وہاں سے کوئی بہت بڑا گنہگار گزر جائے تو پورا قبرستان عذاب سے نجات پالے اور اگر کوئی صالح شخص جہنم کے عذاب میں مبتلا لوگوں کے قبرستان پر گزرے تو ستر (۷۰) ہزار عذاب میں مبتلا لوگ بخشے جائیں۔

تنبیہ:

❁ کوئی چیز پڑھ کر مردوں کو بخشنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔ غور کیجئے جو چیز سرے سے ثابت ہی نہیں اس کو دین بنا کر پیش کرنا اور خوابوں کے ذریعے ستر (۷۰) ستر (۷۰) ہزار مردوں کو بخشوانا کس قدر ظلم ہے اور ملت اسلامیہ کو خوابوں کے ذریعے بدعات اور خرافات میں دھکیلنے کی سازش ہے۔ میرے بھائیو! سوچیں اور غور وفکر کریں۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارُ:

فضائل اعمال میں تبلیغی بزرگوں نے اعمال حسنہ کی حیثیت کو گھٹانے کی کوشش بھی کی ہے۔ جیسا کہ اب تک کے واقعات سے ثابت کیا جا چکا ہے مگر مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

نمازاور فرائض سے روگردانی کی ترغیب:

⊂ اگر کوئی شخص عمر بھر نماز نہ پڑھے، کبھی بھی روزہ نہ رکھے اس طرح اور کوئی فرض ادا نہ کرے، بشرطیکہ وہ اس کا منکر نہ ہو وہ کافر نہیں ہوتا۔ [فضائل اعمال=رحمانیه:٤٤٤ 'فیضی:٦٦٨' قدیمی:٦٧٣ 'عبد الرحیم:٥٧٠ 'خواجه محمد اسلام:٣٢ 'مدنیه:٦٧٣ 'مدینه:٣٣]

حالانکہ نماز کا عمداً ترک کرنا کفر ہے۔ احادیث نبوی ﷺ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ مصنف ''فضائل اعمال'' نے اس واقعہ سے معلوم نہیں کون سی فضیلت ثابت کی ہے؟

فضائل اعمال اور وضو:

⊂ سعید بن مسیب کے متعلق لکھا ہے کہ پچاس (۵۰) برس تک عشاء اور صبح ایک ہی وضو سے پڑھی۔

[فضائل اعمال=رحمانیه:٤٥٠ 'فیضی:٦٧٤ 'قدیمی:٦٨٠ 'عبد الرحیم:٥٧٦ 'خواجه محمد اسلام:٣٩ 'مدنیه:٦٨٠ 'مدینه:٣٩]

امام ابو حنیفہ اور وضو:

⊂ امام اعظم کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی ہے کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح کی نماز ایک وضو سے پڑھی اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا اتنا ہی نقل کیا۔ لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دوپہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کو سونے کا حدیث میں حکم ہے۔ [فضائل اعمال=رحمانیه:٣٨٦'فیضی:٣٦٢ 'قدیمی:٢٦٧ 'عبد الرحیم:٢٤١ 'خواجه محمد اسلام:٦٧ 'مدنیه:٢٦٧ 'مدینه:٦٨]

''بزرگ کو لڑکی نے چالیس سال تک بیدار رکھا'':

شیخ عبدالواحد مشہور صوفیاء میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز نیند کا اتنا غلبہ ہوا کہ رات کو ''اوراد'' وظائف بھی چھوٹ گئے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت لڑکی سفید ریشمی لباس پہنے ہوئے ہے۔ جس کے پاؤں کی جوتیاں تک تسبیح میں مشغول ہیں۔ کہتی ہے'' میری طلب میں کوشش کر میں تیری طلب میں ہوں'' اس کے بعد اس نے چند شوقیہ شعر پڑھے۔ یہ خواب سے اٹھے اور قسم کھالی کہ رات کو نہیں سوؤں گا۔ کہتے ہیں کہ چالیس برس تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔ [فضائل اعمال=رحمانیہ:۳۸۰ ،فیضی:۳۵۶ ،قدیمی:۲۶۱ ،عبد الرحیم:۲۳۵ ،خواجہ محمد اسلام:۶۱ ،مدنیہ:۲۶۱ ،مدینہ:۶۲]

وضو کے باب میں ان چند واقعات میں سے شیخ عبدالواحد والا قصہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ خوبصورت لڑکی جو...... ان کی تلاش میں تھی خواب میں اس سے ملاقات ہوگئی اس نے چند شوقیہ شعر پڑھ کر شیخ کو اپنی تلاش کے لیے اکسایا...... اب شیخ چالیس سال تک باوضو اس کے انتظار میں رات بھر جاگتے رہے۔ فضائل اعمال کے مصنف نے پھر یہ نہیں بتایا کہ چالیس سال بعد کیا ہوا؟ وہ لڑکی شیخ کو ملی یا نہ۔ اس کمی کو رائیونڈ کے کسی تبلیغی بزرگ کے ذریعے فضائل اعمال کی آئندہ اشاعت میں وضاحت کر کے پورا کر دینا چاہیے۔ تاکہ قارئین کو حقیقی صورتحال کا علم ہو سکے دیگر قصوں میں باقی بزرگوں سے بھی تیس چالیس اور پچاس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہنے کا ذکر ہے۔ امام ابوحنیفہ بھی تیس سے پچاس سال تک یہی عمل دھراتے رہے۔ فضائل اعمال میں اس ابہام کو بھی دور نہیں کیا گیا۔ کہ ان بزرگوں کو کس کا انتظار تھا؟ کیونکہ مسلسل رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے جاگنے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ مگر یہ بزرگ جاگتے رہے ممکن ہے وہ بھی کسی لڑکی کے اشارے پر نہ سو سکے ہوں۔

''بارہ دن تک ایک وضو سے ساری نمازیں'':

ایک سید صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک وضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور

پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی کئی دن ایسے گذر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی۔[**فضائل اعمال**=رحمانیہ:۳۸٤ 'فیضی: ۳٦۰'قدیمی: ۲٦٤'عبد الرحیم:۲۳۸ 'خواجہ محمد اسلام(نماز):٦٤ 'مدنیہ:۲٦٤ 'مدینہ:٦٥]

ان واقعات سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱۔ مسلسل تیس' چالیس اور پچاس سال تک رات کو یہ بزرگ سوئے نہیں۔

۲۔ ضروریات انسانی پیشاب اور دیگر ایسی ضروریات وغیرہ سے بے نیاز رہے۔

۳۔ بیوی کے حقوق سے غافل اور لاتعلق رہے۔

۴۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دو پہر کو سونے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں ایسا کرتے مگر رات کے سونے اور آرام کرنے اور دیگر احکامات نبوی ﷺ کی نافرمانی کرتے رہے۔

۵۔ ایک بزرگ تو ان میں ایسا تھا جو بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھتا رہا اور مسلسل پندرہ سال تک لیٹنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

درج بالا تمام واقعات انسانی فضیلت میں شامل نہیں۔ بلکہ فضیلت صرف ان امور سے ثابت ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے ثابت ہوں۔

آیئے اب آپ کو سیرت رسول ﷺ سے چند واقعات پیش کرتے ہیں تاکہ آپ نبی ﷺ کے طریقوں سے محبت کریں اور صرف انہی پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے اجر کے مستحق ہوں۔

اسلام میں وضو کی اہمیت:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم ((لَا تَقبل صلوٰةَ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّا)) [متفق علیہ' مشکوٰۃ باب ما یوجب الوضوء]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا وضو نہ ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وضو نہ کرے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس سوئے جب آپ رات کو بیدار ہوئے' مسواک کی' وضو کیا' اور یہ آیت پڑھی۔

﴿ اِنَّ فِیُ خَلُقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرضِ ﴾[سورۃ النساء کے آخر تک]

پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ قیام' رکوع اور سجود بہت لمبے فرمائے۔ پھر فارغ ہو کر سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ آپ نے تین دفعہ اسی طرح فرمایا۔ اور چھ رکعت پڑھیں ہر دفعہ یہ آیت پڑھتے' مسواک کرتے اور وضو فرماتے' پھر آخر میں تین وتر پڑھے۔'' [نسائی]

ایک اور حدیث میں اس طرح ہے:

((وَ عَنُ بُرَیُدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنُہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((صَلَّی الصَّلٰوۃ یَوُمَ الْفَتُحِ بِوُضُوءٍ وَّاحِدٍ وَ مَسَحَ عَلٰی خُفَّیُہِ)) فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ لَقَدُ صَنَعُتُ الْیَوُمَ شَیُئًا لَمُ تَکُنُ تَصُنَعُہٗ فَقَالَ :((عَمَدًا صَنَعُتُہٗ یَا عُمر))

[رواہ مسلم' مشکوٰۃ باب ما یوجب الوضوء]

''بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور موزوں پر مسح کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا آپ نے آج ایک ایسا کام کیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! میں نے یہ کام جان بوجھ کر کیا ہے۔''

۱۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز وضو کے بغیر نہیں ہوتی

۲۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول ہر نماز کے ساتھ تازہ وضو کا تھا۔

۳۔ فتح مکہ کے موقع پر جب آپ نے ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا۔ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر رضی اللہ عنہ! میں نے ایسا عمداً کیا ہے۔''

۴۔ بعض اوقات تہجد کی نماز کے لیے آپ ﷺ اٹھتے' وضو فرماتے' دو رکعتیں پڑھ کر سو

جاتے' اور پھر اٹھ کر دوبارہ بلکہ سہ بارہ وضو فرماتے۔'' [مسلم ونسائی]

۵۔ رسول ﷺ کا یہ خاصہ بھی تھا کہ اگر آپ کو نیند آ جاتی اور آپ خراٹے لینے لگتے تب بھی آپ کا وضو قائم رہتا۔ مگر اس کے باوجود آپ تہجد کے لیے تین تین مرتبہ بھی وضو فرما لیتے۔

۶۔ ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ رات کو سوتے بھی تھے۔

یہ سونا اور جاگنا اپنی مرضی سے بالکل نہ تھا بلکہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے سورۃ المزمل کی ابتدائی آیات میں دیا تھا۔

❁ قرآن وحدیث سے رسول اللہ ﷺ کی مختصر سیرت پیش کر دینے کے بعد اپنے تبلیغی بھائیوں سے نہایت اکرام سے اور بڑے پیار ومحبت سے سوال ہے بتایئے کہ فضائل اعمال میں درج واقعات نبی ﷺ کے طریقوں سے ملتے ہیں؟ اگر آپ میں انصاف ہے تو یقیناً یہی جواب ہوگا کہ...... یہ قصے نبی ﷺ کے طریقوں کے خلاف ہیں اور اگر آپ میں تعصب ہے تو پھر آپ یہ کہہ کر دل کو مطمئن کر لیں گے کہ...... آخر بزرگوں نے جو لکھ دیا ہے غلط تو نہیں ہوگا۔

- پندرہ برس تک لیٹنے کی نوبت نہیں آئی ہوگی۔
- بزرگوں نے عشاء کے وضو سے پچاس سال تک صبح کی نماز پڑھی ہوگی۔
- اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس بزرگ نے کسی طرح ایک ہی وضو سے بارہ دن تک ساری نماز پڑھی ہوں۔ کیونکہ آج کل ''یوگا'' کی ورزش سے ہندو اور بدھ مت لمبی لمبی ریاضتیں کر لیتے ہیں۔

❁ میرے بھائیو! سوچیں اور عقل سے کام لیں۔ اس صوفی کو قرآن وحدیث کی ترغیبات کا اتنا اثر نہ ہوا جتنا خواب میں خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر ہوا۔ اور اس کی تلاش میں چالیس سال تک وہ بیدار و بے قرار رہا۔

❁ تبلیغی بھائیو! کیا آپ نبی ﷺ کے طریقوں کی تلاش کے لیے کچھ وقت دے سکتے ہیں۔

جتنا وقت آپ ان قصوں کو پڑھنے سننے سنانے میں لگاتے ہیں اتنا وقت قرآن مجید' بخاری' مسلم اور دیگر کتب احادیث کا ترجمہ ومفہوم سیکھنے میں لگائیں۔ ان شاء اللہ آپ کو نبی

کریم ﷺ کے پاکیزہ طریقے مل جائیں گے ان پر عمل کر کے دیکھیں حلاوت لذت اور لطف ایمانی نصیب ہوگا جس سے بہت نفع ہوگا۔ ان شاء اللہ

فضائل اعمال میں وضو کے بعد نماز کا حشر

دوسو، تین سو اور ایک ہزار...... رکعات روزانہ:

- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو فقہ کے مشہور امام ہیں دن بھر مسائل میں مشغول رہنے کے باوجود رات دن میں تین سو رکعات نفل پڑھتے تھے۔[**فضائل اعمال**=رحمانیہ:۳۸۵،فیضی:۳۶۱، قدیمی:۲۶۵، عبد الرحیم:۲۴۰، خواجہ محمد اسلام:۶۶]

- امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ باوجود علمی مشاغل کے...... جو سب کو معلوم ہیں اور ان کے علاوہ قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے قاضی کے مشاغل علیحدہ تھے لیکن پھر بھی...... دو سو رکعات نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔[**فضائل اعمال**=رحمانیہ:۳۸۶، فیضی:۳۶۱، قدیمی :۲۶۶، رحیم:۲۴۰، خواجہ(نماز):۶۶]

ایک بزرگ ستر برس تک مشغول عبادت رہا:

- ہناد رحمۃ اللہ علیہ ایک محدث ہیں ان کے شاگرد کہتے ہیں وہ بہت ہی زیادہ روتے تھے ایک مرتبہ صبح کو ہمیں سبق پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر زوال تک نفل پڑھتے رہے۔ دوپہر کو گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں آ کر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت مغرب تک فرماتے رہے۔ مغرب کے بعد میں واپس چلا آیا۔ میں نے ان کے ایک پڑوسی کو تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا کہ ستر برس سے ان کا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت کو دیکھو گے تو اور بھی تعجب کرو گے۔[**فضائل اعمال**=رحمانیہ:۳۸۶، فیضی:۳۶۲، قدیمی: ۲۶۶، رحیم:۲۴۱، خواجہ(نماز):۶۷]

روزانہ ایک ہزار رکعت:

زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔ تہجد کا کبھی سفر یا حضر میں ناغہ نہیں کرتے تھے۔[**فضائل اعمال**=رحمانیہ:٤٠٢ 'فیضی:٣٧٨ 'قدیمی:٢٨٣ 'عبد الرحیم:٢٥٦ 'خواجہ محمد اسلام:٨٢ 'مدنیہ:٢٨٣ 'مدینہ:٨٣]

فضائل اعمال میں درج بالا واقعات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مصروفیات کے باوجود ایک سو سے لے کر ایک ہزار رکعت بزرگ پڑھتے تھے۔ مسائل اور قضا کی مصروفیات ان رکعات کے علاوہ ہوتی تھیں۔ صبح سے مغرب تک عبادت میں مشغول بزرگ رات کے وقت اور بھی زیادہ عبادت کرتے تھے۔ ایک اور بزرگ پورا مہینہ رمضان میں سوتے ہی نہیں تھے۔

فضائل اعمال میں جھوٹے قصے لکھنے میں مصنف نے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ آیئے! آپ کو سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک پیش کر دیں تا کہ سچے واقعات سے نور ایمان بڑھ جائے اور سعادت منداس کے مطابق اپنے اعمال اور عقیدے کو درست کر لیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز:

اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان کے مطابق آدھی سے کم یا زیادہ یا آدھی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام' تلاوت قرآن' رکوع وسجود میں گزار دیتے اور باقی رات بیویوں کے ہاں باری باری آرام فرماتے اور ان کے حقوق ادا فرماتے۔ حدیث میں اس کی وضاحت اس طرح موجود ہے۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کتنی تھی تو انہوں نے فرمایا: ''رمضان اور غیر رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔'' [بخاری ۔ کتاب الصلوۃ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں آٹھ رکعات نماز پڑھائی:

((اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْ رَمَضَانَ فِیْ لِیْلَةٍ ثَمَانِ

رَكَعات ثُمَّ أُوتَرَ))[قيام الليل: ٩٠]

''رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں ایک رات صحابہ کو آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائے۔''

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں صحابہ کرام کا عمل:

ایک مرتبہ قاری قرآن سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا: ''آج رات میں نے ایک کام کیا ہے جو صرف اپنی سمجھ سے تھا'' آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا کام ہے؟ عرض کی گھر میں عورتیں جمع ہو کر کہنے لگیں۔ ہمیں قرآن یاد نہیں آپ تراویح پڑھائیں۔ میں نے ان کو آٹھ رکعت پڑھا کر وتر پڑھا دیئے۔ آپ ﷺ یہ سن کر خاموش رہے۔ گویا خاموشی آپ کی رضا تھی۔[قيام الليل: ٩٠]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قاریوں کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں سیدنا ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر یعنی کل گیارہ رکعتیں پڑھائیں۔[موطا امام مالك]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تین آدمی ازواج النبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا...... جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے اپنی عبادت کو بہت کم سمجھا اور کہا ہمارا مقابلہ نبی ﷺ سے کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کردی ہیں۔

ایک نے کہا ''میں ہمیشہ رات کو نماز ہی پڑھتا رہوں گا۔''

دوسرا بولا: ''میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا اور کبھی نہ چھوڑوں گا۔''

تیسرے نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہ کروں گا۔''

اس بات کا علم جب رسول اللہ ﷺ کو ہوا۔ تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ''تم لوگوں نے ایسے ایسے کہا ہے؟ خبردار!!! یقین جانو' میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہوں۔ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں۔ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے جو شخص میری سنت سے منہ موڑے گا میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔'' [منفق علیه و مشکوٰة ۔ باب الاعتصارم بالکتاب و السنه]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ:

۱۔ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز تہجد وتر سمیت گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ رات کو سوتے بھی تھے اور عبادت بھی کرتے تھے۔

۳۔ رمضان المبارک میں آپ ﷺ نے جو نماز (تراویح) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو باجماعت پڑھائی تھی وہ گیارہ رکعت ہی تھی۔[قیام اللیل: ۹۰]

۴۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سیدنا ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے رمضان میں عورتوں کو نماز تراویح گیارہ رکعت مع وتر پڑھائی۔[قیام اللیل: ۹۰]

۵۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قاری قرآن سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو (تراویح اور) وتر گیارہ رکعت پڑھائیں۔

۶۔ خلوص نیت سے اور شوق عبادت میں جب تین صحابہ نے قسمیں کھالیں تو رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا جو شخص میری سنت سے منہ موڑے گا اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

فضائل اعمال میں بیان کردہ واقعات اگر سچے ہیں تو بتائیں دوسو' تین سو اور ایک ہزار رکعت روزانہ پڑھنے والے نبی ﷺ کے طریقوں سے محبت کرنے والے تھے یا نبی ﷺ کے طریقوں کے مخالف تھے۔

ظہر سے اگلے دن تک مصروف عبادت بزرگ اور مہمان کا انتظار:

⬅ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص ملنے کے لیے آیا۔ وہ ظہر کی نماز میں مشغول تھے وہ

انتظار میں بیٹھ گیا۔ جب نماز سے فارغ ہو چکے تو...... نفلوں میں مشغول ہو گئے اور عصر تک نفل پڑھتے رہے یہ انتظار میں بیٹھا رہا...... نفلوں سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز شروع کردی اور اس سے فارغ ہو کر دعا میں مشغول ہو گئے اور مغرب تک مشغول رہے اور پھر مغرب کی نماز پڑھی اور نفل شروع کر دیئے عشاء تک مشغول رہے...... یہ مہمان بے چارہ انتظار میں بیٹھا رہا عشاء کی نماز پڑھ کر پھر نفلوں کی نیت باندھ لی صبح تک اس میں مشغول رہے پھر صبح کی نماز پڑھی اور ذکر شروع کر دیا ''اوراد'' و ''وظائف'' پڑھتے رہے پھر اسی مصلیٰ پر بیٹھے بیٹھے آنکھ جھپک گئی تو فوراً آنکھوں کو ملتے ہوئے اٹھے اور استغفار و توبہ کرنے لگے اور دعا پڑھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اللہ تعالیٰ ہی سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے بھرتی نہیں۔'' [فضائل اعمال=رحمانیه:٤٠٦ 'فیضی:٣٨٢'

قدیمی:٤٨٦ 'عبد الرحیم:٢٦٠ 'خواجه محمد اسلام:٨٦ 'مدنیه:٢٨٦ 'مدینه:٨٦]

''ایک اور بزرگ جس کو جنت کی طلب نہیں تھی'':

- صلہ بن اشیم رات بھر نماز پڑھتے اور صبح کو یہ دعا کرتے یا اللہ میں اس قابل تو نہیں ہوں کہ جنت مانگوں صرف اتنی درخواست ہے کہ آگ سے بچا لیجئے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں یہ بزرگ جن کی طرف یہ قصے منسوب ہیں اگر واقعی درست ہیں تو یہ لوگ تو نبی ﷺ کے طریقوں کے خلاف چلنے والے تھے مگر نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی کا دعویٰ کرنے والے ان کو بزرگ بتا رہے ہیں۔ [فضائل اعمال=رحمانیه:٤٥٠ ' فیضی:٦٧٤'

قدیمی: ٦٨٠' رحیم: ٥٠٥'خواجه(نماز):٣٩]

- وہ بزرگ جس کا مہمان ظہر کے وقت ملنے کے لیے آیا اور وہ تلاوت قرآن اور وظائف میں مصروف رہے اور مہمان پر کوئی توجہ نہ دی۔ ہم نے گزشتہ صفحات پر...... رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حال بیان کیا ہے یہ بزرگ اس اعتبار سے نافرمان ٹھہرا۔

مہمان کی عزت اور اس سے خوش اخلاقی سے ملنا مہمان کی خدمت' کھلانا پلانا اور

دوسرے حقوق تلف کرنے کی وجہ سے بھی وہ نبی ﷺ کا نافرمان ٹھہرا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھ جیسی نعمت اور تندرست جسم اور دوسری نعمتوں سے نواز رکھا تھا اس کا حق غصب کیا۔

جب آنکھ اور جسم خوب تھک گئے اور نیند کے غلبہ کی وجہ سے آنکھ جھپک گئی تو ایسی آنکھ سے پناہ مانگ کر اس نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو برا کہا اور اس سے پناہ مانگی جیسے ہم شیطان مردود اور دیگر بری چیزوں سے پناہ مانگتے ہیں۔

❁ ایک واقعہ میں بتایا گیا ہے کہ بزرگ رات بھر نماز پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ ''یا اللہ اس قابل تو نہیں ہوں کہ جنت مانگوں صرف آگ سے بچنے کی آرزو ہے۔ اس واقعے میں تصوف کی ایک بڑی بیماری جنت کی تحقیر کا پہلو نمایاں ہے' دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس قابل نہیں ہوں کہ جنت مانگوں۔ مطلب یہ ہوا کہ جہنم سے بچنے کے قابل ہوں اس کا استحقاق رکھتا ہوں اس لیے یہ دعا کرتا ہوں۔

❁ تبلیغی بھائیو! یہ سب کو معلوم ہے کہ وہاں صرف دو ہی گھر ہیں جہنم یا جنت۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السعير ﴾ [شوریٰ=۴۲:۷]

''ایک فریق جنت میں ہوگا اور دوسرا جہنم میں۔''

﴿ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازْ ﴾ [آل عمران=۳: ۱۸۵]

''جو جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل ہو گیا اس نے یقیناً بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی۔''

❁ یہ بزرگ جانا جنت میں چاہتا تھا مگر سیدھے منہ اللہ تعالیٰ سے جنت میں جگہ مانگتا بھی نہ تھا اس کو کہتے ہیں تصوف اور یہ ہے زبان کی صفائی۔

اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس مانگو:

نماز بھی پڑھو...... آرام بھی کرو...... بیویوں کے حقوق ادا کرو...... اور مہمان کا حق بھی

اس کو دو...... آنکھ اور جسم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ان کا حق بھی ادا کرو...... اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور جہنم کے عذاب سے بچنے کی دعائیں بھی کرو۔

ایک حدیث یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جب بھی مانگو جنت الفردوس مانگو۔

❀ میرے بھائیو! فضائل اعمال کے بے بنیاد قصوں پر یقین کرنے کی بجائے نبی ﷺ کے بتائے ہوئے پاکیزہ طریقوں سے ہمیں محبت کرنی چاہئے اور اپنے گناہوں سے معافی جہنم کے عذاب سے نجات اور جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ کی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

''زندہ کا عمل مردوں پر پیش ہوتا ہے'':

⬅ محمد بن سماک فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا...... ایک پڑوسی تھا اس کا ایک لڑکا تھا جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا اور رات بھر نماز اور شوقیہ اشعار میں رہتا اور سوکھ کر ایسا ہو گیا کہ صرف ہڈی اور چمڑا رہ گیا۔ اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ تم اس کو ذرا سمجھاؤ۔ میں ایک مرتبہ اپنے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا' وہ سامنے سے گزرا میں نے اسے بلایا وہ آیا' سلام کہا' اور بیٹھ گیا۔ میں نے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ وہ کہنے لگا چچا' شاید آپ محنت میں کمی کا مشورہ دیں گے۔ چچا جان میں نے اس محلے کے چند لڑکوں کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ دیکھیں کہ کون شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرے۔ انہوں نے کوشش اور محنت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلا لئے گئے۔ جب وہ بلائے گئے تو بڑی خوشی اور سرور کے ساتھ گئے۔ ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ میرا عمل دن میں دو بار ان پر ظاہر ہوتا ہوگا۔ وہ کیا کہیں گے جب اس میں کوتاہی پائیں گے۔ چچا جان ان جوانوں نے بڑے بڑے مجاہدے کئے۔ ان کی محنتیں بیان کرنے لگا۔ جن کو سن کر ہم متحیر رہ گئے۔ اس کے بعد وہ لڑکا اٹھ کر چلا گیا۔ تیسرے دن ہم نے سنا کہ وہ بھی رخصت ہو گیا۔ [فضائل اعمال=رحمانیہ:۳۳۹ 'فیضی: ۳۱۳'قدیمی:۲۱۸ 'عبد الرحیم:۱۹۶ 'خواجہ محمد اسلام(نماز):۲۲ 'مدنیہ: ۲۱۸'مدینہ:۲۴]

- اس واقعے کے الفاظ نہایت غور طلب ہیں کہ وہ بلا لیے گئے اور یہ لڑکا بھی رخصت ہو گیا مولوی محمد زکریا ان لوگوں کے لیے فوت ہونے کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ذاکر مرتے نہیں۔ یہ لڑکے بھی مرے نہیں بلکہ پہلے والے بلا لیے گئے اور بعد والا خود رخصت ہو گیا۔ [اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ]

- جب محمد بن سماک نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو اس نے واضح طور پر کہا کہ میرا یہ عمل ان لڑکوں پر جو فوت ہو چکے تھے دن میں دو بار ظاہر ہوتا ہو گا۔
- جب وہ میرے عمل میں کمی دیکھیں گے تو وہ کیا کہیں گے۔ یعنی ان سے شرمندگی سے بچنے کے لیے یہ اعمال وہ کرتا تھا۔
- جو لوگ بڑے بڑے مجاہدے کرتے ہیں مرنے کے بعد ان پر زندہ لوگوں کے اعمال ظاہر کئے جاتے ہیں۔

قارئین کرام ! یہ عقیدے کی خرابیاں اس ایک قصے میں موجود ہیں اور نبی کریم ﷺ کے طریقہ مطہرہ کے خلاف من گھڑت عبادت کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

- دن کو ہمیشہ روزہ رکھنا' رات بھر جاگتے رہنا' نبی ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے' جس کو گذشتہ صفحات پر بیان کر دیا گیا ہے۔
- عبادت میں اس قدر زیادتی جس سے صحت پر برے اثرات مرتب ہوں اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ رمضان کے فرض روزوں کو موخر کرنے کا حکم بھی دیا ہے بلکہ اگر روزے کی حالت میں نقاہت کمزوری اور طبیعت زیادہ خراب ہو تو روزہ توڑنے کا حکم بھی دیا ہے جس کا مقصد انسانی صحت کو ہر حال میں بحال رکھنا ہے۔
- اعمالِ صالحہ صرف وہی ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کئے جائیں۔
- اور نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ہوں۔
- اس کے علاوہ کسی اور کو خوش کرنے یا دکھانے کے لیے ہوں تو وہ ریا ہے جس کا درجہ شرک سے ہرگز کم نہیں۔

- اعمال دن میں دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دربار میں کراماً کاتبین فرشتے پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے سامنے اعمال پیش ہونا یہ بات قطعاً درست نہیں ہے۔
- نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کسی نے عبادت نہیں کی' کسی صحابی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میرا یہ عمل رسول اللہ ﷺ پر ظاہر ہوتا ہوگا۔

میرے عزیز بھائیو! یہ مشرکانہ عقیدہ آج بھی تبلیغی جماعت کے بعض بزرگوں کا ہے کہ اعمال بزرگوں پر ظاہر کئے جاتے ہیں اسی لئے مولانا انعام الحسن امیر تبلیغی جماعت اپنے تبلیغی مریدوں سے ہر سال رائیونڈ میں مولانا محمد الیاس کے ہاتھ پر بیعت لیتے ہیں۔ جس کا مقصد صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد الیاس کے سامنے یہ بیعت والا عمل اور اجتماع کی کارروائی اور تبلیغی سرگرمیاں ظاہر کی جاتی ہوں گی۔ [اَسْتَغْفِرُ اللّٰه]

میرے بھائیو! سوچیں یہ شرکیہ قصے پڑھ کر لوگوں کو سنانا' کیا شرک پھیلانے میں حصہ ڈالنا نہیں؟ اس کتاب کی بجائے قرآن پڑھیں اور لوگوں کو سنائیں شرک سے خود بچیں اور دوسروں کو بچائیں۔

نماز ڈھول اور بزرگ:

- عامر بن عبداللہ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں کی باتوں کی کیا خبر ہوتی ڈھول کی آواز کا پتہ بھی نہ چلتا تھا۔ [فضائل اعمال=رحمانیہ: ٤٠٥ 'فیضی: ٣٨١ 'قدیمی: ٢٨٥ 'عبد الرحیم: ٢٥٩ 'خواجه محمد اسلام: ٨٥ 'مدنیه: ٢٨٥ 'مدینه: ٨٥]

''نماز میں بچوں کے رونے کا اثر نبی ﷺ پر'' :

- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میرا ارادہ نماز لمبی کرنے کا ہوتا ہے مگر بچوں کے رونے کی آواز سن کر مختصر کر دیتا ہوں تا کہ اس کی ماں پریشان نہ ہو۔
- سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم صبح کی نماز میں رسول اللہ' ﷺ کے پیچھے تھے' آپ قرأت کر رہے تھے کہ پڑھنا آپ پر مشکل ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے

صحابہ سے پوچھا شاید تم میرے پیچھے پڑھتے ہو۔ سب نے کہا جی ہاں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا: "سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا کرو" کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی کہہ رہا تھا کہ یہ نزاع (جھگڑا) قرآن پڑھنے میں میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔ (یاد رکھو!) جب میں جہری قرآت کروں تو سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو۔ یہ حدیث ترمذی' ابوداؤد' نسائی' جزء القرأت للبخاری' جزاء القرأت للبیہقی اور دیگر کتب احادیث میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے۔

ان صحیح احادیث سے ثابت ہوا کہ بچوں کے رونے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قرآن پڑھنے کا اثر رسول اللہ ﷺ پر ہوتا تھا۔ مگر تبلیغی جماعت کے بزرگ حضور ﷺ سے اپنے بزرگوں کو بڑھانے کے لیے کتنے آگے نکل گئے ہیں کہ ان کو ڈھول کی آواز کا پتہ بھی نہ چلتا تھا۔ اس کو کہتے ہیں اکابر پرستی جس سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

تبلیغی بھائیوں سے ایک سوال:

۞ بھائیو! کتب احادیث میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم نبی ﷺ نے ہمیں دیا ہے بتائیے آپ کو نبی ﷺ کے طریقے پسند ہیں؟ اگر پسند ہیں تو نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا نبوی طریقہ ہم نے عرض کر دیا ہے لیجئے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کریں۔ جزاکم اللہ خیراً۔ مگر کوئی بھائی عقیدت میں یہ کہہ دیں گے کہ بزرگوں کو علم نہیں ...... اگر یہ بات درست ہوتی تو وہ ہمیں بتاتے۔ بھائیو! یہ بزرگ آپ کو ایسے بے بنیاد قصے تو بتا سکتے ہیں مگر نبی ﷺ کے سچے اور پاکیزہ مسائل اور طریقے نہیں بتائیں گے۔ آپ ان بزرگوں سے نماز جنازہ سیکھنے اور یاد کرنے کے لیے کہیں تو جنازہ میں کیونکہ خود امام بھی سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس لئے آپ کو صرف **سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ** سکھائیں گے ...... پھر درود شریف میں لے جائیں گے ...... نماز جنازہ میں فاتحہ کا نام ونشان بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ حنفی ہیں اور ان کے نزدیک امام پیچھے فرض نمازوں میں اور جنازہ میں امام سمیت تمام لوگوں کے لیے سورۂ فاتحہ سے اجتناب ضروری ہوتا ہے۔

سوچیئے! اگر جنازہ نماز ہے تو پھر بغیر فاتحہ کیوں؟ خوب سمجھ لیں!!

مردہ قبر میں کھڑا ہو گیا:

ابو سنان کہتے ہیں اللہ کی قسم میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت کو دفن کیا۔ دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے مجھے کہا چپ ہو جاؤ۔

[فضائل اعمال=رحمانیه:۳۸۵ ‘فیضی:۳۶۱ ‘قدیمی:۲۶۶ ‘عبد الرحیم:۲٤۰ ‘خواجه محمد اسلام:٦٦ ‘مدنیه:۲٦٦ ‘مدینه:٦٧]

بھائیو! اپنے بزرگ کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے یہ واقعہ گھڑ لیا گیا اور فضائل اعمال کی زینت بھی بنا دیا گیا۔ سوچئے اگر ''ثابت'' قبر میں نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو قبر سے از خود باہر کیوں نہیں نکلے؟ اور اگر دو آدمیوں نے دفن کرتے وقت ہی نماز پڑھتے دیکھ لیا تھا تو اسے زندہ دیکھ کر نکال لیتے مگر ان لوگوں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے کے باوجود نہیں نکالا تو یقیناً یہ قاتل ٹھہرے اور وہ بزرگ قیامت کے دن ان پر اللہ کی عدالت میں مقدمہ چلائے گا اور جس طرح زندہ درگور لڑکیوں سے پوچھا جائے گا:

﴿ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴾ [تکویر=۸۲: ۹]

''اور جس وقت پوچھا جائے گا اس لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی کہ تجھے کس گناہ میں قتل کیا گیا۔''

بالکل اسی طرح اس بابے سے بھی پوچھا جائے گا کہ تجھے کیوں زندہ درگور کیا گیا۔

سات دن تک بزرگی کا دورہ پڑا رہا:

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مرتبہ غلبہ ''حال'' ہوا۔ تو سات روز تک گھر میں رہے۔ نہ کھاتے تھے، نہ پیتے تھے، نہ سوتے تھے۔ شیخ کو اس کی اطلاع کی گئی۔ دریافت فرمایا کہ نماز کے اوقات تو محفوظ رہتے ہیں۔ (یعنی نماز کے اوقات کا تو اہتمام رہتا ہے) لوگوں نے عرض کیا کہ نماز کے اوقات بے شک محفوظ ہیں۔ فرمایا: '' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ

يَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ عَلَيْهِ سَبِيْلاً'' تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جس نے شیطان کو اس پر مسلط نہ ہونے دیا۔''[فضائل اعمال=رحمانیه:۳۵۸ 'فیضی:۳۳۳ 'قدیمی:۲۳۹ 'عبد الرحیم:۲۱٤ 'خواجه محمد اسلام:٤٠ 'مدنیه:۲۳۹ 'مدینه:٤٢]

اس قصے کے چند پہلو قابل غور ہیں:

١۔ بزرگی میں ایک خاص مقام آتا ہے جس کو ''حال'' کہتے ہیں۔
٢۔ جب اس حال کا دورہ سفیان ثوری پر پڑا تو سات دن تک تمام ضروریات بشری مثلاً کھانا۔ پینا سونا وغیرہ سے بے نیاز ہو گئے۔
٣۔ بعض اوقات حالت ''حال'' میں بزرگ باہر نہیں نکلا کرتے۔
٤۔ شیخ کو اطلاع کی گئی تو اس نے کہا کہ شکر ہے اس پر شیطان مسلط نہیں ہوا۔

قارئین کرام! سفیان ثوری کو صرف سات دن ''حال'' کا دورہ پڑا جبکہ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ ''حال'' کا دعویٰ کرنے والے سر او رمنہ پر خاک ڈالے عمر بھر پھرتے ہیں۔ خانقاہوں پر مست' بے ہوش اور نشے میں دھت پڑے ہوئے ہیں۔

❁ بھائیو! اس قسم کی بزرگی اسلام میں نہیں جو شخص اس قسم کا دعویٰ کرے کذاب اور جھوٹا ہے۔ سات دن تک کچھ نہ کھانا' پینا بزرگی کی علامت ہرگز نہیں بلکہ یہ علامت کسی مریض کی ہو سکتی ہے۔ سفیان ثوری سات دن گھر کے اندر رہے بتائیے۔ مسجد میں جا کر با جماعت نماز نہیں پڑھی؟ شیخ کو اطلاع کرنا اور اس کا یہ کہنا کہ اس پر شیطان مسلط نہیں ہوا کس قدر مغالطہ ہے۔ اگر یہ واقعہ درست ہے تو شیطان ان پر سوار ہوا تبھی تو وہ سات دن تک مسجد میں نہیں گئے۔ ہاں تو اس کو کہتے ہیں شخصیت پرستی' تقلید اور اندھی عقیدت۔ جس کی فضیلت ''فضائل اعمال'' سے آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔

اسلام میں غلبہ ''حال'' کی کوئی قسم نہیں:

❁ غلبہ ''حال'' کا کوئی مقام اسلام میں ہوتا تو یہ کیفیت رسول اللہ ﷺ پر بھی طاری ہوتی۔ کسی صحابی پر غلبہ حال کا دورہ پڑتا تو اس کی فضیلت میں کوئی قرآنی آیت یا

حدیث رسول ﷺ موجود ہوتی۔ مگر اسلام کے پاکیزہ اور نبوی طریقہ میں اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک بدعت ہے شیطانی اثر ہے اور مسلمانوں کے لیے ایک فتنہ ہے جسے تبلیغی بزرگ کرامت بتاتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

نبی ﷺ اور صحابہ کرام پر فضائل اعمال کی یاوہ گوئی:

یہ تو تھے تبلیغی جماعت کے بزرگ جو مسلسل تیس' چالیس' پچاس اور ستر برس تک دن رات عبادت کے معمولات پر قائم رہے ہیں۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خود امام الانبیاء محمد ﷺ کے متعلق فضائل اعمال میں اس طرح یاوہ گوئی کی گئی ہے۔

⬅ ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات مسجد نبوی میں گذاری حضور اقدس ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھے بھی شوق ہوا حضور کے پیچھے نیت باندھ لی حضور سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے میں نے خیال کیا کہ (۱۰۰) آیتوں پر رکوع کریں گے مگر جب وہ گذر گئیں اور رکوع نہ کیا تو میں نے سوچا کہ دوسو پر رکوع کریں گے مگر وہاں بھی نہ کیا تو مجھے خیال ہوا کہ سورۃ ختم کر کے ہی رکوع کریں گے جب سورت ختم ہوئی تو حضور نے کئی مرتبہ " **اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْد ' اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْد**" پڑھا اور سورۃ آل عمران شروع کردی میں سوچ میں پڑ گیا۔ آخر میں نے خیال کیا کہ سورۃ کے ختم پر تو رکوع کریں گے۔ حضور نے اسے ختم فرمایا اور تین مرتبہ " **اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْد**" پڑھا اور سورۂ مائدہ شروع کردی۔ اس کو ختم کر کے رکوع کیا۔ رکوع میں " **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم**" پڑھتے رہے اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھتے رہے جو سمجھ میں نہ آیا۔ اس کے بعد اسی طرح سجدے میں " **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی**" بھی پڑھتے رہے اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھتے تھے۔ اسکے بعد دوسری رکعت میں سورہ انعام شروع کردی۔ میں حضور کے ساتھ نماز پڑھنے کی ہمت نہ کرسکا اور مجبور ہو کر چلا آیا۔ پہلی رکعت میں تقریباً پونے پانچ سپارے ہوئے او رپھر حضور اقدس ﷺ کا پڑھنا جو نہایت اطمینان سے' تجوید اور ترتیل کے ساتھ' ایک ایک آیت جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔ ایسی صورت میں کتنی لمبی رکعت ہوئی ہوگی؟ انہی وجوہ سے آپ ﷺ کے پاؤں پر نماز پڑھتے پڑھتے ورم آجاتا تھا۔ [فضائل اعمال = رحمانیہ: ۳۳۸'۳۳۹ 'فیضی: ۳۱۳ 'قدیمی: ۲۱۷ 'عبد الرحیم: ۱۹۶ 'خواجہ محمد اسلام: ۲۱ 'مدنیہ: ۲۱۸ 'مدینہ: ۲۳]

❁ قارئین کرام! اس واقعہ سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ ایک صحابی نے مسجد نبوی میں رات گذاری۔ جب نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو وہ بھی پیچھے کھڑے ہو گئے۔

۲۔ پہلی رکعت میں رسول اللہ ﷺ نے سورہ بقرہ، آل عمران اور مائدہ پڑھیں۔

۳۔ صحابی کو بار بار خیال آتا رہا کہ ''اب رکوع کریں گے کہ اب رکوع کریں گے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تلاوت قرآن کا یہ تھا کہ نہایت اطمینان سے تجوید اور ترتیل کے ساتھ ایک ایک آیت جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔

۵۔ رسول اللہ ﷺ لمبا قیام فرماتے۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔

۶۔ صحابی صرف ایک رکعت پڑھ سکا اور دوسری رکعت پڑھنے کی ہمت نہ کر سکا۔

توجہ فرمائیے! یہ صحابی رسول اللہ ﷺ کے پیچھے شوق عبادت میں کھڑے ہو گئے۔ جب قیام طویل ہوا تو انہیں بار بار خیال آنے لگا۔

❁ تبلیغی جماعت کے بزرگ کا قصہ آپ نے گذشتہ صفحات پر پڑھ لیا ہے کہ اسے ڈھول کی آواز کا بھی خیال نہ ہوتا۔ اس قدر عبادت خشوع وخضوع سے کرتے تھے۔ مگر صحابی رسول جو بڑے شوق سے اپنے ہادی اور محبوب پیچھے کھڑے ہو گئے تھے صرف دو رکعت نہ پڑھ سکے۔ اور نبی ﷺ کی پیاری زبان سے تلاوت قرآن سن کر بھی نماز میں خشوع وخضوع پیدا نہ کر سکے

❁ اسی طرح یہ بھی قابل غور بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا قیام لمبا ہوتا تھا اور تلاوت ترتیل اور تجوید کے ساتھ ہر آیت جدا جدا ہوتی تھی۔ اسی لیے آپ آٹھ رکعت ہی پڑھتے تھے۔

❁ مگر تبلیغی جماعت کے بزرگ تو دو سو...... تین سو...... بلکہ ایک ہزار رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور آٹھ مرتبہ یومیہ قرآن ختم بھی کر سکتے ہیں۔

اب آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ زیادہ عبادت کر سکتے ہیں یا فضائل اعمال کے مطابق ان کے بزرگ؟ اور اگر فضائل اعمال کے بیان کردہ قصے سچے ہیں تو نبی کریم ﷺ کے طریقوں میں کامیابی کا دعویٰ کہاں گیا؟

رسول اللہ ﷺ پر فضائل اعمال کا بہتان:

- فضائل اعمال میں ایک جھوٹا قصہ اس طرح لکھا ہوا ہے...... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابتداء میں حضور اقدس ﷺ رات کو جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے آپ کو رسی سے باندھ لیا کرتے کہ نیند کے غلبہ سے گر نہ جائیں۔

[**فضائل اعمال**=رحمانیه:۳۹۸ 'فیضی:۳۷٤ 'قدیمی:۲۷۸ 'عبد الرحیم:۲٥۲ 'خواجه محمد اسلام(نماز):۷۸ 'مدنیه:۲۷۸ 'مدینه:۷۸]

۞ من گھڑت واقعات سے تو یہ کتاب بھری پڑی ہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اب بھی رائیونڈ کے تبلیغی بزرگ اس کتاب کو بار بار شائع کر کے' اور تبلیغ کے لیے نکلنے والی ہر جماعت کے لیے اس کو ساتھ رکھنے کی ہدایت کر رہے ہیں۔ ہر نماز کے بعد سننے سنانے کی بیعت لے رہے اور اس کو پھیلا رہے ہیں۔ کاش ان کو اللہ تعالیٰ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق دے'' اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں سے محبت اور ان پر عمل کی توفیق دے۔ یہ لوگ ایسے قصوں کو چھوڑ کر قرآن...... جس کو اللہ تعالیٰ نے عرش سے نازل کیا ہے جس میں ملاوٹ نہیں ہے جو ہمیشہ اپنی اصلی حالت پر رہے گا کو پڑھنے' سننے اور سنانے کی توفیق دے۔ آمین۔

تبلیغی بزرگو! اور بھائیو! رائیونڈ کی یہ رونقیں چند دن بعد ختم ہونگی میدان محشر میں اللہ تعالیٰ پوچھے گا' ہاں بتاؤ کیا کرتے رہے تو شاید دھوکہ دہی کی بدعادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے بھی کہہ دیں کہ...... یا اللہ ہم تو لوگوں کو بتاتے تھے کہ'' اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے۔'' اللہ تعالیٰ پھر پوچھے گا میرے بندے! بتا جب یہ بات سن کر تیرے

ساتھ لوگ چل پڑتے تھے تو...... پھر تم ان کو میرے حکموں والا قرآن اور میرے نبی محمد ﷺ کے طریقوں والی احادیث کو چھوڑ کر من گھڑت اور جھوٹے قصوں والی کتاب ''فضائل اعمال'' کو اٹھا کر بستی بستی، شہر شہر کیوں پھرتے تھے۔ اور میرے قرآن کو تم نے کیوں چھوڑ دیا تھا۔ تو اس وقت میرے تبلیغی بھائی اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ اور رسول اللہ ﷺ بھی اگر ان کے خلاف مقدمہ پیش کرتے ہوئے کہہ دیں:

﴿ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴾

[القرقان=۲۵:۳۰]

''اور پیغمبر (قیامت کے دن) یہ عرض کرے گا اے میرے رب! میری قوم اس قرآن کو چھوڑ گئی تھی۔''

❁ میرے بھائیو! اب بھی وقت ہے سوچ کر اپنے راستہ کو صاف کر لیں اور قرآن و حدیث سے وابستہ ہو کر لوگوں کو ان کا درس دیں۔ اور انہی پر خود عمل کریں اور لوگوں کو اسی پر چلنے کی تلقین کریں اس سے آخرت سنور جائے گی اور دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ عزت دے گا۔ ان شاء اللہ۔

آیئے! اب رسول اللہ ﷺ پر لگائے گئے بہتان کا جائزہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ کو تو نیند آتی تھی۔ جس کی وجہ سے بقول فضائل اعمال اپنے آپ کو رسی سے باندھ لیتے تھے۔

مگر تبلیغی جماعت کے بزرگ...... جو پچاس پچاس سال رات کو نہ سوتے تھے۔

بلکہ ایک بزرگ تو ایک وضو سے بارہ دن تک ساری نمازیں بھی پڑھ لیتا تھا اور پندرہ برس تک مسلسل اسے لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔

سفیان ثوری پر جب دو ہر ''غلبہ حال'' پڑا تو سات دن تک نہ سوئے اور کچھ نہ کھایا۔

فضائل اعمال کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے یہ بزرگ بڑھ گئے۔ [اَسْتَغْفِرُ اللّٰه]

کتب احادیث میں کہیں یہ بات نہیں ملتی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے آپ کو رسیوں سے باندھ لیا کرتے تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر عظیم بہتان ہے۔

عمر بھر میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے:

⬅ فضائل اعمال کے مصنف کا یہ معمول ہے کہ پہلے وہ حدیث بیان کرتے ہیں اور بعد میں اس کی اہمیت اور حیثیت کو کم کرنے کے لیے جھوٹے قصے جو حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہوتے ہیں وہ بیان کر کے بزرگوں کے طریقے کو نبی کے طریقہ پر ترجیح دیتے ہیں۔

⬅ آیئے! فضائل اعمال میں پیش کی جانے والی احادیث اور بزرگوں کے قصے دیکھیں۔

کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا ''آمین'' جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا ''آمین'' جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا ''آمین'' جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام سامنے آئے تھے جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا ''آمین'' پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا ''آمین'' پھر جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پالے اور وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے میں نے کہا ''آمین'' [فضائل اعمال: رحمانیہ ٤٢٥ 'فیضی: ٦٤٩ ' قدیمی: ٦٥٢ ' عبدالرحیم: ٥٥٣]

⬅ اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد درود شریف نہ پڑھنے والے کے متعلق بہت سی وعیدیں اور پڑھنے والے کے متعلق بہت سے انعامات کا تذکرہ کرنے کے بعد مولانا محمد زکریا نے لکھا ہے کہ ''فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بھر میں درود شریف کا پڑھنا عملاً فرض ہے اور اس پر علماء مذہب کا اتفاق ہے۔'' [**فضائل اعمال**=رحمانیہ: ٤٢٨ 'فیضی: ٦٥٢ 'قدیمی: ٦٥٤ ' عبد

الرحیم:٥٥٥' خواجه:(رمضان):١٨]

قارئین کرام! حدیث رسول ﷺ پر اپنے فقہاء کو کس طرح ہوشیاری کے ساتھ ترجیح دی گئی ہے اور اس بات کو پکا کرنے کے لیے اتنا بڑا ظلم کرتے ہوئے یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ علماء مذہب کا اس پر اتفاق ہے یعنی حدیث رسول کے خلاف علماء مذہب متفق ہو چکے ہیں۔ یہاں اگر علماء مذہب سے مراد حنفی علماء لیں تو پھر یہ درست اور صحیح ہوگا کیونکہ احناف کے نزدیک نماز میں درود ضروری نہیں ہے۔ اذان کے بعد اور جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جائے اس وقت بھی ضروری نہیں مگر علماء حق ❶ اذان کے بعد ❷ تشہد میں اور ❸ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر آئے درود کو لازمی قرار دیتے ہیں جیسا کہ فضائل اعمال میں حدیث موجود ہے۔

پندرہ دن میں صرف ایک لقمہ کھانے کا معمول:

(۱) سہل بن عبداللہ تستری پندرہ روز میں ایک مرتبہ کھانا تناول فرماتے تھے اور رمضان المبارک میں ایک لقمہ۔ البتہ روزانہ اتباع سنت کی وجہ سے محض پانی سے روزہ افطار فرماتے تھے۔[**فضائل اعمال**=رحمانيه:٤٣٥ 'فيضى:٦٥٩ 'قديمى:٦٦٣ 'عبد الرحيم: ٥٦٢ 'خواجه محمد اسلام:٢٥ 'مدنيه:٦٦٣ 'مدينه:٣٠]

(۲) جنید ہمیشہ روزہ رکھتے تھے لیکن (اللہ والے) دوستوں میں سے کوئی آتا تو اس کی وجہ سے روزہ افطار فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ ایسے دوستوں کے ساتھ کھانے کی فضیلت روزہ کی فضیلت سے کچھ کم نہیں۔[**فضائل اعمال**=رحمانيه:٤٣٥ 'فيضى:٦٥٩ 'قديمى:٦٦٣ 'عبد الرحيم:٥٦٢ 'خواجه محمد اسلام:٢٥ 'مدنيه:٦٦٣ 'مدينه:٣٠]

(۳) نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لائے کہ ایک صحابی سو رہے تھے۔ آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ انکو جگا دو تا کہ وضو کرلیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جگا تو دیا مگر حضور سے پوچھا کہ آپ تو خیر کی طرف بہت تیزی سے چلنے والے ہیں۔ آپ نے خود کیوں نہ جگا دیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''مبادا...... انکار کر بیٹھتا اور میرے کہنے پر

ان کا کفر ہو جاتا تیرے کہنے سے انکار کفر نہیں ہوگا۔'' [فضائل اعمال=رحمانیه:٤٥٥ '
فیضی:٦٧٩ 'قدیمی:٦٨٦ 'عبد الرحیم:٥٨٠ 'خواجه محمد اسلام:٤٤٣'٤٤ 'مدنیه:٦٨٢]

سہل بن عبداللہ تستری جو پندرہ دن میں صرف ایک دفعہ کھانا کھایا کرتے تھے رمضان المبارک میں صرف ایک لقمہ۔ البتہ روزانہ پانی سے روزہ افطار کرتے تھے تاکہ سنت پر عمل ہو جائے۔ قارئین! کس قدر حیرت کی بات ہے۔ اگر یہ کام باعث ثواب واجر ہوتا تو اس پر خود رسول اللہ ﷺ صحابہ کو عمل کرنے کا حکم ارشاد فرماتے۔ اور صحابہ بھی پندرہ دن بعد ایک مرتبہ کھانا تناول فرماتے۔ مگر کسی صحابی نے پندرہ دن بعد کھانا کھانے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا نہ کر سکے مگر تبلیغی جماعت کے بزرگ ہیں...... جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ گئے۔
جنید سنت پر عمل کی وجہ سے پانی سے روزہ افطار کرتے ورنہ تو جنبہ کو اس کی بھی ضرورت نہ تھی............!!

مزید دیکھئے! حسب معمول مصنف نے فضائل اعمال میں پہلے احادیث پیش کی ہیں بعد میں ان کی مخالفت میں جھوٹے قصے۔

سحری کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم:

فضائل اعمال میں پیش کی گئی احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزہ میں سحری کھانے سے فرق ہوتا ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے۔ (اور ہم کھاتے ہیں)

۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہے۔

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں میں برکت ہے' (۱) جماعت میں (۲) ثرید میں اور (۳) سحری کھانے میں۔

۴۔ آپ ﷺ جب کسی صحابی کو اپنے ساتھ **سحری کھانے کے** لیے بلاتے تو ارشاد فرماتے کہ آؤ برکت کا کھانا کھالو۔

۵۔ آپ ﷺ نے فرمایا سحری کھا کر روزہ پر قوت حاصل کرو اور دو پہر کو سو کر اخیر شب اٹھنے پر مدد چاہا کرو۔

۶۔ عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں ایسے وقت حاضر ہوا۔ جب آپ ﷺ سحری نوش فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ ایک برکت کی چیز ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمائی ہے۔ اس کو مت چھوڑنا۔

۷۔ آپ ﷺ نے فرمایا (سحری کے لیے) اور کچھ نہ بھی ہو تو ایک چھوہارا ہی کھا لے یا ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔

❁ فضائل اعمال میں یہ تمام احادیث موجود ہیں .... ان کو بیان کرنے کے بعد ان احادیث کی مخالفت اگلے ہی صفحہ پر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:

نبی ﷺ کی سنت سے دشمنی اور یہودیوں کے طریقہ سے محبت:

چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ صوفیاء کو سحور کے مسئلہ میں کلام ہے وہ مقصد روزہ کے خلاف ہے اس لیے کہ مقصد روزہ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کا توڑنا ہے۔ اور سحری کا کھانا اس کے خلاف ہے۔ [**فضائل اعمال**=رحمانیہ: ٤٣٥ 'فیضی: ٦٥٨ 'قدیمی: ٦٦٣' عبد الرحیم: ٥٦٢]

(۲) مشائخ نے کہا ہے کہ جو شخص رمضان میں بھوکا رہے آئندہ رمضان تک تمام سال شیطان کے زور سے محفوظ رہتا ہے اور بھی بہت سے مشائخ سے اس باب میں شدت منقول ہے۔ [**فضائل اعمال**=رحمانیہ: ٤٣٥ 'فیضی: ٦٥٩ 'قدیمی: ٦٦٣ 'عبد الرحیم: ٥٦٢ 'خواجہ محمد اسلام: ٢٥ 'مدنیہ: ٦٦٣ 'مدینہ: ٢٥]

(۳) مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کے متعلق سنا ہے کہ کئی کئی دن مسلسل ایسے گذر جاتے تھے کہ تمام شب کی مقدار...... ''سحر و افطار'' ...... بے دودھ چائے کے چند فنجان کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت کے مخلص خادم حضرت مولانا شاہ عبد

القادر صاحب نے لجاجت سے عرض کیا کہ ضعف بہت ہو جائے گا حضرت کچھ تناول ہی نہیں فرماتے ......تو حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ جنت کا لطف حاصل ہو رہا ہے۔ حق تعالیٰ ہم سیاہ کاروں کو بھی ان پاک ہستیوں کا اتباع نصیب فرمانویں تو زہے نصیب۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:٤٤١ 'فیضی:٦٦٥ 'قدیمی:٦٦٩ 'عبد الرحیم:٥٦٧'

خواجه محمد اسلام:٣٠ 'مدنیه:٦٦٩ 'مدینه:٣٠]

(۴) مشائخ نے لکھا ہے کہ روزہ میں شام کو افطار کے لیے کسی چیز کے حاصل کرنے کا قصد بھی خطا ہے اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ رزق پر اعتماد کی کمی ہے۔[فضائل اعمال=

رحمانیه:٤٤٢ 'فیضی:٦٦٦ 'قدیمی:٦٧١ 'عبد الرحیم:٥٦٩ ' خواجه (رمضان)٣٢]

قارئین کرام! اس طرح کے کئی واقعات موجود ہیں طوالت کا خوف دامن گیر ہے اس لیے اس باب میں انہی واقعات سے سبق حاصل کرنا کافی ہے۔ آیئے! غور کریں کہ ان واقعات میں نبی ﷺ کے طریقہ کی کتنی مخالفت کی گئی ہے:

- قارئین کرام غور فرمائیں کہ......صوفیاء کو سحری کے مسئلہ میں کلام ہے یعنی وہ سحری کھانے والی حدیث پر زبان کھولتے ہیں اور اس کو غیر مفید کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کو روزے کے مقصد کے خلاف سمجھتے ہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ اس کو خیر و برکت فرماتے ہیں اور یہود کی مخالفت کا حکم دیتے ہیں.... گویا فضائل اعمال میں یہود کے طریقہ پر روزہ رکھنے کی ترغیب دی جارہی ہے۔
- فضائل اعمال میں روزہ کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کا توڑنا۔ یہ روزہ کا مقصد ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مقصد روزہ کے متعلق فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾[البقرہ=٢: ١٨٣]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر روزے فرض کئے ہیں جیسا کہ تم سے

پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔''

❁ جو شخص رمضان میں بھوکا رہے وہ سال بھر شیطان کے زور سے محفوظ رہتا ہے

قرآن اور حامل قرآن محمد ﷺ نے ایسی کوئی خبر نہیں دی بلکہ رسول اللہ ﷺ سحری اور افطاری دونوں کا حکم فرماتے ہیں اور اس کی بہت بڑی فضیلت ارشاد فرماتے ہیں۔

❁ افطاری کی مخالفت میں یہ کہا گیا ہے کہ مشائخ شام کے وقت افطار کے لیے کسی چیز کے حاصل کرنے کا قصد بھی خطا فرماتے ہیں۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ سحری اور افطاری کی ترغیب میں فرماتے ہیں:

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں صبح کی اذان سنے اور کھانے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برتن کو کھانا کھا کر نیچے رکھے۔'' [ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ]

❁ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' میرے بہت زیادہ محبوب اور پسندیدہ بندے وہ ہیں' جو روزہ جلدی افطار کرتے ہیں۔'' [ترمذی و مشکوٰۃ]

❁ سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی روزہ دار کو افطار کرائے یا کسی غازی کو سامان تیار کر کے دے تو اس کو بھی اس کے برابر اجر ملے گا۔''

[بیھقی بحوالہ مشکوٰۃ]

میرے بھائیو! یہ ہے میرے پیارے ہادی اور نبی ﷺ کا راستہ دکھانے والا طریقہ۔

❁ اگر لوگوں کو بھوکا رکھنا مقصود ہوتا تو سحری کی ترغیب نہ ہوتی' اس کی فضیلت نبی ﷺ بیان نہ فرماتے' اس کو برکت کا کھانا نہ فرماتے' بلکہ سحری کا حکم ہی نہ دیتے اور یہ بھی نہ فرماتے کہ جو شخص کھانا کھا رہا ہے اور اذان ہونے لگتی ہے تو وہ فوراً کھانا چھوڑ نہ دے۔ بلکہ کھانا کھا لے۔

❁ اور اگر بھوکا رکھنا مقصود ہوتا تو افطاری جلدی کرنے کا حکم نہ فرماتے اور افطاری کرانے اور کسی غازی کو سامان مہیا کرنے کی فضیلت میں اس قدر ترغیب نہ دیتے کہ اس کو بھی اس روزے دار اور جہاد میں شریک ہونے والے غازی کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔

اور یہ بھی نہ فرماتے کہ سحری نہ کرنا اور افطاری دیر سے کرنا یہود کا طریقہ ہے۔ جس سے تم بچو اور میرے طریقے کو اختیار کرو۔

ان ارشادات نبوی ﷺ کے برعکس تبلیغی بزرگ بتاتے ہیں کہ ہمارے بزرگ رمضان میں پندرہ دن بعد صرف ایک لقمہ کھاتے تھے اور افطاری اتباع سنت کی وجہ سے پانی سے فرماتے۔ فضائل اعمال کے مصنف کا خیال ہے کہ اگر سنت کی اتباع مقصود نہ ہوتی تو وہ پانی کی محتاجی سے بھی بے نیاز تھے۔ **استغفر اللہ ثم استغفر اللہ**

✿ کھانا اور پینا انسانی ضرورت ہے۔ اس سے بے نیاز کوئی بھی نہیں اور اس کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا اور کذاب ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد ﷺ تک تمام انبیاء کھانا کھاتے تھے۔

✿ عیسائیوں نے جب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو اپنے مقام سے بڑھا دیا اور ان کے متعلق کھانا وغیرہ سے بے نیاز ہونے کے فاسد عقائد گھڑ لئے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

﴿ **مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ أُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ** ...... ﴾[المائدہ=۵: ۷۵]

’’عیسیٰ بن مریم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے کئی رسول گذر چکے ہیں اور عیسیٰ کی ماں بڑی ہی سچی تھیں۔ دونوں (ماں بیٹا) کھانا کھایا کرتے تھے۔‘‘

✿ ثابت ہوا کہ...... عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ اور دیگر انبیاء کھانا کھاتے تھے

✿ اسی طرح نبی ﷺ بھی کھانا کھاتے تھے کھانا نہ ملنے کی صورت میں بعض اوقات خود رسول اللہ ﷺ بھی بھوک کے ہاتھوں بے بس اور مجبور ہو جاتے تھے۔ دیکھئے! شدت بھوک سے نبی ﷺ نے پیٹ پر پتھر باندھے۔

شدت بھوک کا پہلا واقعہ=

غزوہ احزاب میں خندق کی کھدائی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خود رسول اللہ ﷺ مصروف تھے۔ تیسرے دن کھدائی کے دوران ایک سخت پتھر آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو

توڑنے کی بہت کوشش کی۔مگر وہ نہ ٹوٹا۔رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع کی گئی۔آپ ﷺ اترے اور کدال سے اس قدر زوردار تین چوٹیں لگائیں کہ وہ ریزہ ریزہ ہوگیا۔اس موقعہ پر جابر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے۔[بخاری]

دوسرا واقعہ:

ایک صحابی نے بھوک کی شدت کی شکایت کی اور کہا کہ پیٹ پر پتھر باندھ کر پھر رہا ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دو پتھر باندھے ہوئے ہوں۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یہ منظر دیکھ کر برداشت نہ ہوا۔فوراً گھر گئے اور بیوی سے پوچھا گھر میں کوئی کھانے کی چیز ہے؟ بیوی نے بتایا کہ ایک صاع ''جو'' اور بکری کا چھوٹا سا بچہ موجود ہے۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اسے ذبح کیا۔اور ان کی بیوی نے جو پیس کر آٹا تیار کیا اور پکانے لگیں۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر بتایا کہ آپ ﷺ چند صحابہ کے ہمراہ تشریف لائیں مگر رسول ﷺ نے سارے لشکر کو اعلان کر کے فرمایا کہ تمہارے بھائی! جابر رضی اللہ عنہ نے تمہاری دعوت کی ہے۔اللہ نے اس کھانے میں اس قدر برکت ڈالی کہ تمام مجاہدین نے خوب سیر ہو کر کھایا۔[مشکوٰۃ]

بھائیو! بھوک رسول اللہ ﷺ کو بھی ستاتی تھی۔

تیسرا واقعہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے راستے میں سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگئی۔آپ نے فرمایا کہ اس وقت گھر سے تمہیں کس چیز نے نکالا ہے۔دونوں نے کہا بھوک نے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔مجھے بھی بھوک نے ہی گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے۔'' چنانچہ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے گھر پہنچے۔اتفاق سے وہ گھر میں موجود نہ تھے۔اس کی بیوی نے خوش آمدید کہا۔آپ نے فرمایا۔تیرا شوہر کہاں ہے۔عورت نے عرض کیا۔ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔اتنے میں وہ بھی آ پہنچا۔آپ ﷺ کو دونوں

دوستوں سمیت دیکھتے ہی بے ساختہ ''الحمد للہ'' کہا اور خوشی سے کہنے لگا۔ آج سے بڑا میرے لیے (مہمانوں کے اعتبار سے) خوشی کا دن اور کوئی نہیں۔ جلدی سے وہ کھجور کا ایک خوشہ توڑ لایا۔ جس میں پختہ اور نیم پختہ کھجوریں تھیں۔ کہنے لگا کھائیں۔ اس کے بعد چھری لی' بکری ذبح کرنے لگے...... تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' خیال کرنا دودھ والی کو ذبح نہ کرنا' گوشت پکا کر اس نے خدمت میں پیش کر دیا۔ نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے کھانا کھایا' کھجوریں کھائیں۔ ٹھنڈا پانی پیا۔ خوب سیر ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان نعمتوں کے بارے میں قیامت کے دن ضرور پوچھا جائے گا۔ دیکھو! تمہیں گھروں سے بھوک نے نکالا تھا تم گھروں کو واپس نہیں لوٹے۔ یہاں تک کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تم کو مل گئیں۔'' [مشکوۃ' باب الضیافۃ]

۞ قارئین محترم! خصوصاً میرے تبلیغی بھائی سوچیں کہ یہ اللہ کے رسول اور آپ کے صحابہ ہیں جو شدت بھوک سے کبھی پیٹ پر پتھر باندھ رہے ہیں اور کبھی تلاش رزق میں گھر سے نکل رہے ہیں۔

⬅ مگر فضائل اعمال میں بتایا جا رہا ہے کہ شاہ عبدالرحیم کے پاس کھانا بھی موجود ہوتا تھا اور مخلص خادم بڑی لجاجت سے منتیں کر کے کھانا پیش بھی کرتے تھے مگر وہ کھانا کھانے سے انکار کرتے ہوئے دعویٰ کرتے کہ جنت کا لطف حاصل ہو رہا ہے۔

۞ بتایئے! کہ شان اور فضیلت کس کی ثابت ہوئی' نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی یا تبلیغی جماعت کے بزرگوں کی! سوچیئے اور اللہ تعالیٰ کا خوف کر کے جھوٹے قصوں والی اس کتاب کو چھوڑ کر قرآن اور حدیث سے محبت کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

چند قصے اکابر پرستی کے:

⬅ فضائل اعمال میں...... ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کو اسم اعظم آتا تھا۔ ایک فقیر انکی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تمنا و استدعا کی کہ مجھے بھی سکھا دیجئے۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ تم میں اہلیت نہیں فقیر نے کہا مجھ میں اس کی اہلیت ہے۔ تو بزرگ نے فرمایا کہ اچھا فلاں جگہ جا کر بیٹھ جاؤ اور جو واقعہ وہاں پیش آوے مجھ کو اس کی خبر

دو۔ فقیر اس جگہ گئے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص گدھے پر لکڑیاں لادے ہوئے آ رہا ہے سامنے سے ایک سپاہی آیا جس نے اس بوڑھے کو مار پیٹ کی اور لکڑیاں چھین لیں۔ فقیر کو اس سپاہی پر بہت غصہ آیا واپس آ کر بزرگ سے سارا قصہ سنایا اور کہا کہ اگر مجھے اسم اعظم آ جاتا تو اس سپاہی کے لیے بد دعا کرتا بزرگ نے کہا اس لکڑی والے ہی سے میں نے اسم اعظم سیکھا تھا۔ [**فضائل اعمال**=رحمانیه: ۵۹۲ 'فیضی: ۵۰۱ 'قدیمی: ۴۰۵ 'عبد الرحیم: ۳۶۰ 'خواجه محمد اسلام: ۹۹ 'مدنیه: ۴۰۵ 'مدینه: ۹۸]

❀ مولانا محمد زکریا صاحب یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بزرگ کو پہلے سے علم تھا کہ آج سپاہی بوڑھے بزرگ سے لکڑیاں چھین لے گا اور ان کی بے عزتی بھی کرے گا۔ اس قصہ میں تعجب کی بات یہ ہے کہ شاگرد کو تو یہ بات پہلے سے معلوم تھی اور اگر استاد کا احترام کرتا تو استاد کو پہلے بتا دیتا مگر جس استاد نے اسم اعظم بتلایا تھا اسے تو خود پتہ نہ چل سکا کہ آج میری بے عزتی ایک سپاہی کے ہاتھوں ہونے والی ہے۔ لہٰذا طے پایا کہ فقیر نا اہل تھا ہی۔

ایک بزرگ کی ننگے شیطان سے ملاقات:

➲ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ شیطان کو بالکل ننگا دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا یہ کوئی آدمی ہیں۔ آدمی وہ ہیں جو ''شونیزیہ'' کی مسجد میں بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے میرے بدن کو دبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ...... خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا۔ [**فضائل اعمال**=رحمانیه: ۵۲۹ 'فیضی: ۴۳۷ 'قدیمی: ۳۳۹ 'عبد الرحیم: ۳۰۴ 'خواجه محمد اسلام: ۴۳ 'مدنیه: ۳۳۹ 'مدینه: ۴۳]

❀ ان قصوں سے صاحب کتاب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے بزرگ علم غیب جانتے ہیں کیونکہ شیطان نے جنیدؒ سے کہا کہ ننگا تو پھرتا ہوں مگر آدمی تو وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے

ہیں لہٰذا شیطان کے بتانے پر جنید مسجد جا پہنچے تو وہاں گھٹنوں پر سر رکھے مراقبے میں مصروف چند لوگوں نے ان کو دیکھ کر کہا کہ خبیث کی باتوں میں نہ آنا۔ ثابت ہوا کہ شیطان اور جنید کی گفتگو وہ سن چکے تھے اور ان کو تفصیل معلوم تھی۔ جبکہ علم غیب کا جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

ایک بزرگ جو جنت اور جہنم کو جب چاہتا دیکھ لیتا تھا:

⬅ شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں میں نے سنا ہے کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے خبر سن کر ایک نصاب...... یعنی ستر ہزار کی تعداد...... اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لیے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے۔ جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا۔ کہ دفعتاً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا۔ اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں۔ جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لیے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں اور چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ تھی۔ مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اسکا تجربہ ہوا دوسرا اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔ [**فضائل اعمال**=رحمانیہ: ۵۷۶'فیضی:۴۸۴ 'قدیمی:۳۸۸ 'عبد الرحیم:۳۴۵ 'خواجه محمد اسلام:۸۴ 'مدنیه:۳۸۸ 'مدینه:۸۳]

قارئین کرام! علم غیب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فرشتہ' جن' بزرگ' ولی اور نبی بھی غیب کا علم نہیں رکھتے۔

☆ حتی کہ محمد کریم ﷺ کو بھی علم غیب نہیں تھا۔

☆ قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اس کا ذکر موجود ہے۔

﴿ قُلْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِی نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ ﴾[الاعراف=۷:۱۸۸]

''آپ کہہ دیں کہ میں اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر میں غیب کا علم جانتا تو ہر قسم کی خیر اور بھلائی اپنے لیے جمع کر لیتا اور مجھے کبھی بھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔''[الاعراف=۷:۱۸۸]

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث جو عذاب قبر کے متعلق ہے ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں جب منافق اور کافر...... فرشتوں کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکتے تو وہ ان کو لوہے کے ہتھوڑوں سے مارتے ہیں اور وہ اس قدر زور سے روتا اور چیختا ہے کہ جن اور انسان کے علاوہ تمام حیوانات اس کی چیخیں سنتے ہیں۔[بخاری و مسلم]

قارئین کرام! ثابت ہوا کہ: قبر کے عذاب سے زندہ انسان بے خبر ہوتا ہے...... آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ فضائل اعمال کے بیان کردہ قصے کے مطابق فضیلت کس کی ثابت ہوئی؟ جو یہاں بیٹھا جنت اور دوزخ دیکھ لیتا تھا اس کی یا...... رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی؟ آیئے فضائل اعمال کا ایک اور مقام ملاحظہ فرمائیں۔

کوفہ کا ایک گروپ جس نے کئی حاکم ہلاک کیے:

⊂ مورخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں ''مستجاب الدعا'' لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ جب کوئی حاکم ان پر مسلط ہوتا اس کے لیے وہ بد دعا کرتے وہ ہلاک ہو جاتا۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی۔ جس میں ان حضرات کو خاص طور سے شریک کیا اور

جب کھانے سے فارغ ہو چکے۔تو اس نے کہا کہ...... میں ان لوگوں کی بددعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہو گئی۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:۴۳۳ 'فیضی:۶۵۷ 'قدیمی:۶۶۰ 'عبد الرحیم:۵۶۰ 'خواجہ محمد اسلام:۲۳ 'مدنیہ:۶۶۰ 'مدینہ:۲۳]

❁ قارئین کرام! تعجب کی بات یہ ہے کہ بتایا جا رہا ہے کہ ''مستجاب الدعا'' لوگوں کی جماعت تھی یعنی جو بھی وہ دعا کرتے تو قبول ہو جاتی تھی۔کیا اس جماعت کا کام صرف حاکموں کے خلاف دعا کر کے ان کو ہلاک کرنا تھا؟ اور وہ اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے رزق حلال کی دعا بھی نہ کر سکے۔رائیونڈ کے تبلیغی بزرگوں کو فضائل اعمال میں وضاحت کرنی چاہیے کہ یہ کتنے لوگوں پر مشتمل گروپ تھا۔جو سب کے سب نا اہل ثابت ہوئے کہ اپنے بچاؤ کی دعا تو نہیں کی اور صرف حکمرانوں کو ہی ہلاک کرتے رہے۔مگر ایک حکمران نے دوراندیشی سے کام لے کر ان تمام کو ہلاک کر دیا اور وہ بقول فضائل اعمال حرام خوری کے مرتکب ہو گئے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان لوگوں نے کتنے حکمرانوں کو بددعا کے ذریعے ہلاک کیا تھا؟

☆ کوفہ میں حجاج اور اس سے پہلے مسلمان حکمران تھے بقول فضائل اعمال جن کو ان لوگوں نے ہلاک کیا۔مگر آج تو ایسے گروپ کی بہت سخت ضرورت ہے۔کیونکہ ہندوستان میں کافر اور ظالم حکمران...... مسلمانوں پر ظلم کی حدیں پھلانگ چکے ہیں۔ان کے لیے رائیونڈ کے مستجاب الدعا گروپ کو دعا کرنی چاہیے تاکہ کشمیر کے مسلمان کافروں کے ظلم سے محفوظ ہو جائیں۔اسرائیل کے خلاف دعا کرنی چاہئے تاکہ فلسطینی مظلوم مسلمانوں کو سکون کا سانس نصیب ہو اور بیت المقدس آزاد ہو جائے۔سربی یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف دعا کرنی چاہئے تھی تاکہ بوسنیا کے مسلمانوں کا قتل عام بند ہو سکے۔

کوفہ سے رائیونڈ اور بغداد سے' دیو بند تک کوئی بددعا نہیں کر رہا؟

❁ رائیونڈ کے سالانہ اجتماع ۱۹۹۲ء' ۱۹۹۳' ۱۹۹۴ء میں جو دعا کی گئی تھی اس میں ان مظلوموں کے حق میں ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا تھا۔کہیں یہ سب حرام خوری میں تو نہیں پھنسے ہوئے؟ کوفہ کی ''مستجاب الدعا'' جماعت کا حشر دیکھ کر میرا مشورہ ہے کہ موجودہ تبلیغی بزرگوں کو

اپنی خوراک پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ مجھے بستر اٹھا کر اپنا اپنا خرچ برداشت کرنے والے بھائی حرام خور نظر نہیں آتے۔ البتہ عقیدے میں حرام نظریات ضرور موجود ہیں جیسا کہ فضائل اعمال اور سالانہ مرکزی اجتماع رائیونڈ سے یہ چند نمونے ہم نے پیش کئے ہیں اور یہ دعویٰ کہ ان لوگوں نے اپنی بددعا کے ذریعہ کئی حاکم ہلاک کئے سفید جھوٹ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کافروں کے لیے ہلاکت کی دعا کی اور مسلسل ایک مہینہ تک ہر نماز میں کی...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میرے نبی اس معاملہ میں تمہارا کوئی دخل نہیں ہماری مرضی ہم چاہیں ان کو عذاب دیں یا ان کی توبہ قبول کریں۔'' [آل عمران:۱۲۸]

مسلم حکمرانوں کی خیر خواہی کا نبی ﷺ نے حکم فرمایا ہے:

کوئی گروپ حکمرانوں کی ہلاکت کی دعا کرتا رہا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قَالُوْا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ عَامَّتِهِمْ))[مسلم]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین سراسر نصیحت ہے۔ (صحابہ رضوان اللہ علیہم نے) عرض کیا کس کے لیے۔ فرمایا اللہ اور اس کے رسول کے لیے ائمۃ المسلمین (حکمرانوں) اور عام مسلمانوں کے لیے۔''

❁ کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ بزرگ حاکموں کو ہلاک کرنے کی دعا کی بجائے ان کی ہدایت کی دعا کرتے۔ ویسے حقیقت یہ ہے کہ نہ کوئی جماعت تھی اور نہ ہی انہوں نے کئی حاکم ہلاک کئے۔ یہ تو صرف فضائل اعمال کا کارنامہ ہے جو بے بنیاد قصے لکھ کر ان بزرگوں کی رسوائی کا سبب بنا ہوا ہے اور ہم نے ان قصوں پر اس لیے گرفت کی ہے کہ ہمارے تبلیغی بھائیوں کو پتہ چلے اور وہ اس کتاب کو چھوڑ کر سچے قصے بیان کرنے والے قرآن کو پڑھنا شروع کر دیں۔

وہ پیشہ کرنے کا حکم کرے تو پیشہ کر...... اور اس کے سامنے مردہ بن کر رہ:

⬅ شیخ اکبر تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تیرے کام دوسرے کی مرضی کے تابع نہیں ہوتے

تو......تو کبھی بھی اپنے نفس کی خواہشات سے انتقال نہیں کر سکتا۔ گو عمر بھر مجاہدے کرتا رہے۔ لہٰذا جب بھی تجھے کوئی ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے دل میں ہو...... اس کی خدمت گزاری کر اور اس کے سامنے مردہ بن کر رہ کہ وہ تجھ میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور تیری اپنی کوئی بھی خواہش نہ رہے۔ اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کر اور جس چیز سے روکے اس سے احتراز کر۔ اگر پیشہ کرنے کا حکم کرے پیشہ کر۔ مگر اس کے حکم سے۔ نہ کہ اپنی رائے سے۔ بیٹھ جانے کا حکم کرے تو بیٹھ جا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں سعی کر۔ تاکہ تیری ذات کو اللہ سے ملا دے۔ [**فضائل اعمال**=رحمانیہ: ۲۳۲ 'فیضی: ۶۳۱ 'قدیمی: ۵۳۸ 'عبد الرحیم: ۴۶۶ 'خواجہ محمد اسلام (تبلیغ): ۳۰ 'مدنیہ: ۵۳۸ 'مدینہ: ۳۱]

⬅ ان کے علاوہ ہزاروں لاکھوں واقعات توفیق والوں کی کتب تواریخ میں مذکور ہیں جن کا احاطہ بھی دشوار ہے نمونہ اور مثال کے لیے یہی واقعات کافی ہیں حق تعالیٰ شانہ مجھے بھی اور ناظرین کو بھی ان حضرات کے اتباع کا کچھ حصہ اپنے لطف و فضل سے نصیب فرمائے۔ [**فضائل اعمال**= مکتبہ رحمانیہ: ۳۸۷ 'فیضی: ۳۶۳ ' قدیمی: ۲۶۷ 'عبدالرحیم: ۶۶]

⬅ بزرگوں کے یہ معمولات اس وجہ سے نہیں لکھے جاتے کہ سرسری نگاہ سے ان کو پڑھ لیا جائے یا کوئی تعریفی فقرہ ان پر کہہ دیا جائے بلکہ اس لیے ہیں کہ اپنی ہمت کے موافق ان کا اتباع کیا جائے۔ [**فضائل اعمال**=رحمانیہ: ۴۱۶ 'فیضی: ۶۴۰ 'قدیمی: ۶۴۱ 'عبد الرحیم: ۵۴۴ ' خواجہ محمد اسلام: ۷ 'مدنیہ: ۶۴۱ 'مدینہ: ۶]

❁ قارئین کرام! تفصیل ہم نے لکھی ہے تاکہ فضائل اعمال کے مصنف کے نظریات کو سمجھنے اور فضائل اعمال کی حقیقت کو پہچاننے میں کسی بھائی کو مشکل پیش نہ آئے۔ یہ قصے بزرگوں کی اتباع کے لیے لکھے گئے ان کو دوبارہ......سہ بارہ پڑھئے اور پھر آئندہ سطور میں پیش کئے جانے والے قصوں پر بھی غور کیجئے۔

نبی ﷺ اور صحابہؓ کا اتباع ہر شخص کو نہ کرنا چاہیے' فضائل اعمال کی تلقین:

⬅ فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ جب خلیفہ بنائے

گئے تو بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوا۔ مدینہ طیبہ میں لوگوں کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں تجارت کیا کرتا تھا۔ اب تم لوگوں نے اس میں مشغول کر دیا ہے۔ اس لیے اب گذارہ کی کیا صورت ہوگی؟ لوگوں نے مختلف مقداریں تجویز کیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ چپ بیٹھے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ توسط کے ساتھ جو تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو کافی ہو جائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور قبول کر لیا اور متوسط مقدار تجویز ہو گئی...... پھر انہی لوگوں نے وظیفہ میں اضافے کا مشورہ دیا...... ان کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آپ تک پہنچائی تو فرمایا......: ''اگر ان لوگوں کے نام معلوم ہو جائیں تو میں ان کے چہرے بدل دیتا......'' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کروں گا...... حضرت ابوبکر کا اتباع کروں گا......

- یہ اس شخص کا حال جس سے دنیا کے بادشاہ ڈرتے تھے' کانپتے تھے کہ کس زاہدانہ زندگی کے ساتھ عمر گزار دی۔
- ایک مرتبہ خطبہ پڑھ رہے تھے اور آپ کی لنگی میں بارہ پیوند تھے جن میں سے ایک چمڑے کا بھی تھا۔
- ایک مرتبہ جمعہ کی نماز میں تشریف لانے میں دیر ہوگئی تو تشریف لا کر معذرت فرمائی کہ مجھے کپڑے دھونے میں دیر ہوئی اور ان کپڑوں کے علاوہ اور تھے نہیں۔
- ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ غلام نے آکر عرض کیا کہ عتبہ بن ابی فرقد حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے اندر آنے کی اجازت فرمائی اور کھانے کی تواضع فرمائی۔ وہ شریک ہو گئے تو ایسا موٹا کھانا تھا کہ نگلا نہ گیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ چھنے ہوئے آٹے کا کھانا بھی تو ہو سکتا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا سب مسلمان میدہ کھا سکتے ہیں۔ عرض کیا کہ سب تو نہیں کھا سکتے فرمایا افسوس کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنی ساری لذتیں دنیا ہی میں ختم کر دوں۔ [اسد الغابہ]

اس قسم کے سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں واقعات ان حضرات کرام کے ہیں ان کا

اتباع نہ اب ہوسکتا ہے نہ ہر شخص کو کرنا چاہیے کہ قوی ضعیف ہیں جس کی وجہ سے عمل بھی ان کا اس زمانے میں دشوار ہے۔ [فضائل اعمال=رحمانیہ:۵۰۔۴۹ ،فیضی:۵۰ ،قدیمی:۴۷ ،عبد الرحیم:۴۲ ،خواجہ محمد اسلام:۴۴ ،مدنیہ:۴۷،مدینہ:۴۵]

قارئین کرام! فضائل اعمال کو میرے تبلیغی بھائی انتہائی عقیدت اور احترام سے اٹھائے جگہ جگہ پھرتے ہیں یہ لوگ قابل ترس ہیں یہ بیچارے بہت محنت کرتے ہیں اور یہ اپنے بزرگوں کے بتائے ہوئے طریقوں پر بڑے خلوص سے چلتے ہیں مگر ان میں سے اکثر اس حقیقت سے ناواقف اور بے خبر ہیں کہ وہ جس کتاب کو ذریعہ نجات سمجھ کر اٹھائے پھرتے ہیں اس میں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روکا گیا ہے اور ان کے مقابلہ میں...... اپنے بزرگوں کی پیروی کی خوب خوب تلقین کی گئی ہے۔ جس میں سراسر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی مخالفت پائی جاتی ہے اب ہم آپ کی خیر خواہی کے لیے چند آیات قرآنی اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرتے ہیں۔ تا کہ آپ اس حقیقت کو جان لیں کہ اتباع و اطاعت کس کا حق ہے۔ آیئے! گذشتہ صفحات کا جائزہ لیں۔ جن میں فضائل اعمال کے چار قصے پیش کئے تھے۔ ان میں سے ایک پر غور فرمائیں۔

- تیرے کام دوسرے کی مرضی کے تابع ہونے چاہئیں۔
- اگر ایسا نہ کیا تو عمر بھر کے مجاہدوں کے باوجود اپنے نفس کی خواہشات سے انتقال نہیں کرسکتا۔
- جس شخص کا احترام تیرے دل میں ہے اس کے سامنے مردہ بن کر رہ۔
- ایسے محترم شخص کے حکم پر کام کر اور اس کے حکم ہی سے رک جا۔
- اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کر۔
- وہ تجھ میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔
- وہ اگر پیشہ کرنے کا حکم کرے تو پیشہ کر۔
- تیرے لیے ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں کوشاں رہ تا کہ تیری ذات کو اللہ سے ملادے۔

فضائل اعمال کے برعکس اسلامی عقیدہ

اطاعت وفرمانبرداری کس کا حق ہے؟:

غیر مشروط اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حق ہے۔

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ﴾[محمد=٤٧:٣٣]

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔''

﴿ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ [الانفال=٨: ١]

''اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔''

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا...... ﴾[النساء=٤: ٦٩]

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اطاعت گذار ہے وہ انعام یافتہ لوگوں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ (جنت میں ہوگا) اور یہ اس کے لیے بہترین دوست ہوں گے۔''

ایک اور آیت میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا حکم اس طرح دیا گیا ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [آل عمران=٣: ٣١]

''کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔''

''کہہ دیجئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم (ان کی طاعت سے) منہ پھیرو گے تو اللہ ایسے کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

ایک اور آیت میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی فرمانبرداری قرار دیا گیا ہے۔

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ......الخ ﴾[النساء=۴: ۸۰]

''جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

درج بالا آیات سے ثابت ہوا:

- جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔
- اللہ سے حقیقی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے۔
- رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرمائے گا اور تم سے محبت بھی کرے گا۔
- رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے منہ موڑنے کا نتیجہ کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔
- اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والا انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ جنت میں ہوگا۔[نساء= ٤: ٦٩]
- اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ وہ رسول ﷺ کے اطاعت گزار ہوتے ہیں۔
- اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اجر و ثواب کا باعث اور جنت میں جانے کا ذریعہ بھی اور نافرمانی سے اعمال برباد اور جہنم کی آگ میں جلنے کا سبب بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی فتنہ اور عذاب کا سبب ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾[النور= ٢٤: ٦٣]

''رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے والوں کو ڈرتے رہنا چاہئے کہ ان پر کوئی فتنہ یا دردناک عذاب نہ نازل ہو جائے۔''

ایک اور آیت میں اس طرح وضاحت موجود ہے۔

﴿ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ

الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَاءَ تْ مَصِيْرًا ﴾ [النساء=٤: ١١٥]

''جو شخص حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد رسول ﷺ کی مخالفت و نافرمانی کرے اور غیر مومنوں کے راستہ پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کو ڈھیل دیتا ہے اور جدھر وہ جانا چاہے چلا جاتا ہے اور بالآخر اس کا انجام جہنم ہے جو بہت بری جگہ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت جنت اور نافرمانی جہنم میں جانے کا سبب ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾

[النساء:=٤ ١٣]

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہے وہ جنت میں جائے گا جہاں نہریں چلتی ہیں۔ وہاں ہمیشہ رہے گا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

﴿ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾[النساء=٤: ١٤]

''اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہے اور حدود سے تجاوز کرتا ہے وہ جہنم میں ہمیشہ کے لیے داخل کیا جائے گا اور وہ ذلت کے عذاب میں ہوگا۔''

احادیث نبوی اور اطاعت رسول ﷺ:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى)) قَالُوْا وَ مَنْ اَبٰى قَالَ :((مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى)) [بخاری]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا۔'' صحابہ نے پوچھا: ''جنت میں جانے سے انکار کون کرے گا۔'' آپ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار

کیا۔''

نبی ﷺ کے بعد موسیٰ ؑ کی اتباع بھی گمراہی ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ اَصْبَحَ فِیْكُمْ مُوْسٰی ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوْهُ وَ تَرَكْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سِوَاءَ السَّبِیْلِ)) [رواه احمد]

''سیدنا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس آ جائیں اور پھر تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرنے لگو تو تم ضرور گمراہ ہو جاؤ گے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ

اگر موسیٰ علیہ السلام میرے دور نبوت میں زندہ ہوتے تو وہ ضرور میری تابعداری کرتے۔'' [الدارمی]

۞ میرے بھائیو! قرآن و حدیث میں اس مضمون پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔ بالاختصار ہم نے چند آیات اور احادیث ذکر کردی ہیں جن سے روز روشن کی طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ

۞ غیر مشروط اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حق ہے۔ ان کے مقابلہ میں کسی ولی، بزرگ، امام، محدث، صحابی کی اطاعت بھی جائز نہیں بلکہ اگر کوئی شخص صاحب شریعت موسیٰ کلیم اللہ کی اطاعت کرنے لگے اور نبی کریم ﷺ کو چھوڑ دے تو وہ یقیناً گمراہ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کی اطاعت فرض ہے:

﴿ اتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَاءَ قَلِیْلاً مَا تَذَكَّرُوْنَ ﴾[اعراف=۷: ۳]

''اتباع صرف اس کی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے نازل کی گئی ہے اور اس کے سوا کسی دوست اور ولی کی اتباع نہ کرو۔ (حقیقت میں) بہت کم لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔''

❁ میرے بھائیو! قرآن اور حدیث ہر لحاظ سے کامل اور مکمل دین ہے۔ جس کو ہماری ہدایت کے لیے اللہ نے عرش سے محمد کریم ﷺ پر نازل فرمایا' جسے جبریل امین لے کر آئے تھے...... یہ ملاوٹ سے پاک ہے کیونکہ عرش والے کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس کی حفاظت اللہ نے اپنی ذمہ لی ہوئی ہے...... یہی وجہ ہے کہ آج تک دین اپنی اصلی شکل کے ساتھ قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

❁ جب بھی کسی بد بخت نے اس میں ملاوٹ کی جسارت کی نبی ﷺ کے ورثاء (علماء حق) نے اس کی بدنیتی اور جھوٹ کو امت مسلمہ پر ظاہر کیا اور مسلمانوں کو اس کے دھوکہ سے باز رہنے کی تلقین کی۔ سعادت مندوں نے نصیحت کو قبول کیا اور بد بخت ہمیشہ حقائق کو تسلیم کرنے کے بجائے اباء واجداد اور جھوٹے قصوں کا سہارا لے کر حق کا انکار کرتے رہے۔

❁ فضائل اعمال میں سچ اور جھوٹ کی ملاوٹ ہے اس میں بے بنیاد اور جھوٹے قصے ہیں جن کے ذریعہ شرک کی بھرپور تبلیغ کی گئی ہے۔ جس سے ہوشیار...... رہنا اور اپنے ایمان کو بچانا بہت ضروری ہے۔

اکابر پرستی کے ساتھ ساتھ قبر پرستی بھی:

فضائل اعمال میں قبر پرستی والا جھوٹا قصہ اس طرح لکھا گیا ہے:

⊂ بلخ میں ایک تاجر تھا جو بہت مالدار تھا اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے دو بیٹے تھے میراث میں اس کا آدھا آدھا مال تقسیم ہو گیا لیکن ترکہ میں تین بال حضور اقدس ﷺ کے موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لیا تیسرے بال کے متعلق بڑے بھائی نے کہا اس کو آدھا آدھا کر لیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! حضور کے موئے مبارک کو کاٹا نہیں جا سکتا۔ بڑے بھائی نے کہا کیا تو اس پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تو لے لے اور یہ سارا مال میرے حصہ میں لگا دے۔ چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے

یہ تینوں موئے مبارک لے لیے وہ ان کو اپنی جیب میں ہر وقت ڈالے رہتا اور بار بار نکالتا اور ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔ تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہوگیا اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہوگیا۔ جب چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صالحین میں سے بعض نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کو کوئی ضرورت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا کیا کرے۔ [فضائل اعمال=رحمانیه: ۷۸٤' قدیمی: ۸۲۲' عبد الرحیم: ۷۲۱]

❁ اس جھوٹے قصے میں کئی شرکیہ پہلو موجود ہیں اور خوابوں کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک بات منسوب کی گئی ہے۔ جس سے آپ ﷺ اپنی زندگی میں مسلمانوں کو منع کرتے رہے کیونکہ قبروں پر اپنی ضروریات اور مشکلات کا حل ڈھونڈھنے والے شرک کے اندھیروں میں بھٹک جاتے ہیں قبر والے کی بزرگی ان کے دلوں میں گھر کر جاتی ہے اور قبر پر ایسے کام کرنے لگتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو منع کیا ہے۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ اس لیے لعنت کے مستحق ٹھہرے کہ۔ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بناڈالا تھا۔

نبی ﷺ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت:

❁ بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جس وقت جاں کنی کی کیفیت طاری ہوئی تو آپ (نے اپنے چہرہ پر چادر اوڑھی) جب دم گھٹتا چادر کو ہٹا دیتے۔ اسی حال میں آپ ﷺ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔''

بھائیو! غور فرمائیں اس عمل بد سے نبی ﷺ امت کو آخری وقت بھی ڈرا رہے تھے۔ صحیح مسلم میں سیدنا عبداللہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حدیث موجود ہے) اور یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ روز پہلے فرمایا۔

❁ خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے۔

❁ خبردار! تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

❁ قارئین کرام! یہ واضح احادیث قبروں سے امیدیں لگانے اور وہاں عبادت کرنے سے منع کر رہی ہیں۔ مگر فضائل اعمال میں بزرگ کی قبر پر بیٹھ کر اللہ سے دعائیں کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے اور آپ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات کے برعکس آپ ﷺ پر بہتان لگایا جا رہا ہے۔ میرے تبلیغی بھائی غور فرمائیں اور سوچیں کہ اللہ...... حی اور قیوم سے براہ راست مانگنے کی بجائے مردہ کی قبر پر جا کر مشکلات کے حل کی دعائیں مانگنے کے طریقے کیوں بتائے جا رہے ہیں؟ جبکہ اللہ نے فرمایا:

﴿ هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [المومن=٤٠:٦٥]

''وہ اللہ ہمیشہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں خالصتاً اسی کو پکارو تمام تعریفیں اللہ رب العلمین کے لیے ہیں۔''

مشرکین قبر والوں سے اپنی ضرورتیں پوری کرنے کی التجائیں کرتے ہیں۔ جبکہ مسلمان اپنی ضرورت اور مشکلات براہ راست اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا عمل:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب بھی خشک سالی سے پریشانی آتی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لیے مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق کھلے میدان میں جمع کرتے اور نماز ادا فرماتے اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہتے آپ اللہ سے ہمارے لیے دعا کریں اور خود اللہ کے حضور یوں گویا ہوتے:

''اے اللہ! ہم تیرے نبی ﷺ کے ساتھ تیرا قرب حاصل کرتے تو تو ہمیں بارش

عطا فرماتا تھا اور اب ہم تیری طرف تیرے نبی کے چچا کے ساتھ قرب حاصل کرتے ہیں۔ تو ہمیں بارش عطا فرما...... تو اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعا قبول فرماتا۔'' [بخاری مع شرح فتح الباری]

عجیب کرشمہ...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر موت اور بزرگ مرتے نہیں:

⇐ فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! خواہ آپ کتنا ہی زندہ رہیں۔ آخر ایک دن مرنا ہے اور جس سے چاہے محبت کریں آخر اس سے ایک دن جدا ہونا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس قسم کا بھی عمل کریں (بھلا یا برا) اس کا بدلہ ضرور ملے گا۔''

[فضائل اعمال=رحمانیه: ۳۳۸ 'فیضی:۳۱۲ 'قدیمی:۲۱٦ 'عبد الرحیم:۱۹۵ 'خواجه محمد اسلام:۲۱ 'مدنیه:۲۱٦ 'مدینه:۲۲]

یہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ کا پیغام جو جناب جبرائیل علیہ السلام نے پہنچایا اور فضائل اعمال میں اسے مصنف نے درج کر دیا اب اپنے بزرگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھاتے ہوئے ایک واقعہ اس طرح لکھا گیا ہے۔

⇐ صوفیاء کہتے ہیں کہ اس سے ہمیشہ کی زندگی سے مراد ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے 'اخلاص کے ساتھ کرنے والے مرتے ہی نہیں۔ [فضائل اعمال= رحمانیه:٥٠٥ 'فیضی:٤١٢ 'قدیمی: ٣١١ 'عبدالرحیم:۲۸۳ 'خواجه(ذکر):۲۱]

قارئین کرام! غور فرمائیں فضائل اعمال کے مطابق (العیاذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا اور نہ ہی آپ میں وہ اخلاص پیدا ہو سکا جو بقول مصنف دیگر ذاکروں میں پیدا ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ذاکر تو مرتے ہی نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت یقینی ہے۔

تبلیغی بھائیو! انصاف سے بتائیں کہ اگر یہ دونوں واقعے سچے ہیں تو ذاکرین کی شان زیادہ ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کم اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی زیادہ اللہ کا ذکر کرنے

والا بھی ہے؟ العیاذ باللہ

موت سے کوئی بچ نہیں سکتا:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ﴾[آل عمران=٣: ١٨٥، الانبیاء=٢١: ٣٥]

''ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''

﴿ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴾

[الرحمن=٥٥: ٢٦، ٢٧]

''(زمین و آسمان) میں جتنی چیزیں ہیں سب فنا ہونے والی ہیں اور اے نبی باقی رہنے والا صرف تیرا رب ہے جو بڑے جلال و اکرام والا ہے۔''

﴿ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِکَ الْخُلْد اَفَائِن مِتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ﴾

[انبیاء=٢١: ٣٤]

''(اے نبی) اور ہم نے آپ سے پہلے کسی شخص کے لیے (دنیا میں) ہمیشہ جینا نہیں رکھا۔ (ان سے پوچھئے) اگر اے نبی آپ مر جائیں تو کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟۔''

﴿ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلَّ شَيءٍ هَا لَکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾[قصص=٢٨: ٨٨]

''اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو اس کے ساتھ نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔ اسی اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے اور اس کی طرف پلٹ کر واپس جانا ہے۔''

❁ ان تمام آیات سے ثابت ہوا کہ موت سے کوئی بچ نہیں سکتا حتی کہ رسول اللہ ﷺ پر بھی موت کی گھڑی آئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اشکبار آنکھوں اور لرزتے ہاتھوں کے ساتھ آپ ﷺ کو لحد میں اتارا۔ قبر مبارک کو انتہائی احترام کے ساتھ بند کیا اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہو کر صبر کیا۔

وفات النبی ﷺ:

❁ رسول اللہ ﷺ کی وفات کو بالاختصار ہم اس لیے بیان کر رہے ہیں کہ اکابر پرستی کے بت کو توڑا جائے اور اس دعویٰ کو باطل ثابت کیا جائے کہ ذاکر نہیں مرتے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی ذکر کرنے والا نہیں آپ سے بڑھ کر کوئی عبادت گذار نہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے بحالت صحت فرمایا کسی نبی کی روح قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ اسے جنت میں اس کا گھر نہ دکھا دیا جائے۔ آپ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ پر موت نازل کی گئی اس وقت آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے نگاہ اوپر اٹھائی اور فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الاَعْلٰى)) [مشكوة: ٤٠١]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ کی نواحی بستی ''سخ'' میں تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے دل میں یہی خیال آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور (بیماری سے صحت کے ساتھ) اٹھائے گا۔...... (اسی دوران) ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑے ہٹایا آپ کو بوسہ دیا اور کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں پاک ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں کبھی نہیں چکھائے گا' پھر (مسجد کی طرف) نکلے اور فرمایا: 'اے قسم کھانے والے ٹھہر جا۔ تو جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی' عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا یاد رکھو!! جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو بلاشبہ محمد ﷺ فوت ہو گئے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا یقیناً اللہ تعالیٰ زندہ ہے' کبھی فوت نہیں ہوگا اور یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ [الزمر۳۹: ۳۰]

''یقیناً (اے محمد) آپ بھی مرنے والے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں۔''

مزید یہ آیت بھی پڑھی:

﴿ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل...... ﴾[آل عمران: ١٤٤]

''نہیں ہیں محمد مگر رسول۔ ان سے پہلے بہت سے رسول گذر گئے کیا اگر آپ فوت ہو جائیں یا قتل کردیے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں دے گا اور اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزاء دیتا ہے۔''

لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر بے اختیار رونے لگے۔[بخاری]

✿ قارئین کرام! ان احادیث اور آیات قرآنی سے ثابت ہوا کہ موت سب کے لیے ہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے۔ مگر فضائل اعمال کے بیان کردہ قصہ کے مطابق ''ذاکر'' مرتے نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہر حال موت لانے آنا ہے۔

فضائل اعمال سے بلا تبصرہ کے عنوان سے چند مثالیں صاحب عقل و بصیرت کو غور و فکر کی دعوت دینے کے لیے بے حد مفید رہیں گے۔ ان شاء اللہ

بلا تبصرہ:

فضائل اعمال میں دوسو قرآنی آیات کے ترجمہ کی گنجائش نہیں۔ مگر مصنف کے مبالغہ آمیز خاندانی مناقب ملاحظہ فرمائیں۔

⬅ کتنے خوش قسمت ہیں وہ اکابر جن کے معمولات میں روزانہ سوا لاکھ درود شریف کا معمول ہو جب کہ میں نے اپنے بعض خاندانی اکابر کے متعلق سنا ہے۔[فضائل اعمال'رحمانیہ: ٤٦٩]

مثال کے طور پر:

⬅ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ سے بارہا سنا' اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سنا ہے کہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ کا جب دودھ چھڑایا گیا ہے تو پاؤ پارہ حفظ ہو چکا تھا اور ساتویں برس کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہو چکا تھا اور وہ اپنے والد یعنی میرے

دادصاحب سے مخفی فارسی کا معتدبہ حصہ بوستاں اور سکندر نامہ وغیرہ پڑھ چکے تھے۔ اسی کا یہ ثمرہ تھا کہ قرآن شریف میں متشابہ لگنا یا بھولنا جانتے ہی نہ تھے۔ چونکہ ظاہر معاش کتابوں کی تجارت پر تھی اور کتب خانہ کا اکثر کام اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔ اس لیے ایسا کبھی بھی نہیں ہوتا تھا کہ ہاتھ سے کام کرتے وقت زبان سے تلاوت نہ فرماتے رہتے ہوں اور کبھی کبھی اسی کے ساتھ ہم لوگوں کو جو مدرسے سے الگ پڑھتے تھے اسباق بھی پڑھا دیا کرتے تھے اس طرح تین کام ایک وقت میں کرلیا کرتے تھے...... (اس قصہ کے آخر میں لکھا ہے) لہٰذا یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ صحابہ جیسے قویٰ اور ہمتیں اب کہاں سے لائی جائیں۔ [فضائل اعمال = رحمانیہ:۱۷۷' فیضی:۱۷۰' قدیمی:۱۷۱' عبد الرحیم:۱۵۷' خواجہ:(صحابہ) ۱۹۰]

سیدنا حسنین رضی اللہ عنہما اور مولانا محمد زکریا کے والد:

❁ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش جمہور کے قول کے موافق رمضان ۳ھ میں ہے۔ اس اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر سات برس اور کچھ مہینوں کی ہوئی۔ سات برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے جس میں کوئی علمی کمال حاصل کیا جا سکتا ہو لیکن اس کے باوجود حدیث کی کئی روایتیں ان سے نقل کی جاتی ہیں۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ:

❁ سید السادات سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حسن رضی اللہ عنہ سے بھی ایک سال چھوٹے تھے اس لیے ان کی عمر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت اور بھی کم تھی یعنی چھ برس اور چند مہینے کی تھی۔ چھ برس کا بچہ کیا دین کی باتوں کو محفوظ کر سکتا ہے لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ کی روایتیں حدیث کی کتابوں میں نقل کی جاتی ہیں اور محدثین نے اس جماعت میں ان کا شمار کیا ہے جن سے آٹھ حدیثیں منقول ہیں۔

❁ قارئین کرام! اس خاندانی قصے پر ہم کوئی تبصرہ کئے بغیر آپ کو فضائل اعمال کا ایک اور مقام دکھانا ضروری سمجھتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ہے:

⬅ اس قسم کے سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں واقعات ان حضرات (صحابہ) کرام کے

ہیں ان کا اتباع نہ اب ہوسکتا ہے نہ ہر شخص کو کرنا چاہیے کہ قویٰ ضعیف ہے۔ جس کی وجہ سے تحمل بھی ان کا اس زمانہ میں دشوار ہے۔[فضائل اعمال=رحمانیه:٥٠ 'فیضی:٥٠ 'قدیمی:٤٧ 'عبد الرحیم:٤٢ 'خواجه (صحابه):٤٤ 'مدنیه: ٤٧ 'مدینه:٤٥]

- اپنے گھرانہ کی عورتوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہوں کہ اکثر کو اس کا اہتمام رہتا ہے کہ دوسری سے تلاوت میں بڑھ جاوے۔ خانگی کاروبار کے ساتھ پندرہ بیس پارے روزانہ بے تکلف پورے کرلیتی ہیں۔[فضائل اعمال=رحمانیه: ٤٢٩ 'فیضی:٦٥٣ 'قدیمی:٦٥٦ 'عبد الرحیم:٥٥٧' خواجه (رمضان):٢٠ 'مدنیه:٦٥٦ 'مدینه:٢٠]

مصنف کے خاندانی مناقب کے بعد چند دیگر عجائبات ملاحظہ فرمائیں:

جن مرنے لگے:

- حضرت خلید ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ پر پہنچے تو اس کو بار بار پڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر میں گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ کتنی مرتبہ اس کو پڑھو گے تمہارے اس بار بار پڑھنے سے چار جن مر چکے ہیں۔[فضائل اعمال=رحمانیه:٤٢ 'فیضی:٤٢ 'قدیمی: ٣٩ 'عبد الرحیم:٣٥ 'خواجه :٣٧ 'مدنیه: ٤٠ 'مدینه:٣٨]

عاشق مزاج مصنف:

- "عشق مبارک دولت ہے۔"

- نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
  بسا کیں دولت ز گفتار خیزد [فضائل اعمال:رحمانیه ٢٩٩]

"عشق ہمیشہ صورت ہی سے پیدا نہیں ہوتا بسا اوقات یہ مبارک دولت بات سے بھی پیدا ہو جاتی ہے۔"

کان میں آواز پڑ جانا' اگر کسی طرف بے اختیار کھینچتا ہے۔ تو کسی کے کام کی خوبیاں' اس کے جوہر' اس کے ساتھ الفت کا سبب بن جاتی ہے۔[فضائل اعمال=رحمانیه: ٢٩٩ 'فیضی: ٢٧٠'

قدیمی: ٦١٤'عبد الرحیم: ٥٧]

عشق پیدا کرنے کی تدبیر:

⊂ عشق پیدا کرنے کی تدبیر اہل فن نے یہ بھی لکھی ہے کہ اس کی خوبیوں کا استحضار کیا جائے' اس کے غیر کو دل میں جگہ نہ دی جائے۔ جیسا کہ عشق طبعی میں یہ سب باتیں بے اختیار ہوتی ہیں کسی کا حسین چہرہ یا ہاتھ نظر پڑ جاتا ہے تو آدمی سعی کرتا ہے کوشش کرتا ہے کہ بقیہ اعضاء کو دیکھے تا کہ محبت میں اضافہ ہو' قلب کو تسکین ہو' حالانکہ تسکین ہوتی نہیں۔ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''

⊂ مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

اس سبق کو بھلا دو گے فوراً چھٹی مل جاوے گی۔ جتنا جتنا یاد کرو گے اتنا ہی جکڑے جاؤ گے۔ اسی طرح کسی قابل عشق سے محبت پیدا کرنی ہو' اس کے کمالات' اس کی دل آویزیوں کا تتبع کرے' جوہروں کو تلاش کرے اور جس قدر معلوم ہو جائے اس پر بس نہ کرے' بلکہ اس سے زائد کا متلاشی ہو کہ فنا ہونے والے محبوب کے کسی عضو کے دیکھنے پر قناعت نہیں کی جاتی۔

[فضائل اعمال=رحمانیہ: ٢٩٩' ٣٠٠ 'فیضی: ٢٧٠' ٢٧١ 'قدیمی: ٦١٤ 'عبد الرحیم: ٥٢٥ 'خواجہ محمد اسلام: ٥٨ 'مدنیہ: ٦١٤ 'مدینہ: ٥٨]

عشق کے متعلق مصنف فضائل اعمال میں مزید اس طرح رقمطراز ہیں:

⊂ اور کوئی دل کھویا ہوا اپنی محبوبہ سے اس لیے نفرت نہیں کرتا کہ وہ اس وقت برقعہ میں ہے۔ پردہ کے ہٹانے کی ہر ممکن سے ممکن کوشش کرے گا اور کامیاب نہ بھی ہو سکا تو اس پردہ کے اوپر ہی سے آنکھیں ٹھنڈی کرے گا۔ اس کا یقین ہو جائے کہ جس کی خاطر برسوں سے سرگرداں ہوں وہ اسی چادر میں ہے ممکن نہیں کہ پھر اس چادر سے نگاہ ہٹ سکے۔ [فضائل اعمال=رحمانیہ: ٣٠٩ 'فیضی: ٢٧٩ 'قدیمی: ٦٢٣ 'عبد الرحیم: ٥٣٣ 'خواجہ محمد اسلام: ٦٦ 'مدنیہ: ٦٢٣ 'مدینہ: ٦٦]

⊂ جب کسی شخص کو کسی سے عشق ہوتا ہے اس کی ہر ادا بھاتی ہے اور اسی کی طرح ہر کام کے کرنے کو جی چاہا کرتا ہے جس طرح محبوب کو کرتے دیکھا ہے۔ جو لوگ محبت کا ذائقہ چکھ چکے

ہیں وہ اس کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں۔[فضائل اعمال=رحمانیه: ۳۲٤'فیضی:۲۹۷

'قدیمی:۲۰۰ 'عبد الرحیم:۱۸۱ 'خواجه محمد اسلام:۷ 'مدنیه: ۲۰۰'مدینه:۸]

⬅ مصنف فضائل اعمال اسی عشق میں ایک نماز کا ثواب تین کروڑ' پینتیس لاکھ' چون ہزار' چار سو بتیس درجہ تک بڑھا چڑھا کر لکھ گئے ہیں۔[فضائل اعمال=رحمانیه:۳٦۲ 'فیضی:۳۳۷'

قدیمی:۲٤۲ 'عبد الرحیم: ۲۱۷]

ایک اور عشقیہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

⬅ رہے گا کوئی تو تیغ ستم کے یاد گاروں میں
مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزاروں میں۔"

[فضائل اعمال=رحمانیه:۸۳ 'فیضی:۸۵' قدیمی:۷۸' عبد الرحیم:۷۲]

قارئین کرام! عشق کی فضیلت میں جگہ جگہ فضائل اعمال میں آپ کو مصنف قصیدہ گوئی کرتے ملیں گے مگر ایک جگہ پر عشق کی مذمت میں لکھتے ہیں:

"اِیَّاکُم وَلُحُوْن العشق" [الحدیث] "یعنی اس سے بچو کہ جس طرح عاشق غزلوں کو آواز بنا بنا کر موسیقی قوانین پر پڑھتے ہیں۔اس طرح مت پڑھو۔"

[فضائل اعمال=رحمانیه:۲۷٦ 'فیضی:۲٤٥ 'قدیمی:۵۸۷'عبد الرحیم: ٥٠٤'خواجه محمد اسلام:۳۷ 'مدنیه:۵۸٦'۵۸۷ 'مدینه:۳۷]

"عشق و مستی میں ہر چیز جائز ہوتی ہے"

❁ یہ ترجمہ معلوم نہیں کن قواعد و ضوابط کے تحت فضائل اعمال کے مصنف نے کیا ہے۔تاہم عشق و مستی میں یہ سب باتیں جائز ہوتی ہیں۔بعض اوقات کسی چیز کو بڑھا دیا اور کبھی گھٹا دیا جیسے موصوف کی عادت ہے۔مثلاً اوپر با جماعت نماز کا ثواب کروڑوں تک پہنچا دیا تھا اور اب دیکھئے کہ قرآن کو سکیڑنے کا کارنامہ وہ کیسے انجام دیتے ہیں۔

"سارا قرآن صرف ایک نقطہ میں":

☜ جو کچھ پہلی کتابوں میں تھا وہ سب کلام پاک میں آ گیا اور جو کلام پاک میں ہے وہ سب سورہ فاتحہ میں آ گیا اور جو کچھ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ میں آ گیا اور جو بسم اللہ میں ہے وہ اس کی ''ب'' میں آ گیا۔ اس کی شرح بتلاتے ہیں کہ ''ب'' کے معنی اس جگہ ملانے کے ہیں اور مقصود سب چیز سے بندہ کا اللہ جل شانہ کے ساتھ ملا دینا ہے بعض نے اس کے آگے اضافہ کیا ہے کہ ''ب'' میں جو کچھ ہے وہ اس کے ''نقطہ'' میں آ گیا۔ [فضائل اعمال=رحمانیہ:۲۹۰ فیضی:۲۶۰ قدیمی:۶۰۳ عبد الرحیم:۵۱۷ خواجہ محمد اسلام:۴۵ مدنیہ:۵۹۷ مدینہ:۴۵]

تبلیغی بھائیوں سے چند ملاقاتیں:

۞ مولانا عبدالغنی زاہدانی نے کہا ایک دفعہ میں تبلیغی بھائیوں کے ساتھ نکلا نماز کا وقت ہوا تو مجھے امام بنا کر آگے کھڑا کر دیا گیا میں نے نماز شروع کرنے سے پہلے سنت کے مطابق صف درست کرنے کے لیے کہا کہ کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا لیں۔

تبلیغی امیر نے نمازیوں سے کہا ان کی بات ماننا ضروری نہیں کیونکہ اب یہ غیر مقلد ہو چکے ہیں۔ اس بھائی نے کہا کہ ہم رائے ونڈ گئے تھے بزرگوں کو ایسا کرتے نہ دیکھا اور نہ ہی مولانا جمشید صاحب نے یہ طریقہ بتایا۔

ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا عبدالغنی ایرانی نے بتایا کہ ایک مسجد میں گئے میں نے نماز میں آمین بالجہر کہی امیر جماعت نے مجھے بعد میں کہا کہ آپ نے یہ کیا کام کیا ہے اگرچہ آمین اونچی کہنا درست ہے مگر اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے لہٰذا آہستہ آمین کہا کریں۔

قرآن نہ سنائیں......بس بس قرآن بند کر دیں اور ہمیں گنہگار نہ کریں:

۞ جامع مسجد اقصیٰ گلشن راوی میں تبلیغی جماعت کا ایک گروپ آیا ہوا تھا۔ نماز ظہر کے بعد میں نے تبلیغی بھائیوں سے گفتگو شروع کی۔ میری عمومی گفتگو تو وہ خاموشی سے سنتے رہے۔ مگر جب میں نے ان کو قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کی طرف رجوع کی دعوت دی اور سورۂ ابراہیم کی پہلی آیت پڑھی:

﴿ الٓر كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴾ [ابراھیم-١٤:١] میں نے ترجمہ شروع کیا ہی تھا کہ ان میں سے ایک عمر رسیدہ پرانے تبلیغی بابا جی بول اٹھے کہ قرآن مت پڑھو...... مت پڑھو، تم کوئی عالم ہو۔ مجھے پہلے سے بات معلوم تھی کہ یہ لوگ قران کریم یا حدیث رسول ﷺ کو نہ تو خود بیان کرتے ہیں اور نہ ہی کسی دوسرے کو آسانی سے اپنے پروگراموں میں بیان کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ عام لوگوں تک اچھی طرح بات کو پہنچانے کے لیے میں نے پھر ترجمہ شروع کر دیا اور قرآن کی کئی دوسری آیات کی تلاوت بھی کی۔ اس دوران وہ بابا جی اور اس کے ساتھ کچھ مزید تبلیغی بولتے رہے اور مجھے منع کرتے رہے۔ میں نے کہا کہ میں تو قرآن کی آیات پڑھ کر سنا رہا ہوں آپ شور کیوں کرتے ہیں اور سنجیدگی سے قرآن کیوں نہیں سنتے؟ تو بابا جی بولے۔ قرآن کو بیان کرنے کے لیے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ پندرہ علوم کا جاننا ضروری ہے اس کے بغیر کوئی شخص قرآن کو بیان نہ کرے۔ تو میں نے پوچھا پندرہ علوم کی یہ پابندی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے لگائی ہے؟ یا کسی حدیث میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے؟

تو بابا جی نے بتایا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے...... تو میں نے پھر کہا قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس کے برعکس فرمایا ہے کہ:

﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾ [القمر-٥٤:١٧]

''ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے آسان کر دیا ہے پس کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔''

یہ آیت سورہ قمر میں چار دفعہ آئی ہے ان آیات کا مقصد قرآن پر غور فکر اور تدبر ہے۔ مگر بابا جی مسلسل مجھے آیات قرآن سنانے سے منع کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے بابا جی اور دوسرے تبلیغی بھائیوں کو مجبور کیا کہ وہ قرآن کریم کی ان آیات پر غور کریں اور میری بات کو سنیں۔ مگر وہ بضد تھے۔ مقامی نمازیوں نے ان کو مجبور کیا اور پوچھا آخر آپ قرآن کیوں نہیں سنتے؟ تو پھر بابا

جی بولے کہ ترجمہ میں غلطی ہوگئی تو ہم برباد ہو جائیں گے ۔ اس لیے ہم نہیں سنتے وگرنہ اسکا احترام تو ہمارے دلوں میں بہت ہے۔

۞ میں نے ان کے اس اشکال کو ختم کرنے کے لیے ترجمہ والا قرآن منگوایا اور اس سے ان آیات کا ترجمہ پڑھ کر سنانے کی کوشش کی ۔تو بابا جی کے ساتھ چند دوسرے تبلیغی حضرات بھی ہاتھ باندھ کر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہمیں گنہگار نہ کرو۔بس قرآن کو بند کردو۔قرآن بند کردو۔

میں نے حجت پوری کردی تھی اور قرآن کو بند کردیا اس کے بعد ان میں سے ایک نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے آج حقیقت کا علم ہوا ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکموں والا قرآن سننا بھی پسند نہیں کرتے ۔[اَسْتَغْفِرُ اللّٰه]

اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی کے طریقوں والا دعویٰ کیسے سچا ہوسکتا ہے؟

فضائل اعمال میں یہ آیت مع ترجمہ لکھی ہوئی ان الفاظ میں موجود ہے:

﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِر ﴾ [القمر=۵۴:۱۷]

''کہ ہم نے کلام پاک کو حفظ کرنے کے لیے سہل بنادیا کوئی ہے حفظ کرنے والا۔''

اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ قرآن کریم کو صرف حفظ کرنے کے لیے ثواب سمجھتے ہیں اور قرآن کے معانی اور اس پر غور وفکر کو صرف پندرہ علوم جاننے والے مولویوں کے لیے خاص سمجھتے ہیں اور عام مسلمانوں کو اس سے دور رکھتے ہیں۔

حالانکہ قرآن کریم میں جگہ جگہ غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے:

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴾ [محمد=۴۷:۲۴]

''یہ لوگ قرآن پر غور فکر کیوں نہیں کرتے ۔کیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔''

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾ [الانفال=۸:۲]

''سچی بات یہ ہے کہ ایمان والوں کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان

کے دل دھل جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے وہ اپنے رب پر کامل بھروسا کرتے ہیں۔''

کاش! میرے تبلیغی بھائی قرآن کی آیات پر توجہ دیں' ان کو سمجھیں' تاکہ ان کی قوت ایمانی میں اضافہ ہو۔ مگر یہ بھائی ان آیات کو درست کہیں گے اور زبانی طور پر مان بھی لیں گے۔ مگر آپ جب عملی طور پر اس کا ترجمہ سیکھنے اور سکھانے کے لیے مجبور کریں گے تو یہ لوگ کہیں گے کہ بزرگوں سے پوچھ کر یہ کام کریں گے۔ گویا اگر ان کے بزرگ قرآن پڑھنے کا اجازت دیں تو پھر یہ اپنے تبلیغی پروگراموں میں درس قرآن کا اہتمام کریں گے۔ بصورت دیگر یہ بیچارے فضائل اعمال کو ہی پڑھتے سنتے اور سناتے رہیں گے۔ قرآن کریم کی یہ آیت اس روش کی مذمت اس طرح کرتی ہے۔

﴿ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ بْنَ مَرْيَمَ وَ مَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّ احِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○﴾ [التوبہ=۹: ۳۱]

''ان لوگوں نے اپنے مولویوں' بزرگوں اور مسیح بن مریم کو اپنا معبود بنا لیا ہے' اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر...... حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک اللہ کو اپنا معبود بنائیں (کیونکہ) اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ اس چیز سے پاک ہے جس کو یہ اس کا شریک بنا رہے ہیں۔''

اس آیت کے متعلق سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اہل کتاب اپنے علماء اور بزرگوں کو معبود تو نہیں مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے علماء جس چیز کو حلال کہہ دیں وہ اسے حلال مان لیتے ہیں اور جس چیز کو حرام کہیں وہ حرام مان لیتے ہیں۔ عدی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات درست ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی معبود بنانا ہے۔

آج تبلیغی بھائی یہی عمل دھرا رہے ہیں قرآن کے بیان کو یہ اس لیے اختیار نہیں کرتے کہ ان کے بزرگوں نے منع کیا ہوا ہے۔

مزید چند واقعات

۞ مولانا عبدالغنی ۲۰ جنوری ۹۵ء کو ایران سے مرکز الدعوۃ والارشاد لاہور میں تشریف لائے تو میں نے ان سے ایران میں تبلیغی جماعت کے کام کی تفصیلات معلوم کیں۔ مولانا پہلے حنفی تھے تحقیق کے بعد اہلحدیث ہو گئے انہوں نے زاہدان میں مدرسہ تعلیم القرآن قائم کیا اور کتاب و سنت کی دعوت میں مصروف ہیں۔

مولانا نے بتایا کہ میں اب بھی تبلیغی جماعت کے ساتھ تعاون کرتا ہوں۔ اس سلسلہ میں بعض اوقات ان بھائیوں کو دیکھ کر سخت صدمہ ہوتا ہے کہ حق بات واضح ہو جانے کے باوجود وہ اس کو قبول کرنے سے محض اس لیے انکار کر دیتے ہیں کہ ان کے بزرگوں نے یہ بات نہیں بتائی۔ بعض اوقات مصلحتاً نبی ﷺ کے طریقوں سے منہ موڑ کر ماحول کے مطابق کام کرنے لگتے ہیں۔

۞ مولانا عبدالغنی زاہدانی نے کہا میں نے اپنے مدرسہ تعلیم القران میں ایک تبلیغی بھائی حافظ حمزہ کو بطور مدرس رکھا اس کی تنخواہ ایرانی گیارہ ہزار روپے تھی میں نے بچوں کی تعلیم کے ساتھ اس کی ذمہ داری میں درس قرآن کا اضافہ بھی کر دیا۔ وہ بیچارہ بمشکل دو اڑھائی ماہ میرے پاس رہا اور پھر تبلیغ کے لیے چھٹی لے کر چلا گیا کچھ عرصہ بعد ملاقات ہوئی میں نے پوچھا کہ آپ مدرسہ میں پڑھانے کے لیے کیوں نہیں آتے تو حمزہ نے بتایا کہ تبلیغ والے بھائی منع کرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر درس قرآن کی پابندی نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں اور صرف بچوں کو پڑھانے پر کسی کو اعتراض نہیں۔

۞ مولانا عبدالغنی زاہدانی نے بتایا کہ میرے ایک دوست ابوتراب علی محمد تبلیغی بھائیوں کے ساتھ نکلے امیر نے ان کو بیان کے لیے کھڑا کر دیا۔ ابوتراب چونکہ عالم دین تھے انہوں نے تبلیغی بھائیوں کے بنائے ہوئے چھ نمبروں سے ہٹ کر قرآن کریم کی آیات تلاوت کیں اور ترجمہ شروع کر دیا۔ تبلیغی امیر نے فوراً ان کو بیٹھنے کا حکم دیا اور سخت ناراض ہو کر کہنے لگے کہ تم نے تو

قرآن بیان کرنا شروع کر دیا ہے۔ جبکہ ہم نے لوگوں کے حالات کو مد نظر رکھ کر چھ نمبر بیان کرنے کے لیے آپ کو اجازت دی تھی۔ انہوں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ قرآن کا بیان بھی ان کے ہاں جرم ہے۔

❁ مولانا عبدالغنی زاہدانی نے کہا کہ ایک مرتبہ میرے پاس کچھ تبلیغی بھائی آئے جن میں کچھ عالم بھی تھے انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارے ساتھ چلیں۔ میں نے کہا ایک شرط پر چلنے کے لیے تیار ہوں۔ کہ اپنی نماز کو پہلے ہم نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق درست کر لیں جو بھائی مجھ سے بات چیت کرنے میں مصروف تھا کہنے لگا۔

ہم مانتے ہیں کہ رفع الیدین نبی ﷺ کی سنت ہے مگر ہم اس لیے نہیں کرتے کہ اس سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اور امت میں توڑ کی فضا بڑھتی ہے۔ اس لیے ہم مصلحت کے ساتھ دعوت کا کام کر رہے ہیں۔

اس لیے ہماری دعوت کے نتیجہ میں بہت لوگوں نے ہدایت قبول کی ہے۔ جبکہ آپ کی دعوت قبول کرنے والے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس لیے وہ کام کریں۔ جس سے اختلاف نہ ہو اور امت میں جوڑ پیدا ہو' توڑنے والے کاموں سے بچیں۔

❁ مولانا نے بتایا کہ جواب میں جب میں نے کہا کہ نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنے سے امت میں اختلاف کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ نبی ﷺ کے طریقوں میں آپ کامیابی کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا سنت والی دعوت انتشار وافتراق کی دعوت ہے؟ اگر یہ بات مان لی جائے تو توحید کی دعوت سے مشرک سخت ناراض ہوتے ہیں اور معاملہ قتل وقتال تک پہنچتا ہے تو کیا دعوت توحید میں ہم کوتاہی اور مداہنت کی روش اختیار کر لیں؟

ↄ تو وہ بھائی سخت ناراض ہو کر چلے گئے۔

❁ بلوچستان کے معروف عالم دین مولانا صبغت اللہ محمدی شیرانی جو کہ حنفی تھے اور ۱۹۸۸ء میں اہل حدیث ہو گئے۔ انہوں نے بتایا کہ رائیونڈ اجتماع کے موقع پر میں نے مولانا جمشید صاحب سے

ملاقات کی اور کہا کہ آپ اہل بدعت سے بھی وہی سلوک کرتے ہیں جس کے مستحق اہل توحید ہیں۔ جس کا نقصان دین کو ہورہا ہے اور آپ بدعات کی پشت پناہی اور ترویج میں حصہ دار ہیں۔

مولانا جمشید نے کہا کہ آپ کی بات درست ہے۔ خود ہمارے اندر لاکھوں بدعات موجود ہیں۔ فوری طور پر ان کو ترک کرنے سے لوگ ہم سے بھاگ جائیں گے۔ آہستہ آہستہ ہم دین کی طرف جارہے ہیں۔

قارئین کرام! کس قدر تعجب کی بات ہے کہ سنتوں کے ترک کے مشورے اور بدعات پر قائم رہنے کے عزائم۔ اس حقیقت سے تبلیغی بھائیوں کی دعوت بآسانی سمجھ آسکتی ہے۔

مولانا صبغت اللہ محمدی شیرانی نے بتایا کہ ایک مجلس میں ایک نوجوان آیا اور مولانا جمشید سے سوال کیا کہ ہم رائیونڈ اجتماع میں آئے تھے اور تبلیغ کے لیے کچھ وقت لگانا ہے۔ ہماری تشکیل ہوگئی ہے۔ ہم ایسی کئی مساجد میں جائیں گے۔ جہاں بدعتی امام ہوں گے۔ کیا ہم ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں؟

مولانا جمشید نے کہا! بھئی اب تک امت میں بہت توڑ پیدا ہوا ہے اب جوڑ پیدا کرو۔ اوران کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہو۔

مولانا صبغت اللہ محمدی شیرانی نے کہا کہ یہ گفتگو سن کر میں نے کہا یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک بدعتی کے پیچھے نماز پڑھی جائے جبکہ بدعتی اور مشرک لوگوں کا عقیدہ قران وحدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ دین کو بگاڑ کر اس میں نئی نئی باتیں شامل کررہے ہیں یہ گفتگو سن کر وہ نوجوان اٹھ کر چلا گیا۔ گویا اس کو حقیقی مسئلہ سمجھ آگیا تھا۔ کہ بدعتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

مولانا صبغت اللہ محمدی شیرانی نے ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ تبلیغی جماعت کے ہاں یہ بات عام ہے ہم نے اپنے ہاں اس کا مشاہدہ بھی کیا ہے کہ جب فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی ہے تو یہ لوگ سر جھکائے نہایت احترام اور خاموشی سے اس کو سنتے رہتے ہیں۔ مگر جب درس قرآن یا حدیث کی تعلیم ہو تو یہ بھائی اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ جب ان سے کہا گیا کہ آپ

درس قران اور درس حدیث کیوں نہیں سنتے ؟ تو جواب ملتا ہے کہ ان میں اختلافی مسائل ہوتے ہیں اور یہ علماء کے سمجھنے کے لیے ہیں۔ ہم تو فضائل سنتے اور بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ بزرگوں نے ہمیں فضائل بیان کرنے کی تلقین اور ہدایت کی ہے۔

قارئین کرام! کس قدر تعجب کی بات ہے کہ تبلیغی بھائی اپنی عمومی گفتگو میں یہ کہتے ہیں کہ دین سیکھنے کے لیے وقت لگائیں جب دین سیکھنے کا وقت ہو تو اٹھ کر چلے جائیں۔

❀ مفتی عبد الرحمٰن رحمانی محتاج تعارف نہیں وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس تبلیغی جماعت والے کچھ عربی لوگوں کو لائے اور کہا کہ آپ عالم دین ہیں دعوت دین کے لیے کچھ وقت دیں۔ مفتی صاحب نے کہا میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں دعوت دین کا کام زندگی بھر کریں گے دین قرآن وحدیث کا نام ہے۔ لہٰذا ہم فضائل اعمال کے بجائے قرآن کریم کی تعلیم کا اہتمام رکھیں گے اور چھ نمبروں کے بجائے بخاری شریف کا درس ہوگا۔ اگر آپ کو منظور ہے تو میں حاضر ہوں تبلیغی بھائی یہ کہہ کر واپس ہوگئے کہ بزرگوں سے پوچھ کر بتائیں گے۔ اور پھر آج تک بزرگوں نے درس قرآن اور بخاری شریف کی تعلیم کی اجازت نہیں دی اس لیے وہ دوبارہ تشریف نہیں لائے۔

دین الیاس کی دعوت

❀ مولانا صبغت اللہ محمدیؒ شیرانی نے بتایا کہ ۱۹۷۷ء کی بات ہے۔ اس وقت میں حنفی تھا۔ مدینہ منورہ میں ایک عربی عالم دین ''غالب یمنی'' کا مہمان تھا ان دنو''مسجد نور'' تبلیغی جماعت کی سرگرمیوں کا مرکز تھی۔ جہاں مولانا سعید احمد خان دعوت وتبلیغ کے ذمہ دار تھے۔ وہاں ہر جمعرات کو پروگرام ہوتا تھا۔ ایک دن میں نے اپنے میزبان دوست غالب یمنی سے کہا۔ آج شب جمعہ ہے۔ مسجد نور میں دعوت دین کا پروگرام ہو رہا ہے۔ بہتر ہے کہ آج وہاں چلیں دین کی باتیں ہوں گی جس سے بہت نفع ہوگا۔

غالب یمنی: کون سے دین کی دعوت؟

مولانا شیرانی: میں نے کہا: ''دین محمدی کی دعوت ہوگی۔

غالب یمنی: کس نے کہا ہے کہ ان کی دعوت دین محمدیؐ کی دعوت ہے۔ یہ تو دین الیاس کی دعوت دیتے ہیں۔

مولانا شیرانی: مجھے اس کی بات کچھ اچھی نہ لگی اور میں نے کہا کہ بھائی آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ تو دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ دین الیاس کی نہیں۔

غالب یمنی: میں آپ کو اپنے تجربے کی بات بتاتا ہوں اور پیش کش کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ ایک مزید تجربہ کے لیے چلا چلتا ہوں جس طرح میں کہوں ویسے کرنا۔

یمنی عالم دین نے کہا۔ ہم شب جمعہ میں شرکت کر لیتے ہیں۔ پروگرام کے آخر میں جب لوگوں کے نام لکھیں گے۔ تو ہم دونوں بھائی بھی اپنا اپنا وقت اور نام لکھوا دیں گے۔ ہماری تشکیل ہو جائے گی اور بالآخر ہم کسی مسجد میں جا پہنچیں گے۔ وہاں مشورہ ہوگا تو پہلے دن آپ کہیں آج میں خدمت اور بیان کروں گا۔ امیر صاحب! آپ کو اجازت دے دیں گے۔ چنانچہ آپ کتاب فتح المجید سے توحید کے موضوع پر درس قرآن شروع کر دیں۔ کیونکہ ان دنوں میں صبح کے وقت مختلف طالب علموں کو فتح المجید کا درس دے رہا تھا۔

اگر امیر نے آپ کو توحید پر درس دینے کی اجازت دے دی تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ یہ لوگ دین محمدی کی دعوت دیتے ہیں اور اگر امیر نے آپ کو منع کر دیا تو آپ سمجھ لیں کہ یہ دین الیاس کی دعوت کے لیے محنت ہو رہی ہے۔

دوسرے دن جب مشورہ ہوگا تو میں کہوں گا آج میں ہر قسم کی خدمت کے لیے تیار ہوں۔ اور بیان بھی میرا ہوگا۔ امیر صاحب فوراً مجھے بھی اجازت دے دیں گے چنانچہ میں بخاری شریف کھولوں گا اور اس میں " باب الاعتصام بالکتاب والسنہ" کتاب وسنت پر عمل اور بدعات ورسومات سے اجتناب کی احادیث کا بیان شروع کردوں گا۔ اگر امیر نے مجھے یہ درس جاری رکھنے کی اجازت دے دی تو میں سمجھ لوں گا کہ یہ دین اسلام کی داعی جماعت ہے اور اگر امیر نے مجھے بھی منع کر دیا تو آپ سمجھ لیں کہ یہ دین الیاس کی دعوت دیتے ہیں۔

مولانا شیرانی کہتے ہیں کہ اس یمنی عالمِ دین بھائی کی بات مجھے سمجھ آ گئی اور پھر میں نے وہاں جانا بند کر دیا۔

(ا) بزرگی عطا کرنے کے لیے تلاوت قرآن کی ممانعت:

بزرگی میں اضافہ کے لیے تلاوت قرآن پر پابندی۔

⬅ شیخ علوان حموی جو ایک متبحر عالم اور مفتی اور مدرس تھے سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سید صاحب کی ان پر خصوصی توجہ ہوئی تو ان کو سارے مشاغل درس تدریس فتویٰ وغیرہ سے روک دیا اور سارا وقت ذکر میں مشغول کر دیا عوام کا تو کام ہی اعتراض اور گالیاں دینا ہے لوگوں نے بڑا شور مچایا کہ شیخ کے منافع سے دنیا کو محروم کر دیا اور شیخ کو ضائع کر دیا وغیرہ وغیرہ کچھ دنوں بعد سید صاحب کو معلوم ہوا کہ شیخ کسی وقت تلاوت کلام اللہ بھی کرتے ہیں سید صاحب نے اس کو بھی منع کر دیا۔ تو پھر تو پوچھنا ہی کیا تھا؟ سید صاحب پر زندیقی اور بادینی کا الزام لگنے لگا لیکن چند ہی روز بعد شیخ پر ذکر کا اثر ہو گیا اور دل رنگ گیا۔ تو سید صاحب نے فرمایا کہ اب تلاوت شروع کرو کلام پاک جو کھولا تو ہر لفظ پر وہ علوم و معارف کھلے کہ پوچھنا ہی کیا ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ میں نے خدانخواستہ تلاوت کو منع نہیں کیا تھا بلکہ اس چیز کو پیدا کرنا چاہتا تھا۔ [فضائل اعمال=رحمانیہ:۵۵۷ 'فیضی:۴۶۵ 'قدیمی:۳۶۹ 'عبد الرحیم:۳۲۹ 'خواجہ محمد اسلام:۶۸ 'مدنیہ:۳۶۹ 'مدینہ:۶۷]

اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھی پیش خدمت ہے۔

(۲) ذکر سے منع کر دیا تاکہ بزرگی میں اضافہ نہ ہو:

⬅ مولانا خلیل احمد کے بعض خدام کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ جب ان کو یہ صورت کشف پیدا ہونے لگی تو حضرت نے چندروز کے لیے اہتمام سے سب ذکر شغل چھڑا دیا تھا کہ مبادا یہ حالت ترقی پکڑ جائے۔ [فضائل اعمال=رحمانیہ:۶۴۸ 'فیضی:۵۶۰ 'قدیمی:۴۶۵ 'عبد الرحیم:۴۱۱ 'خواجہ محمد اسلام:۱۵۰ 'مدنیہ:۴۶۵ 'مدینہ:۱۴۹]

قارئین کرام غور فرمائیں ان واقعات میں عقیدے کی کتنی خرابیاں ہیں۔

۱۔ بزرگی حاصل کرنے کے لیے سید صاحب کی خدمت میں حاضری۔

۲۔ سید صاحب کی خصوصی توجہ کا ہونا۔

۳۔ درس قرآن وحدیث اور فتویٰ وغیرہ حتیٰ کہ تلاوت قرآن سے بھی روک دینا۔

۴۔ فضائل اعمال کے مطابق بزرگی حاصل کرنے کے لیے کسی بزرگ کے ہاں حاضر ہونا پڑتا ہے اور وہ بزرگی کے آرزومند شخص میں بعض خصوصیات اپنی توجہ سے پیدا کرتا ہے اور اس سلسلہ میں ذکر تلاوت قرآن اور وعظ ونصیحت سے منع کر دیتا ہے۔

۵۔ یہ مقام کسی عالم مفتی یا مدرس کو از خود حاصل نہیں ہوسکتا۔

۶۔ اور یہ مقام تلاوت قرآن سے بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔

بلکہ اس بزرگی کو حاصل کرنے کے لیے خاص قسم کے شیخ ہوتے ہیں جو اپنے مریدوں پر خصوصی توجہ کرتے ہیں اور خاص طریقوں سے بزرگی میں کمی وبیشی کرتے رہتے ہیں اور جو خاص چیز پیدا کرنا چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اس کے لیے طریقے درج ذیل ہیں اور فضائل اعمال سے ماخوذ ہیں۔

جوتیاں سیدھی کئے بغیر (بزرگی) مشکل حاصل ہوتی ہے۔[فضائل اعمال= رحمانیہ: ٤٥٠ فیضی: ٦٧٤ قدیمی: ٦٨٠]۔

- بزرگی میں اضافے کے خطرے کے پیش نظر بعض اوقات ذکر سے رکنا پڑتا ہے۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:٥٥٧ فیضی:٤٦٥ قدیمی:٣٦٩ عبد الرحیم:٣٢٩ خواجہ محمد اسلام:٦٨ مدنیہ:٣٦٩ مدینہ:٦٧]
- بعض اوقات تلاوت قران سے منع کردیتے ہیں۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:٥٥٧ فیضی:٤٦٥ قدیمی:٣٦٩ عبد الرحیم:٣٢٩ خواجہ محمد اسلام:٦٨ مدنیہ:٣٦٩ مدینہ:٦٧]
- بعض اوقات ہفتہ بھر مسجد میں جانے سے پرہیز ہوتا ہے۔
- بعض اوقات کئی کئی دن استنجا سے اجتناب کرنا پڑتا ہے۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:٦٤٩ فیضی:٥٦١ قدیمی:٤٦٦ عبد الرحیم:٤١١ خواجہ محمد اسلام:١٥٠ مدنیہ:٤٦٦ مدینہ:١٤٩]
- بزرگی حاصل کرنے والوں کا اجر کروڑوں درجہ بڑھ جاتا ہے۔[فضائل اعمال= رحمانیہ:

٢٦٢'فیضی:٣٣٧ قدیمی: ٢٤٢'عبد الرحیم:٢١٧ 'خواجه(نماز):٤٣'مدنیه: ٢٤٣' مدینه:٤٦]

- بزرگ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے۔[فضائل اعمال-رحمانیه:٦٦١' فیضی: ٥٧٤' قدیمی: ٤٨٠' عبد الرحیم: ١٦٠]
- بعض اوقات پندرہ برس تک لیٹنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔[فضائل اعمال-رحمانیه: ٣٨٤' فیضی: ٣٦٠ قدیمی: ٢٦٤'عبد الرحیم:٢٣٨ 'خواجہمحمد اسلام:٦٤ 'مدنیه:٢٦٤ ' مدینه:٦٥]
- بعض اوقات کئی کئی دن تک کھانے سے پرہیز ہوتا ہے۔
- بعض اوقات کپڑے اتار کر سردی میں بیٹھنا پڑتا ہے۔[فضائل اعمال-رحمانیه: ٤٤٠' فیضی:٤٦٤ 'قدیمی:٦٦٩ 'عبد الرحیم:٥٦٧ 'خواجه(رمضان):٣٠]
- بعض اوقات ایک وضو سے پچاس سال تک عشاء اور صبح کی نماز ادا کرنا پڑتی ہے۔

[فضائل اعمال-رحمانیه: ٤٥٠' فیضی: ٦٧٤ 'قدیمی: ٦٨٠ 'عبد الرحیم:٥٧٦]

- بعض اوقات روزانہ آٹھ قرآن ختم کرنا پڑتے ہیں۔

[فضائل اعمال-رحمانیه:٢٨٥' فیضی: ٢٥٤ 'قدیمی:٥٨٧ 'عبد الرحیم:٥٠٤]

- بعض اوقات ایک وضو سے بارہ دن تک ساری نمازیں پڑھنا پڑتی ہیں۔

[فضائل اعمال-رحمانیه:٣٨٤' فیضی: ٣٦٠'قدیمی: ٢٦٤ 'عبد الرحیم:٢٣٨ 'خواجه(نماز):٦٤]

- بعض اوقات ایک ہزار رکعت روزانہ پڑھنا بزرگی کی علامت بتائی جاتی ہے۔

[فضائل اعمال-رحمانیه:٤٠٢' فیضی:٣٨٣ 'عبد الرحیم:٢٥٦ 'خواجه(نماز):٨٢]

- بزرگی مل جانے کے بعد دعا کی قبولیت کا پتہ چل جاتا ہے۔

[فضائل اعمال-رحمانیه:٥٢٦' فیضی:٤٣٤ 'قدیمی:٣٣٥ 'عبد الرحیم:٣٠١]

- جب بزرگی مل جاتی ہے تو جنت اپنے تمام سازوسامان کے ساتھ ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

[فضائل اعمال-رحمانیه:٦٦٢' فیضی:٥٧٥ 'قدیمی:٤٨١ 'عبد الرحیم:٤٢٣ 'خواجه(ذکر):١٦٢]

- صاحب کشف بزرگ جنت دوزخ کا نظارہ کر لیتے ہیں۔[فضائل اعمال-رحمانیه: ٥٧٦' فیضی:٤٨٤ 'قدیمی:٣٨٨'عبد الرحیم:٣٤٥ 'خواجه(ذکر):٨٤]

⊛ جب ایسے بزرگ تلاوت شروع کریں تو جن مرنے لگتے ہیں۔[فضائل

اعمال=رحمانیہ:۴۲ 'فیضی:۴۲ قدیمی:۴۰ 'عبد الرحیم:۳۶ 'خواجہ(صحابہ):۳۸]

قارئین کرام! دیگر فضائل کی کتابوں میں بھی شرکیہ واقعات کی بھرمار ہے۔ہم نے یہ چند حوالے صرف فضائل اعمال سے پیش کئے ہیں کیونکہ یہ کتاب ہر تبلیغی گروہ کے پاس ضرور ہوتی ہےاوراس کو پڑھ کرسنانا گویاان پرفرض ہوتا ہے۔

⊛ میرے بھائیو! یہ تبلیغی بھائی ہزاروں نہیں بلکہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ کروڑوں کی تعداد میں دنیا بھرمیں لوگوں کایقین بنانے میں مصروف ہیں۔ابھی تک ان کا اپنا یقین اللہ تعالیٰ پر پختہ نہیں ہوا ہے کہ یہ بھائی کافروں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ میں نکل کھڑے ہوں۔اس لیے کہ ان کا جہاد بستر اٹھا کر پھرنا اور صرف فضائل اعمال کی تبلیغ کرنا ہے۔ایسے لوگ بھلا کلاشنکوف کندھے پر کیسے اٹھائیں گے۔

جن کو یہ سمجھایا گیا ہو کہ تمہاری ایک نماز کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چون ہزار چار سو بتیس تک جا پہنچتا ہے۔

یہ لوگ تو فضائل اعمال کے بتائے ہوئے من گھڑت طریقوں کے مطابق:

(۱) یومیہ ایک ہزار رکعت کی اٹھک بیٹھک کی پریکٹس کریں گے۔

(۲) یومیہ دو تین یا آٹھ آٹھ قرآن ختم کرنے کی رفتار بنانے میں زندگی وقف کریں گے۔

(۳) عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنے کے لیے چالیس پچاس سالہ ریکارڈ بنانے کی فکر میں رہیں گے۔

(۴) کپڑوں کی موجودگی میں ننگے بدن بیٹھ کر کانپنے سے فقراء کی ہمدردی حاصل کریں گے اوران کو یہ کپڑے دیں گے اور نہ خود پہنیں گے۔

(۵) پندرہ پندرہ دن بھوکے رہنے کی مشق کریں گےاور

(٦) استنجے سے اجتناب کرتے ہوئے انوار تلاش کرتے پھریں گے۔

⬅ ایک ہی سانس میں دو...... دوسو مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی پریکٹس کرتے پھریں گے۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:٥٧٦'فیضی:٤٨٤' قدیمی:٣٨٨' عبد الرحیم:٣٤٥]

(٧) کبھی بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کر کے ولایت کو ڈھونڈیں گے۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:٥٧٤ 'فیضی:٤٨٢' قدیمی:٤٨٦' عبد الرحیم:٣٤٤]

(٨) اور کبھی ذکر واذکار اور تلاوت قرآن کو ترک کر کے مقام بلند کی جستجو ہوگی۔

یہ اور اس قسم کے دیگر پاپڑ بیل کر •

(٩) جمادات وحیوانات کی تسبیح اور بولیاں سننے کے لیے کان لگاتے پھریں گے۔[فضائل اعمال=رحمانیہ:٦٤٨ 'فیضی:٥٦٠' قدیمی:٤٦٥' عبد الرحیم:٤١٠]

(١٠) لوگوں کے وضوسے جھڑتے گناہوں کا نظارہ کرتے نظر آئیں گے۔

(١١) بیٹھے بیٹھے جب چاہیں جنت دوزخ کا نظارہ کریں گے اور جس کو چاہے بخشوالیں گے۔

(١٢) لونڈی کی طرح بن سنور کر اپنا تمام ساز وسامان لے کر جنت آ حاضر ہوگی اور اس کی طرف ان کی توجہ تک نہ ہوگی۔

(١٣) اور اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے بے بنیاد دعوے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ لحہ بھر کے لیے ان سے غائب نہیں ہو سکے گا۔

قارئین کرام! جب یہ سب کچھ یونہی گھر بیٹھے بٹھائے مل جائے تو کون اس جھنجھٹ میں پڑے۔ کہ تلوار اٹھائے' نیزہ تھامے' برچھا سنبھالے...... یا آج کل کے دور میں۔

۞ کلاشنکوف' راکٹ لانچر کندھے پر رکھے جنگلوں' پہاڑوں کو عبور کرتا ہوا کشمیر' بوسنیا اور فلسطین میں پہنچے اور کفر کو مٹانے اور مظلوم بھائیوں کی مدد کے لیے اپنے مال اور جان کی قربانی دے۔دشمن کو تڑپائے اور خود خون میں نہا جائے اور اجر عظیم اور فضل کثیر کا حقدار ٹھہرے۔

﴿ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾[النساء=٤: ٩٥]

''اور اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی مجاہدین کو' بیٹھنے والوں پر اپنے فضل اور اجر عظیم میں۔''

۞ جب یہ بندہ میدان جہاد میں مشرکین وکفار سے لڑتے لڑتے گردن کٹائے یا سینے میں گولی

کھائے اور زمین پر گرے گا اور...... ابھی اس کے جسم سے نکلنے والے خون کا قطرہ زمین پر نہیں پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں اس کا گھر دکھادے گا۔ یہ حقیقت اور اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو فضائل اعمال میں نہیں...... بلکہ قرآن کریم...... کتاب الجہاد بخاری...... اور دیگر کتب صحاح ستہ کو دیکھنا ہو گا۔ میرے بھائیو! یہ کٹ مرنے کا لطف سمجھنا ہو تو رسول اللہ ﷺ کی اس خواہش کو پڑھ لیں۔

❁ ''میری خواہش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر کٹ مروں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں۔ زندہ ہو کر پھر شہید کر دیا جاؤں۔''

سبحان اللہ یہ تو ہمارے ہادی و رہبر و رہنما محمد مصطفیٰ ﷺ کی خواہش ہے مگر فضائل اعمال پڑھنے والے بھائی تو قتال فی سبیل اللہ کو امت کی پستی قرار دیتے ہیں (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی فکری پستی سے بچائے اور جہاد کے راستہ میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔ آمین

ہاں تو بات ہو رہی تھی کہ بزرگی عطا کرنے کے لیے سید صاحب نے ذکر و اذکار، درس و تدریس سے روک دیا پھر بعد میں تلاوت قرآن سے بھی منع کر دیا پھر خصوصی توجہ سے بزرگی عطا فرمائی۔ اسی طرح دوسرے واقعہ میں بزرگی میں اضافے کے خطرے کے پیش نظر مولانا خلیل احمد نے بھی ذکر سے روک دیا تھا۔

فضائل اعمال کے برعکس اسلامی عقیدہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ [الحجر ۱۵:۹]

''یقیناً ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

قرآن ذکر ہے اس کے علاوہ بھی اذکار موجود ہیں جن کو پڑھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی ہے مگر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ فلاں ذکر ترک کر کے فلاں کو شروع کر دو یہ من گھڑت سلسلے جاہل صوفیوں نے ایجاد کیے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ یہ ذکر گرم ہے۔ یہ ٹھنڈا

ہے فلاں شخص یہ ذکر نہیں کرسکتا اور فلاں کو یہ مقام حاصل ہو گیا ہے اور وہ کرسکتا ہے یہ سب جھوٹ ہے اور یہ قید و بند رسول اللہ ﷺ کے طریق کے خلاف ہے۔ وہ تمام اذکار جو رسول اللہ ﷺ نے کیے اور امت کو جن کی تعلیم دی وہ ہر مسلمان کرسکتا ہے اور یہ دعویٰ سراسر جھوٹا ہے کہ قرآن کی تلاوت بند کر کے بعض علمی فوائد اور مراتب حاصل کیے جاسکتے ہیں اور بلند مقام تک پہنچا جاسکتا ہے اس دعوی کے برعکس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ »(کتب صحاح ستہ)

”تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

- اللہ کے رسول ﷺ تو بتا رہے ہیں کہ تمام لوگوں سے بہتر مقام حاصل کرنے کے لیے قرآن پڑھنا اور پڑھانا ضروری ہے۔ بھائیو! اسلامی عقائد کے برعکس گمراہ طریقوں سے اگر آپ بچ گئے اور قرآن و حدیث سے جڑ گئے تو یہ بڑی کامیابی ہے ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔ سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں۔

فضائل اعمال اور قرآن:

گذشتہ صفحات پر آپ نے پڑھا کہ بزرگی حاصل کرنے کے لیے ایک بزرگ نے تلاوت قرآن سے اپنے مرید کو منع کر دیا تھا آئندہ صفحات پر ہم دلائل مہیا کر کے یہ ثابت کریں گے کہ فضائل اعمال میں لوگوں کو۔

- قران سے بے خبر رکھنے کی خوب ترغیب موجود ہے۔
- قرآن کو سمجھنے اور ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کو مشکل بتایا گیا ہے۔
- قرآن کو طوطے کی طرح بغیر سوچے سمجھے پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔
- غرض قرآن سے وہ سلوک روا رکھا گیا ہے جس سے قرآن کی توہین اور اس کی عزت و شان میں کمی واقع ہوتی ہے اور اس کے نزول کے مقاصد سے انحراف بھی۔
- غور فرمایئے! تبلیغی بھائیوں کی کتاب فضائل اعمال کم وبیش: ۸۰۰ سو صفحات پر مشتمل

ہے۔جس میں من گھڑت قصے بے بنیاد کہانیاں اور مبالغہ آمیز کرامات پر لمبی لمبی کہانیاں موجود ہیں۔مگر فضائل اعمال میں درج کی گئی قرآن کریم کی دوسو آیات کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

فضائل اعمال میں دوسو آیات کا ترجمہ نہیں کیا گیا:

❁ ان دو صد آیات کا ترجمہ نہ کر کے لوگوں کو ہدایت کے حقیقی سر چشمہ سے محروم رکھا گیا ہے۔جن آیات کا ترجمہ نہیں کیا گیا ان کی تفسیر کے لیے ایک بڑی کتاب لکھی جاسکتی ہے کیونکہ اکثر آیات میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور تمام انبیاء نے آ کر لا الہ الا اللہ کی تعلیم دی ہے۔

بھائیو! یہ سوچنے کی بات ہے اور غور وفکر کا مقام بھی...... کہ من گھڑت قصوں کے لیے کئی کئی صفحات اور آیات قرآنی کے ترجمہ کے لیے کتاب میں گنجائش نہیں بالاختصار چند واقعات پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیں:

تلاوت قرآن میں مبالغہ:

- صالح بن کیسان جب حج کو گئے تو راستے میں اکثر ایک رات میں دو کلام مجید پورے کرتے تھے۔[فضائل اعمال= رحمانیہ:۲۸٤ فیضی:۲۰٤]
- منصور بن زاذان صلوٰۃ الضحٰی میں ایک کلام مجید اور دوسرا ظہر سے عصر تک پورا کرتے تھے اور تمام رات نوافل میں گذارتے۔[فضائل اعمال= رحمانیہ:۲۸٤ فیضی:۲۰٤]

روزانہ تین قرآن مجید ختم کرنے کا کارنامہ:

- بعض کا معمول تین ختم روزانہ کا تھا جس طرح سلیم بن عتر ہر شب میں تین ختم قرآن شریف کرتے تھے۔[فضائل اعمال= رحمانیہ:۲۸٤ فیضی:۲۰٤]

روزانہ آٹھ قرآن ختم کرنے کا کرشمہ:

- زیادہ سے زیادہ مقدار جو تلاوت کے باب میں ہم کو پہنچی ہے وہ ابن الکاتب کا معمول

تھا کہ دن رات میں آٹھ قرآن شریف روزانہ پڑھتے تھے۔[فضائل اعمال=
رحمانیہ:۲۸۵ فیضی:۲۰٤]

ہر روز آٹھ قرآن کریم ختم کر لینا بھی خلاف حقیقت ہے اس کا بھی حساب کیا جائے اور انسانی ضروریات اور اوقات نماز اور آرام کا وقت نکالا جائے تو ڈیڑھ دو منٹ میں ایک پارہ پڑھ لینا تلاوت کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ قرآن کریم سے استہزا ثابت ہوتا ہے اور اس پر دوام اور اس کا معمول بتانا کتنا بڑا جھوٹ اور بہت بڑا دھوکہ ہے۔

تلاوت قرآن اور نبی ﷺ کا طریقہ:

جس نے تین دن سے پہلے ختم کیا اس نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تلاوت کے آداب کا خیال رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ﴾[مزمل:٤]

''(اے نبی ﷺ) اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کر۔''

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی وجہ سے قرآن کریم کی جس انداز میں تلاوت فرماتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔

- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تعمیل میں قرآن کریم کو ترتیل کیساتھ پڑھتے تھے جس سے بڑی دیر میں سورت ختم ہوتی اور چھوٹی صورت بڑی معلوم ہوتی۔
- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی قرأت کی صفت میں مروی ہے کہ آپ حرفوں کو کھینچ کر مد کے ساتھ پڑھتے تھے پھر ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ﴾ پڑھ کر سنائی لفظ اللہ لفظ رحمٰن اور لفظ رحیم پر مد کیا۔[بخاری]
- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قرآت کیسی تھی؟ فرمایا ہر

آیت پر وقف فرماتے تھے۔سورہ فاتحہ پڑھ کر سنائی اور ہر آیت پر وقف کیا۔

۞ قارئین کرام! لوگوں کو قرآنی تعلیمات سے بے خبر رکھنے کے لیے فضائل اعمال میں بہت مفروضے قائم ہیں حتیٰ کہ اس کے لیے پندرہ علوم کی قید بھی لگائی گئی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

پندرہ علوم کے بغیر قرآن کا بیان ممنوع ہے:

فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر علم چاہتے ہو تو قرآن پاک کے معانی میں غور وفکر کرو اس میں اولین وآخرین کا علم ہے۔مگر کلام پاک کے معنیٰ کے لیے جو شرائط وآداب ہیں ان کی رعایت ضروری ہے۔یہ نہیں کہ ہمارے زمانے کی طرح سے جو شخص عربی کے چند الفاظ کے معنیٰ جان لے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بغیر کسی لفظ کے جانے اردو ترجمے دیکھ کر اپنی رائے کو اس میں داخل کر دے۔اہل فن نے تفسیر کے لیے پندرہ علوم پر مہارت ضروری بتلائی ہے وقتی ضرورت کی وجہ سے مختصراً عرض کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ بطن کلام پاک تک رسائی ہر شخص کو نہیں ہو سکتی۔ [فضائل اعمال= رحمانیہ:۲۵۲ 'فیضی:۲۲۰' قدیمی:۵۵۹]

پندرہواں علم:

ان سب پر پندرہواں وہ علم وھبی ہے جو حق سبحانہٗ وَ تَقَدَّس کا عطیہ خاص ہے جو اپنے مخصوص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔[فضائل اعمال= رحمانیہ:۲۵۳ 'فیضی:۲۲۱' قدیمی:۵۶۱]

ایک فکر انگیز واقعہ:

حافظ محمد اقبال توحیدی آف کہروڑپکا جو کہ نابینا ہیں نے اپنے ساتھ پیش آنے والے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ میرے پاس تبلیغی بھائی آئے اور کہا کہ تبلیغ کے لیے ہمارے ساتھ چلیں ...... اس وقت میں حنفی تھا چنانچہ۔میں ان کے ساتھ نکل پڑا اور پشاور سے بھی کافی آگے ایک گاؤں میں جا پہنچے۔امیر نے ایک دن مجھے بیان کے لیے کھڑا کر دیا اور

میں نے ایک حدیث پڑھ کر اس کا ترجمہ کیا۔ جس پر امیر نے مجھے سخت الفاظ میں تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ آئندہ صرف چھ نمبر بیان کریں اور آیات قرانی اور احادیث کو بیان نہ کریں۔ میں نے حیرت کا اظہار کیا کہ آپ تو یہ کہہ کر ساتھ لائے تھے کہ

''اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے اور اسی پر محنت کی ضرورت ہے اب جب میں آپ کو حدیث سنا کر نبی ﷺ کے طریقے بیان کرنے لگا ہوں تو آپ مجھے اس سے منع کرتے ہیں اس پر کافی بحث ہوتی رہی اور وہ امیر اپنی ضد پر قائم رہے اور کہا کہ بزرگوں نے احادیث کو بیان کرنے کی اجازت نہیں دی۔ حافظ محمد اقبال بے شک نابینا ہیں مگر دل ان کا روشن ہے کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اب میں مزید تمہارے ساتھ نہیں چل سکتا ۔ کیونکہ آپ لوگ قرآن و حدیث کا بیان پسند نہیں کرتے اور صرف فضائل اعمال اور اپنے خودساختہ چھ نمبروں کو دین کا نام دیتے ہیں۔ حافظ صاحب نے بتایا کہ میں اکیلا وہاں سے کہروڑ پکا واپس آ گیا اور تقلیدی مذہب کو چھوڑ کر قرآن و حدیث سے جڑ گیا۔ اب حافظ صاحب مسلک اہلحدیث کے مبلغ اور داعی کے طور پر دعوت دین کا کام کر رہے ہیں۔ الحمد للہ۔

- قارئین کرام! نہ پندرہ علوم پر مہارت حاصل ہوگی اور نہ کوئی شخص قرآن کو بیان کرے گا۔
- اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ فضائل اعمال کا بیان ہر شخص کے لیے آسان اور ضروری ہوگا۔
- اگر کوئی شخص قرآن بیان کرتا پایا جائے تو اس سے پندرہ علوم کی سند طلب کی جائے گی۔ بصورت دیگر اسے مطعون کیا جائے گا۔ کہ چند عربی الفاظ کے معنی معلوم کر کے بیٹھ گیا ہے......خبردار! قرآن بیان کرنے سے باز رہو۔
- اگر کوئی شخص ترجمہ والے قرآن سے قرآن سمجھنے کی کوشش میں ہو تو اسے بہ آسانی دبایا جا سکتا ہے۔ کہ بطن قرآن پاک تک رسائی ہر شخص کو نہیں ہو سکتی یہ تو محض بے سمجھے طوطے کی طرح پڑھنے کے لیے ہے خواہ روزانہ آٹھ ختم ہی کر لو۔

- ہاں اگر کچھ سیکھنا ہے تو فضائل اعمال موجود ہے جس میں دو سو آیات کا ترجمہ کرنے کی جرأت مولانا محمد زکریا کو بھی نہیں ہوئی...... تم ان پڑھ اور جاہل ہو کر قرآن کو سیکھنے لگے ہو۔

قارئین کرام! قرآن کتنا آسان ہے اس کی فضیلت کیا ہے اس حقیقت کو درج ذیل آیات کے مفہوم سے سمجھنا ضروری ہے۔

قرآن کریم کی خصوصیات

چند آیات کا مفہوم ملاحظہ فرمائیں۔

- قرآن ہر قسم کے شکوک وشبہات سے پاک ہے۔[بقرہ: ۲]
- قرآن مومنوں کے لیے خوشخبری اور ذریعہ ہدایت ہے۔[اسرائیل: ۹]
- قرآن کے نزول کا مقصد مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔[بنی اسرائیل: ۸۲]
- قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مثالیں بیان کردی ہیں تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔[روم:۵۸]
- قرآن کو عربی زبان میں نازل فرمایا تا کہ تم سمجھو۔[یوسف: ۲]
- قرآن ایسی کتاب ہے جس کی آیات جدا جدا ہیں۔ یہ عربی قرآن سمجھ دار لوگوں کے لیے ہے۔[حم سجدہ: ۳]
- قرآن نبی ﷺ پر حق کے ساتھ نازل کیا گیا ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔[آلعمران: ۳]
- قرآن کو ہم نے اے نبی ﷺ تیری طرف نازل کیا ہے حق کے ساتھ تا کہ لوگوں کے درمیان آپ فیصلہ فرمائیں۔[نساء:۱۰۵]
- قرآن بابرکت کتاب ہے۔[انعام:۹۲]
- اس بابرکت کتاب کو ہم نے نازل کیا ہے پس اس کی اتباع کرو۔[انعام: ۱۵۵]
- قرآن ایسی کتاب ہے جس کی آیات ثابت شدہ ہیں اور پھر کھول کھول کر اللہ تعالیٰ حکیم وخبیر نے بیان فرمادی ہیں۔[ہود: ۱]

- قرآن پر بعض لوگ خوش ہوتے ہیں اور بعض کڑھتے ہیں۔[الرعد: ٣٦]
- قرآن ایسی کتاب ہے جو ہم نے اے نبی ﷺ آپ پر اتاری ہے تاکہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر آپ روشنی کی طرف لائیں۔[ابراھیم: ١]
- قرآن نبی ﷺ پر ہم نے اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ ﷺ وہ چیزیں کھول کر بیان کردیں جن میں لوگ اختلاف کرتے ہیں۔[نحل: ٦٤]
- قرآن کو ہم نے اے نبی ﷺ تجھ پر نازل کیا ہے جس میں ہر قسم کا بیان' اور مسلمانوں کے لیے ہدایت' رحمت اور خوشخبری ہے۔[نحل: ٨٩]
- قرآن ایسی کتاب ہے جس میں کسی قسم کی کمی اور ٹیڑھا پن نہیں ہے۔[کهف: ١]
- قرآن کریم ایک واضح کتاب ہے۔[نمل: ١]
- قرآن کریم حکمت والی کتاب ہے۔[لقمان: ٢]
- قرآن کی تلاوکرنے والے' نماز ادا کرنے والے' اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے ظاہر زور و پوشیدہ خرچ کرنے والے۔ یہ ایسے تاجر ہیں جن کے بیوپار میں ہرگز ہرگز گھاٹا نہیں۔[فاطر: ٢٩]
- قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے اے نبی ﷺ تجھ پر نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت پکڑیں۔[ص: ٢٩]
- قرآن حکمت والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔[الزمر: ١]
- قرآن کو ہم نے اے نبی ﷺ! تجھ پر حق کے ساتھ نازل کیا ہے پس خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔[الزمر: ٢]
- قرآن کو ہم نے اے نبی ﷺ! تم پر حق کے ساتھ نازل کیا۔ لوگوں کی ہدایت کے لیے پھر جو کوئی راہ راست پر آ گیا اس نے اپنا بھلا کیا اور جو گمراہ ہو گیا اس نے اپنے لیے برے راستے کا انتخاب کیا...... اور اے نبی ﷺ تو ان کا وکیل نہیں۔[الزمر: ٤١]

- قرآن کو بہت رحم والے مہربان اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے جس کی آیات واضح واضح ہیں۔ یہ قرآن عربی زبان میں سمجھ دار لوگوں کے لیے ہے۔ اس میں خوشخبریاں بھی ہیں اور ڈرانے والی باتیں بھی۔ اس قرآن سے اکثر لوگوں نے منہ پھیر لیا ہے۔ اور اس کو نہیں سنتے۔[حم سجدہ: ۲ تا ٤]
- قرآن کو اگر ہم پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھک رہا ہے اور پھٹنے لگا ہے۔ یہ مثال اس لیے اللہ نے بیان کی ہے کہ لوگ سوچیں اور فکر کریں۔[حشر: ۲۱]
- قرآن کی ایک سورت جیسی سورت بنانے سے دنیا قاصر رہے گی۔[البقرہ]
- قرآن کی مثل کتاب پیش کرنے کے لیے اگر جن اور انسان جمع ہو جائیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں تو پھر بھی اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکے گی۔[بنی اسرائیل: ۸۸]
- قرآن کو چھوڑنے والوں کی شکایت رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن کریں گے۔[فرقان: ۳۰]
- قرآن میں یہ لوگ غور وفکر کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے ہیں؟[محمد: ۲٤]
- قرآن کو جنوں کی ایک جماعت نے جب سنا تو وہ پکار اٹھے کہ یہ عجیب کلام ہے جو بھلائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز ہرگز کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔[جن: ۲،۱]

اس عظیم کتاب سے ہدایت اور راہنمائی لینے سے منع کرنا' فضائل اعمال کو پڑھنے کی تلقین کرنا' اجتماع میں اس کو پھیلانے کی بیعت لینا وغیرہ یہ تمام حقائق ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی ﷺ کے طریقوں سے محبت کا دعویٰ بس دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ جبکہ عملی طور پر محبت اپنے بزرگوں کے طریقوں سے ہے جن کو پھیلایا جا رہا ہے۔

لہٰذا عام مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری تھا جس کے لیے اس کتاب''

تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ'' میں اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کی گئی ہے۔اسی طرح تبلیغی جماعت کے اکابرین اور عقیدت مندوں سے بھی درخواست ہے کہ۔

- دین کے معاملے کو اپنی انا' ضد اور عزت کا مسئلہ نہ بنائیں۔
- اور فضائل اعمال کی صلاح کرلیں یا پھر اس کو تبلیغ کے لیے پیش نہ کریں۔
- اور اس بہتر کتاب قرآن کریم کو دعوت و تبلیغ کے لیے پڑھیں' سنیں اور سنائیں۔
- اسی طرح تبلیغی اجتماعات میں بعض رسومات اور بدعات پر قائم رہنے کے بجائے ان کی بھی اصلاح کرلیں۔

آیات قرآنی کی تحریف کا دھندا ترک کرکے قرآن کریم کو اسی طرح پیش کریں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اتارا اور نبی ﷺ نے امت کو سمجھایا۔

- جہاد کی مخالفت چھوڑ دیں اور لوگوں کو کفر کے خلاف لڑنے کے لیے تیار کریں تاکہ زمین سے فتنے ختم ہوں۔اسلام غالب ہو مسلمان آزادی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرسکیں اور دنیا میں امن قائم ہو۔اللہ ہمیں دین اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر کرے اور موت شہادت کی نصیب فرمائے۔آمین

((......وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ......))

تبلیغی بھائیو!

اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی کے طریقوں میں کامیابی ہے

آیئے اس کی طرف عملی قدم اٹھائیں

توحید باری تعالیٰ ہمارا عقیدہ ہے

آیئے اسے غالب کریں

سنتِ رسول ہماری زینت ہے

آیئے اسے زندہ کریں

دعوت و جہاد ہمارا راستہ ہے

آیئے اس پر چلیں

خلافت و امارت ہمارا نظام ہے

آیئے اس کو قائم کریں

محمدی اکیڈمی 5- چیمبر لین روڈ موچی گیٹ لاہور